اس کتاب کے جملہ حق حقوق بموجب ایکٹ نمبر ۲۰ ۱۸۴۷ ہمارے نام محفوظ ہیں

سلسلۂ تصوف نمبر ۱۳

اُردو ترجمۂ کتاب

مقاصد السالکین

از تصنیف لطیف

جناب پیر دستگیر ہادیٔ دین متین قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین منہاج العابدین ہادیٔ مضلین شہبازِ اوجِ تفرید عنقائے قافِ تجرید ابو الوقت حضرت خواجہ ضیاء اللہ صاحب نقشبندی

رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

مترجمہ

سگِ درگاہ سرکارِ عالیہ نقشبندیہ مسکین ملک فضل الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

[illegible]

جسے

اللہ والے کی قومی دکان رجسٹرڈ

مالک ملک چنن الدین خلف الرشید ملک فضل الدین نقشبندی تاجر کتب

کشمیری بازار لاہور نے

عاشقانِ رسولِ اکرم محبانِ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے

بصرفِ زرِ کثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر نہایت صحت و صفائی کیساتھ

تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور میں طبع کرایا

بار سوم — قیمت تین روپے — ۳/

فہرست مضامین مقاصد السالکین یعنی مطالب العارفین

یہ کتاب جو طالب مولیٰ کے لئے بے نظیر رہنما ہے۔ حضرت ضیاء اللہ علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف میں سے ہے اس کتاب کا ایک ایک لفظ اخلاق محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شریعت عالیہ کی تابعداری سے پُر ہے۔ یہ کتاب فارسی زبان میں عجیب دلکش پیرایہ میں بعبارت نفقہ لکھی ہوئی ہے اور یہی کتاب ہے جس کو جناب خواجہ خواجگان حضرت خواجہ نور محمد صاحب تیراہی نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ ہر وقت اپنے مطالعہ میں رکھتے تھے بلکہ یہاں تک جناب کو اس کتاب سے محبت تھی کہ آپ اس کتاب کو بوقت خواب شب بھر اپنے سینہ مبارک پر رکھ کر آرام فرمایا کرتے تھے۔ چونکہ نیاز مند کو حضور علیہ الرحمۃ کے سلسلہ میں دعوائے غلامی ہے۔ اور یہ نعمت عظمٰے نہایت تلاش و تجسس سے حاصل ہوئی۔ لہذا فائدہ عام کے لئے اس کا عام فہم اُردو میں ترجمہ کر دیا ہے +

مصنف علیہ الرحمۃ نے اس کتاب میں پانچ مقصد مقرر کئے ہیں۔ جن کو نمبروار ملاحظہ ناظرین کے لئے درج کرکے یہ دکھانا ہے کہ اس مبارک کتاب کے کیسے عالی مضامین ہیں :-

صفحہ ۱۴ **مقصد اوّل** - شریعت محمدیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مستقیم رہتے۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری۔ نماز کی حقیقت۔ حضرت رسالت پناہؐ کے اخلاق۔ درود شریف کی بزرگیاں وغیرہ +

صفحہ ۵۷ **مقصد دوم** - نفس کشی۔ نفس سے لڑائی۔ اپنی اصلیت کو پہچاننا۔ تقسیم اوقات۔ قرآن [illegible] پڑھنے [illegible] نفس کشی اور اس کے ساتھ لڑائی کے علاوہ کئی ایک اور فائدے +

صفحہ ۱۱۵ **مقصد سوم** - ذکر کے فضائل۔ حق سبحانہٗ وتعالےٰ کو یاد کرنا۔ دنیا کی حقیقت۔ کلمہ طیبہ یعنی نفی اثبات +

صفحہ ۱۴۵ **مقصد چہارم** - خدا کی درگاہ کا حضور۔ علم کی حقیقت۔ اولیاء اللہ کی صحبت کے فائدے، آداب مراقبہ کی حقیقت، کشف وکرامات کے حالات، خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں گریہ زاری کرنے اور اپنی ہستی کو نیست کرنے کی حقیقت۔ اولیاء اللہ کے پہچاننے اور دلوں میں تمیز کرنے کے علاوہ کئی مفید باتیں +

صفحہ ۱۹۹ **مقصد پنجم** - حق سبحانہٗ تعالےٰ کا عشق ومحبت۔ مناجات بدرگاہ باری تعالےٰ۔ خاتمہ کتاب کے علاوہ ہر مقصد میں بے نظیر نصیحت آمیز کارآمد باتیں اور تمثیلاً حکایات قابل مطالعہ ہیں +

نیاز آگین، ملک چنن الدین ملک اللہ دِتا والے کی قومی کتب خانہ، بازار کشمیری لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سلامے یارسول اللہ سلامے
خدا را سوئے مشتاقاں نگاہے

فرستادم بدرگاہت پیامے
بیاے گر نباشد گاہے گاہے

نذر

یہ عام قاعدہ ہے کہ مصنفین اور مولّفین اپنی تصنیف و تالیف کو کسی بڑے آدمی کے نام اِس غرض سے معنون کرتے ہیں، کہ اُس تصنیف و تالیف کی عزّت و عظمت بڑھے۔ اور نیز خود مصنّف یا مولّف کو اُس سے فائدہ پہنچے۔ لیکن جب مَیں نے اس ترجمہ کتاب کو مکمّل کر کے چھپوایا۔ تو خیال ہُوا کہ کتاب جو اپنے مضامین عالی کے لحاظ سے بہت بڑے مرتبہ کی ہے۔ کسی ایسے ہی صاحب شوکت و عظمت کے نام سے نامزد کیا جائے جس سے اس کتاب کی عزّت بڑھے، اور میرا بھی فائدہ ہو ؛

اس معاملہ پر بہت روز تک سوچا، مگر جو کچھ کہ میری دلی خواہش تھی و آرزو تھی، وہ کسی سے پوری ہوتی نظر نہ آئی۔ آخر کار دل دارفتہ میں ایک نورانی خیال پیدا ہوا [illegible] یار امنظر ہمراہ لایا تھا۔ اور معاً دل میں گھر کر گیا۔ بس یہ ٹھن گئی کہ کیوں نہ اس مُبارک کتاب کو ایسے پیارے اور پاک نام سے مُعنوَن کیا جائے۔ جو کل عالم کا سردار ہے اور جس کے سچے نام سے ہی دونوں جہان منوّر ہیں۔ اُس عالی وجود سے اس کتاب کے ترجمہ کا مُعنوَن کرنا ایک اعلےٰ تابعداری و اخلاص کا پیمانہ ہے ؛

سُبحان اللہ اُس عالی سرکار کا کیا تذکرہ، ایک لمحہ میں تمام مطالب دینی و دنیوی پورے ہوجاوینگے ؛

بس اس سے بڑھکر نذر سے اور کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اُس پیارے نام کی جناب میں یہ کتاب مُعنوَن کرتا ہوں، جو ذیل کے اشعار سے قوتِ متخیلہ آسانی سے رسا ہو جاوے گی ؎

چشمِ او روشن سواد از کحل مازاغ البصر | شق صدرش موضع مضمون انشق القمر
شمعِ جمعِ انبیا، فخرِ رُسل خیر البشر | عیسٰے و داؤد و صولت موسیٰ و ادریس فر

خواجۂ ہر دو سرا خورشید اوج ارتقے
دُرّۃ التاج نبوت شافع روزِ جزا

یہ خاکسار نہایت عجز و نیاز کے ساتھ بصد زاری و بیقراری، اس ترجمۂ کتاب مقاصد السالکین کو اپنے مولائے کریم ولی نعمت، ہادئ برحق، خواجۂ دو سرا، شاہنشاہ عالم، فخرِ عرب و عجم، سیّد المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، محبوب رب العالمین، شفیع المذنبین، قبلۂ دین، کعبۂ ایمان، مولانا و سیّدنا

حضرت احمد المجتبیٰ و محمد المصطفیٰ

صلوات اللہ وسلامہ علیہ

کے اسم عالی سے معنون کرتا ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اِس نذر پیش کرنے کے بعد اُس سرکار عالی میں، دلی مدعا اور آرزو کو حسب ذیل نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں۔ اُمید ہے کہ درگاہ رحمۃ للعالمین سے اس روسیاہ کو بامراد فرمایا جائے گا۔

وہ دلی مدعا اور آرزو یہ ہے

السلام اے دو جہاں کے بادشاہ | مجھ غریب خستہ پر بھی اک نگاہ
چارہ ساز بیکساں بیکس ہوں میں | آرزو مند درِ اقدس ہوں میں
رحم کر رحم اے کریمِ بیکساں | چھوڑ کر یہ آستاں جاؤں کہاں
ہوں پیاسا شربتِ دیدار کا | تجھ سوا ہے کون مجھ بیمار کا
گو بُرا ہوں یا بھلا جیسا ہوں میں | سگ تیرے ہی در کا کہلاتا ہوں میں
فکر رہتی ہے یہ مجھ کو روز و شب | روزِ محشر ہونگے سب جس دم طلب
کوئی اُٹھا بادۂ وحدت سے مست | کوئی پہنچا ساغرِ خلعت بدست
کوئی اپنے زُہد پر نازاں چلا | کوئی اُٹھا جھاڑ کر داماں چلا

یا تو میں ہوں یا دلِ مایوس ہے / شرم ہے اور حسرت و افسوس ہے
کون پوچھے گا مجھے سرکار میں / ہاتھ خالی میں چلا دربار میں
ہاتھ خالی اُس طرف جاتا ہوں میں / اور تہی دستی سے شرماتا ہوں میں
عابدوں کے ساتھ کیونکر جاؤں میں / رُوسیاہ ہوں مُنہ کسے دکھلاؤں میں
باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا / آسرا واں ہے تو بیشک آپ کا
دستگیرا دستگیری کیجئے / آبرو میری وہاں رکھ لیجئے
سخت مشکل ہے کہ وقتِ جاں کنی / ہوتی ہے شیطاں کو فکرِ رہزنی
کشمکش میں یہاں تو اپنی جان ہے / اور دشمن درپئے ایمان ہے
سخت طوفانِ بلا ہے نزعِ روح / آپ اُس طوفانِ آفت کے ہیں نوح
باپ بیٹا بھائی کام آتا نہیں / ساتھ بیکس کے کوئی جاتا نہیں
ایسی مشکل میں خبر لیجے میری / سیدِ عالم مدد کیجے میری
جب تباہی میں پڑے میرا جہاز / مشکل آساں کیجیے بندہ نواز
اُس گھڑی رحم آپ کا درکار ہے / گر کرم کیجے تو بیڑا پار ہے
دم نکل جائے وہ صورت دیکھ کر / خاتمہ ہو آپ ہی کے نام پر
جس دم آئیں قبر میں منکر نکیر / دستگیری کیجیے یا دستگیر
شکل اُن کی دیکھ کر مضطر نہ ہوں / وہ جمالِ دلربا [illegible]
دولتِ دیدار جس دم پاؤں میں / قبر میں اُٹھ کر فدا ہو جاؤں میں
گرد پھر پھر کر کبھی قربان ہوں / اُس کفِ پا سے کبھی آنکھیں ملوں
حال میرا آپ سے مخفی نہیں / شرحِ غم پھر کیا کرے اندوہگیں
ہاں طبیبِ مہرباں بیمار ہوں / دردِ ہجراں سے بہت لاچار ہوں
آتشِ دوری جلاتی ہے مجھے / اور تپِ ہجراں ستاتی ہے مجھے
ہجر میں ایسا نہ ہو با شاہِ دیں / ہند کا ہو جاؤں میں رزقِ زمیں
رحمتِ عالم خدا کے واسطے / اپنے حسنِ دلربا کے واسطے
چار یارِ باصفا کے واسطے / اہلبیتِ مجتبیٰ کے واسطے
آس مجھ رنجور کی مت توڑیے / تشنہ کو محروم یوں مت چھوڑیے

Marfat.com

ہجر میں گذری جو اب تک زندگی — زندگی سے ہے مجھے شرمندگی
آستانہ پر بلا لیجے مجھے — وصل کا ساغر پلا دیجے مجھے
رات دن ہوتا رہے بس یہ بلا — عمر بھر نظارہ اس درگاہ کا
در کو تکتے تکتے ہو جاؤں ہلاک — وہاں کی خاکِ پاک میں ملجائے خاک

نامِ نامی پہ ہو حسنِ اختتام
خاتمہ ہے نام اس کا والسلام

ای جانِ صد ہزار چو ما وقفِ جانِ تو
ہر دم ہزار تحفہ ما بر روانِ تو

صد سلامت میفرستم ہر دم اے فخرِ کرام
بوکہ آید یک علیکم در جوابِ صد سلام

بندۂ درگاہ

نیاز آگین کمترین ملک فضل الدین ککےزئی
تاجر کتب قومی
لاہور

۱۷۔ ذوالحجہ سنہ ۱۳۲۴ ہجری یوم جمعۃ المبارک

تمہید از جانب مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و ثنا اُس خالق ارض و سما، اور مالک ہر دو سرا کو ہے۔ جو اضداد سے مُبرّا اور انداد سے منزہ ہے۔ جس کے مقدّس اسما میں سے ایک صمد ہے۔ اُس کی ذات پاک لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے۔ وہ ملک حنّان اور جواد منّان ہے۔ وہ ایسا قادر مطلق ہے، کہ اپنے کمال فضل و کرم سے اپنے خاص بندوں کو صراط مستقیم پر چلاتا ہے۔ اور ایسا حکیم حاذق ہے کہ رُوحانی بیماریوں اپنے قُرب و محبت کے دوائی خانہ سے اپنے وصال کا خاص الخاص شربت پلاتا ہے۔ زاہدوں، عابدوں، اور سالکوں، عارفوں میں سے جنہیں اپنی طرف مشغول کرتا ہے۔ انہیں طاعات، عبادات اور سلوک و معرفت کا مزہ چکھاتا ہے۔ اور عفت و عصمت کا بیش قیمت لباس پہناتا ہے۔ اُس کی تجلیات کاملہ کے انوار سے انبیا و اولیا کے دل منوّر۔ اور اُس کی معرفت کے خزانوں سے عارفوں کے سینے روشن ہوتے ہیں +

اور درود نامحدود اُس ہادی اکمل اور رسول بے بدل پر جن کی شان میں ہے

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

یعنی احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وعلےٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ جنہوں نے لاکھ در لاکھ خلقِ خدا کو کفر و ضلالت کے تنگ و تاریک گڑھوں سے نکال کر اوج تقرب ربانی پر پہنچا دیا۔ الحق جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں باخلاص تمام دل لگایا۔ اُس نے ظاہری باطنی نعمتوں کو حاصل کیا اور روحانی یا ابدی لذتوں کا مزہ پایا۔ اگر تمام دُنیا کے

Marfat.com

لوگ آپ کی نعت میں مصروف رہیں، تو بھی ممکن نہیں ہے۔ کہ یکے از ہزار و اندکے از بسیار سے
عہدہ برآ ہو سکیں۔ لہذا الحال اُسے خداوند تعالیٰ کے حفظ و امان میں چھوڑ کر عاصی پر معاصی
ملک فضل الدین ککے زئی لاہوری، بخدمت خادمان اہل سلوک و دیگر جان نثاران ارباب تصوف
عرض کرتا ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ اصفیائے عظام اور حضرات صوفیائے کرام جو بمنزلہ جواہرات یکتا
اور دُر بیش بہا تھے۔ اور جن کے دل حق تعالیٰ کی محبت سے نہال۔ اور جن کے سینے نور معرفت سے
مالا مال تھے۔ اس دُنیائے فانی سے اُٹھ گئے۔ اور جو خال خال باقی ہیں وہ بھی بر سر راہ ہیں۔
اور بجائے اس کے کہ دُنیا کو اُن کے نعم البدل ہاتھ آویں، ہر کس و ناکس اس پاک اور مقدس خرقہ
کی بے حرمتی میں سرگرم ہے۔ یعنی سوائے اس کے کہ شریعت غرا نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
پر مضبوط قدم رکھیں۔ اور عارفان اہل کمال سے فیوض و برکات کا اقتباس کریں۔ خود بخود فرضی ادّعائی
صوفی بن بیٹھے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ روحانی برکات کے خزانوں سے مالا مال ہوتے۔
اور خلق خدا کو نصیبہ دیتے۔ اسلئے گمراہی اور کج ادائی میں پڑ کر، اوروں کو بھی اپنے ساتھ لے
ڈوبے ہیں۔ اور عوام کالانعام کو قسم قسم کے سبز باغ دکھلا کر دُنیا طلبی کو عمل میں لارہے ہیں
اُن کی وہی مثال ہے ع

بدنام کنندۂ نکونامے چند

اللہ اللہ! ایک وہ جماعت سلف صالحین تھی، جو حق سبحانہ تعالیٰ کی محبت اور شوق
میں ایسے مستغرق تھے۔ کہ دُنیا و مافیہا کو اُس کے مقابلہ میں کمتر از ہیچ یقین کرتے تھے۔ اور
باوجود ہزاروں دیگر فیوض و برکات کے خوارق و تصرفات بھی اُنہیں عطا فرمائے گئے تھے۔
مگر وہ اُن کو امانت سمجھ کر استعمال میں نہ لاتے تھے۔ اور اپنی ذات کو اس طرح بیکسی اور بے بسی
اور گمنامی کی حالت میں رکھتے تھے۔ کہ کم ہی کوئی شخص ان کے حالات سے واقف ہو سکتا تھا
اور وہ اُس قوی دشمن اور زبردست قوت پر جس کا نام نفس امّارہ ہے ایسے غالب تھے۔
کہ اُسے توڑ پھوڑ کر ٹکڑے ہی تو کر دیتے تھے۔ وہ کسی سے امداد لینے کو یہاں تک ناپسند رکھتے
تھے۔ کہ اگر سواری کے وقت چابک ہاتھ سے گر جاوے۔ تو راحلہ سے اُتر کر خود ہی اُٹھاتے
تھے۔ وغیرہ

یا آج کل کا زمانہ ہے کہ نہ لکھے نہ پڑھے، نام محمد فاضل۔ یعنی نہ کسی صاحب ذوق سے
ذوق حاصل کیا۔ نہ کسی عارف سے متعارف ہوئے۔ نہ کسی اہل سلوک کی صحبت میں چند روز

Marfat.com

بسر کیئے۔ نہ کسی قسم کی ریاضت نہ مجاہدہ نہ کوئی مرشد پکڑا، نہ پیرِ طریقت۔ نہ ہی حقیقت کی راہ پائی۔ اور معرفت کا نصیب ہونا۔ تو پھر ظاہر۔ مگر اس پر بھی وہی ہانک لگائے جاتے ہیں ع

ہم بھی ہیں پانچوں سواروں میں

کوئی ایسا مقدّس نام نہیں، جس سے اپنی ذات کو نامزد نہ کرتے ہوں۔ کوئی ایسا خطاب نہیں، جس سے اپنے تئیں مخاطب نہ کرتے ہوں۔ اگرچہ قرآنِ مجید میں صاف حکم ہے۔ وَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۔

مگر خدا و رسول کے دشمن، اپنی ذات کو رسول صلے اللہ علیہ وسلّم سے بھی برتر بتاتے ہیں۔ اپنی مدح سرائی میں یہ غلو کرتے ہیں اور آسمان و زمین کے قلابے ملاتے ہیں کہ ملکوت السموات والارض کی چابیاں گویا ہمارے ہی ازار بند کے ساتھ بندھی ہوئی ہیں۔ سعدی ؎

مرا گی کہ چنداں از رے نمود چو دیدیم در وہیچ انبان نبود

اِن لوگوں کا حال کہاں تک بیان کیا جائے، پناہ بخدا! بجائے حرمین شریفین جانے اور کعبہ کا حج کرنے کے وہ اپنے گاؤں کی چار دیواری کا ہی لوگوں کو طواف کراتے ہیں۔ اُن کے نزدیک رُشد و ارشاد اسی کا نام ہے۔ کہ اپنا سکہ جمایا جائے۔ اُن کے نزدیک حصولِ سعادت یہی ہے کہ درم و دینار اور روپیہ پیسہ پر قبضہ پایا جائے۔ اُن کے تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب کا حال نہ پوچھو انبیا علیہم السّلام کی شان میں تہتک آمیز الفاظ اور ناشائستہ کلمات بکنا۔ اور اپنے مریدوں کے دلوں سے اُن کی تعظیم و تکریم کا اُٹھا دینا۔ اِن کی نفس کشی یہ عالم ہے۔ کہ بادام روغن میں دم کئے ہوئے پلاؤ اُڑانا۔ شہواتِ نفسانی کا قلع و قمع یہ کہ، یاقوتیاں اور زمرد کوٹ کر قوت کے نسخے اُڑانا۔ اِن کے ارشادات، تلقین، اور ملفوظات کا ماحصل اور لُبِّ لُباب یہ کہ جھگڑالو اور ہٹ دھرم تیار کئے جاویں۔ جو ہر ایک سے لڑائی جھگڑا اور جھگڑے رگڑے میں لگے رہیں۔ اِن کے خوارقِ عادات اور تصرفات کا یہ انتہا ہے کہ بے اندازے پشین گوئیاں اور خونی الہامات سے لوگوں کو دھمکایا جائے۔ جو آخر الامر جھوٹی اور حدیثِ نفس نکلیں۔ اِن کا نفسِ امارہ کے ساتھ جنگ و جدل فقط یہی ہے۔ کہ خلقِ خدا کے ساتھ مقدمہ بازی کی ٹھانی جائے تاکہ مشہوری کے باعث اُلو سیدھے کئے جائیں۔ افسوس صد افسوس ؎

حسابے برخود براندا ختی چنیں نیست بازی غلط باختی

پس ایسے بھلے مانسوں کے ہاتھ سے خلقِ خدا کو نجات دلا کر اصلی اور حقیقی تصوّف کا راستہ دکھانا،

Marfat.com

ایک کام ہے۔ اس بارے میں اس عاجز نے بہت سوچ بچار کی، اور آخر الامر طبیعت نے یہ فیصلہ دیا۔ کہ بزرگان سلف صالحین کی مبارک اور متبرک تحریروں کو ایک آسان اردو سلسلہ کے طور پر شائع کیا جاوے۔ جس سے معلوم ہو جائے کہ :۔

(۱) اصلی اور حقیقی صوفی کون لوگ ہیں +

(۲) ان کی کیا شناخت ہے +

(۳) ان کے کیا کیا فرائض ہیں +

(۴) ان میں، اور بے مرشد سے۔ روپے پیسے بٹورنے والوں میں ما بہ الامتیاز کیا ہے +

(۵) کافۃ المسلمین میں جو متبرک و مقدس جماعت صوفیائے کرام کی نسبت بداعتقادی پھیلی جاتی ہے۔ وہ بذریعہ اس سلسلہ اردو کے دور کی جائے۔ اور مکالمات اور ملفوظات بزرگان سلف کو پیش کیا جاوے۔ جن پر کاربند رہنے سے معبود حقیقی کا راستہ نصیب ہو +

میرے دل میں بارہا یہ خیالات بھی متواتر راہ پاتے ہیں، کہ اس سفر دراز کے لئے جو مجھ شرمندۂ عقبےٰ کو پیش آنے والا ہے۔ اور جس میں سینکڑوں رکاوٹیں اور ہزاروں کٹھن منزلیں ہیں۔ میرے پاس کچھ زاد راہ بھی موجود ہے یا نہیں! تو اس کا جواب طبیعت صاف نفی میں دیتی ہے۔ پس اس مالک حقیقی کی لاثانی بخششوں، اور لامحدود عنایتوں سے کیا بعید ہے۔ کہ مذکورہ بالا سلسلہ کتب تصوف ہی بامداد روح پرفتوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحضرات اصحاب کبار وصوفیاے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ میری نجات کا ذریعہ ہو۔ الغرض اس سلسلہ کتب اردو کی جو غیر زبانوں سے ترجمہ کیا جاویگا۔ سب سے اول اردو ترجمہ

کتاب مقاصد السالکین

ناظرین باتمکین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اس ترجمہ کو ماشاء اللہ بامحاورہ آسان عبرت انگیز معنی خیز دکھانے میں حتے المقدور کوشش کی گئی ہے۔ یقین ہے، کہ اس سے مبتدیوں اور منتہیوں کو برابر فائدہ حاصل ہوگا۔ اور ناظرین پر مخفی نہ رہے گا۔ کہ حق سبحانہ تعالےٰ کی درگاہ تک پہنچنے کیلئے انسان پر کیا کیا کام ہیں۔ جن پر عملدرآمد کرنا لازمی اور لابدی ہے +

Marfat.com

مَیں اپنے مخدوم و مکرّم حضرت حافظ مولوی امام الدین صاحب ، گجراتی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔جنہوں نے اپنا بیش قیمت اور لاثانی وقت اس بامحاورہ ترجمہ کے مدارج نگاہ رکھنے اور اصل فارسی کتاب میں جو غلطیاں تھیں، اُن کے درست کرنے وغیرہ میں مجھے پوری پوری امداد دی ہے۔ بلکہ مَیں بے مبالغہ کہتا ہوں۔کہ اگر وہ اس امداد سے پہلو تہی کرتے، تو یہ نسخہ عجیبہ جو اس لاثانی (علم تصوف کے) سمندر میں تیرنے کے لئے ایک جہاز کا کام دیتا ہے، اور سلوک و عرفان کا مغز و عطر ہے، شاید شائقین کے ہاتھوں میں نہ آتا ٭

پس اُن احباب صدق و صفا کی خدمت میں جو اس پاکیزہ کتاب کے مطالعہ سے استفادہ حاصل کریں گے، التماس ہے۔کہ مجھ عاصی پر معاصی اور تمام مسلمانوں کے حق میں دعائے خیر فرمادیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔ فاطر السمٰوٰتِ والارض انت ولیّ فی الدنیا والاٰخرۃ توفّنی مُسلماً والحقنی بالصالحین ٭

مسکین ملک فضل الدین تاجر کتب قومی

بازار کشمیری لاہور

اُردو ترجمہ کتاب

مقاصِد السّالکین

دیباچہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمد بسیار اور ثنا بے شمار اُس خالقِ (ارض و سما) کے لئے ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے رنگا رنگ کی مخلوقات۔ اور ملک و ملکوت کی کائنات کو (لفظ) کُن کے حکم سے ایک لمحہ میں پیدا کیا۔ اور اپنی تمام خلقت میں سے، انسان کو اپنی دوستی کے لئے پسند کیا۔ اور قسم قسم کی عنایتوں سے سرفراز۔ اور اپنی معرفت کے اُسرار اور محبت کے انوار عارفوں کے دلوں میں رکھ دیئے ۔

اور بے نہایت درُود، صاحبِ لولاک، جن وانس کے رسُول، قابَ قوسَین کے جہان کے تخت نشین، انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سردار، ولیوں اور برگزیدوں کے رہنما، احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ کی پاک رُوح پر ۔

جس نے دنیا کی اندھیری رات کو شریعت حقّہ کے سورج سے روشن اور منور کیا۔ اور خلائق کو ہلاکت اور جہالت کے گڑھے سے نکال کر سیدھے راستہ میں لاکھڑا کیا۔ نظم

آں شہنشاہ سیّدِ دو جہاں — عاجز از نعتِ او زبانِ بیاں
شرح اوصاف او ز سر تا پا — نتواں گفت کس بغیرِ خدا
گر نبودے وجود او مقصود — از عدم کس نیامدے بوجود

دل و جانم فدائے او بادا ۔۔۔ سرِ من خاکِ پائے او بادا

ترجمہ ۔ وہ شاہنشاہ جو دونوں جہاں کا سردار ہے ۔ زبان بیان اُس کی نعت سے عاجز ہے +
اُس کے اوصاف وخوبیاں ۔ ابتدا ، سے انتہا تک خدا کے سوا ۔ کوئی بھی ادا نہیں کر سکتا +
اگر اُس (پاک رسول) کے وجود کو پیدا کرنا (خدا کا) مقصود نہ ہوتا ۔ تو دُنیا میں کوئی پیدا نہ ہُوا ہوتا +
میرا دل اور میری جان اُس پر فدا ہو ۔ اور میرا سر اُس کے پاؤں کی خاک ہو +
خدا کے درود اس پر ، اُس کی آل پر ، اُس کے اصحاب اور تابعین پر ہو +

اس کے بعد درد مندانِ اہل شوق کے دلوں پر پوشیدہ نہ رہے ۔ کہ طلب اور شوق کے پہلے ، اِن حروف کے راقم کو اہل معنیٰ اور مشائخ و صوفیا (اُن سب پر خدا وند تعالیٰ راضی ہو) کے کلام سے پُر محبت تھی +

چنانچہ اکثر اوقات اُن کے مطالعہ اور سیر معانی میں بسر ہوتی تھی ۔ اسی اثنا میں کبھی کبھی دل میں آتا تھا ۔ کہ اگر یہ توفیق میرے رفیق ہو ۔ تو مختصر عبارت میں جس کے معانی بہت ہوں ، ایک کتاب لکھوں ۔ جو خدا طلبی کے راستہ میں کام آوے ۔ اور ہر خاص و عام اپنی اپنی سمجھ کے موافق اُس سے فائدہ حاصل کرے ۔ اور خدا کے راستہ کی حقیقت پہچان سکے ۔ اس لئے کہ جو نیک عمل انسان سے صادر ہو ۔ اُس سے اُسے نیک اجر ملتا ہے ۔ اس مفلس بے متاع نے اپنے بکھرے ہوئے اعمال میں سے ، اس سے بہتر اور خوشتر ، کوئی عمل نہ جانا ۔ کہ چند باتیں صراط مستقیم پر لکھے ۔ اور چند شوق انگیز محبت آمیز لطیف کلمے رقم کرے ۔ کیا عجب ہے کہ اِن کے مطالعہ سے کسی شخص کے شوق و ذوق کا نور بڑھے ۔ اور نیک بختی کی توفیق کی چابی اُس کے ہاتھ آئے ۔ اور یہ گناہوں سے آلودہ گنہگار فقیر بھی ۔ بمصداق اس حدیث کے من دل علی خیر فھو کفاعلہ "جس شخص نے نکوئی کا راستہ بتایا ۔ گویا وہ بھی اُس نیک کام میں شامل ہے " ثواب میں داخل ہو ۔ لہذا اس راستہ میں چلنے کے فائدے بلا شبہ و شک میرے دل میں تھے ۔ پس اصحاب شوق اور ارباب ذوق کے لئے رقم کر دیئے +

یہ کیسے ہی عجیب و غریب پھول ، اہل معنیٰ کے سے میری قوت حافظہ کے میدان میں جلوہ گر تھے ۔ سو اِن پھولوں میں سے ، ہر مطلب و مُدعا کے موافق چن کر ، موقعہ بموقعہ لکھدئے اور برجستہ مضامین کا ایک گلدستہ بنا دیا +

ولیوں اور برگزیدوں کے کلمات میں سے ہر ایک سخن ایک معطر پھول ہے ۔ جو مغز جان

Marfat.com

کو عطرناک کرتا۔ اور سینکڑوں شوق ہزاروں ذوق بڑھاتا ہے۔ نظم

دریں نسخہ سخن پُر مغز گفتہ ہزاراں تازہ گُل در کوے شگفتہ
پُر است از گوہر معنی سطورش تجلی دیدۂ اعمے و نورش
بیک نظارہ ظلمت دل بشوید غبارے خاطر برہم بشوید

ترجمہ۔ اس کتاب میں مغز دار باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اس میں ہزاروں تازہ پھول کھلے ہیں + اس کی سطریں معنوں کے موتیوں سے بھرپور ہیں۔ اور اندھوں کی آنکھوں کے لئے تجلی اور روشنی ہیں + ایک ہی نظارہ سے دل کی سیاہی دُور ہو جاتی ہے۔ اور پریشان دل کا گرد وغبار دُھل جاتا ہے +

اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ کتاب خدا کے راستہ کے سب کے سب سلوک کو جامع ہے۔ اور اس میں قسم قسم کے فائدے شامل ہیں۔ اگر کسی سالک نے عشق کے مے خانہ سے درد و محبت کی چاشنی چکھ لی ہو۔ اور وہ اپنے دل کی تر و تازگی کے لئے ان معنوی پھولوں کا نظارہ کرے تو اُس کو پُورا حصہ اور بڑی بھاری حظ حاصل ہوگی۔ اور اُس کا ذوق و شوق زیادہ سے زیادہ تازہ ہوگا۔ اور طلب بڑھ جائے گی۔ اور اس کے حسن و قبح کو معلوم کرلیگا۔ اور اگر کوئی غافل شخص جس کے دل کی آنکھ غفلت کے دُھواں سے سیاہ ہوگئی ہو یقین کے رُو سے مطالعہ کرے گا۔ تو کام کی حقیقت پر واقف ہو جائے گا۔ اور دُنیا کی محبت سے اُس کا دل سرد اور خدا کی یاد میں سرگرم ہو جائے گا۔ وہ بیگانہ پن کو چھوڑ کر یگانگی تک پُہنچ جائے گا۔ اور شیطانی وسوسوں اور نفسانی حرص و ہوا سے خلاصی پا جائے گا۔ گناہوں سے پرہیز۔ اور طاعت میں رغبت اس کے نصیب ہوگی۔ اور اس مطلب کو یقین دل سے جان لیگا۔ کہ محبت الہٰی سے بہتر اور خوشتر کوئی دولت نہیں ہے۔ بیت

ایں سعادت ہر کہ را در بر گرفت خاک پائش را فلک بر سر گرفت

ترجمہ۔ اس سعادت نے جس شخص کو اپنے گود میں لیا۔ اُس کے پاؤں کی خاک کو آسمان نے اپنے سر پر اُٹھالیا +

پس جہاں تک کہ فرصت و وقت کا اقتضا تھا ۱۱۴۴ھ ایک ہزار ایک سو چالیس مقدس ہجری میں احقر العباد فقیر ضیاء اللہ نے (اللہ تعالےٰ اُس کے گناہوں کو معاف کرے) اس کتاب کو جس کا نام مقاصد السالکین ہے اور پانچ مطلب پر شامل ہے۔ تحریر کیا۔ اور ہر ایک مطلب میں آبدار گوہر اور بے شمار زمرد سعادت کے خزانوں کے خریداروں کے لئے

جلوہ گر کئے فرد

دادیم نشاں زگنج مقصود ترا گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

ترجمہ۔ ہم نے آپ کو مقصود کے خزانہ کا پتا دیدیا ہے۔ اگر ہم مطلب مقصود پر نہ بھی پہنچے۔ تو غالباً آپ پہنچ جاؤ گے۔

پہلا مقصد۔ شریعت پر مستقیم رہنا، حضرت محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت، اور بعض شرطیں، نماز کی حقیقت حضرت رسالت پناہ کے اخلاق۔ درود کی بزرگیاں، اور کئی ایک فائدے۔

دوسرا مقصد۔ نفس کشی، نفس سے لڑائی، اپنی اصلیت کو پہچاننا، تقسیم اوقات قرانِ مجید پڑھنے کے فضائل، تہذیب اخلاق، نفس کشی، اور اس کے ساتھ لڑائی کے کئی ایک اور فائدے۔

تیسرا مقصد۔ ذکر کے فضایل، حق سبحانہ تعالے کو یاد کرنا۔ دُنیا کی حقیقت، کلمہ طیبہ نفی واثبات، اور کئی ایک اور فائدے۔

چوتھا مقصد۔ خدا کی درگاہ کا حضور، علم کی حقیقت، اولیاء اللہ کی صحبت کے فائدے اور آداب، مراقبہ کی حقیقت، دل کی حقیقت، کشف کرامات کی حقیقت۔

خداوند تعالے کی درگاہ میں گریہ زاری کرنے اور اپنی ذات کی توڑنے کی فضیلت میں، اہل اللہ کے پہچاننے اور دلوں میں تمیز۔ اور کئی ایک دیگر فائدے۔

پانچواں مقصد۔ حق سبحانہ تعالے عشق و محبت، مناجات بدرگاہ باری تعالے، چند ایک اور فائدے۔

Marfat.com

پہلا مقصد

اے عزیز! ولایت[1] کے درجوں کو پانا۔ طاعت[2] پر مداومت کرنا۔ دوزخ[3] کی آگ سے چھٹکارا۔ بہشت[4] کی نعمتوں میں داخل ہونا۔ تہذیب[5] اخلاق۔ خداوند تعالےٰ[6] کا قرب و وصال۔ معنوں[7] کے بھیدوں کا ظہور۔ نفسانی حرص کی مخالفت۔ خداوند[8] تعالےٰ کی رضامندی، نہایت[9] صدق و صفائی سے خدا کی عبادت کرنا۔ سب[10] کے سب اعلےٰ مرتبوں کا حصول۔ اور دین[11] و دنیا کی سعادت، دونوں جہان کے سرور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ہی وابستہ ہے۔

جس شخص نے اپنی ذات کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرنے سے سنوار لیا سعادت کی روشنی اس کی پیشانی سے ظاہر ہوئی۔ مگر وہ بدبخت کہ اس دولت سے محروم رہا شقاوت کا داغ اُس کے چہرہ پر عیاں ہوا۔ وہ کیا ہی سعادت مند اور صاحب نصیب شخص ہے جو اس آیت کریمہ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (یعنی اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری اتباع کرو، ایسا کرنے سے خداوند تعالےٰ تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے سب کے سب گناہ بخش دیگا) کے چراغ کی روشنی میں اپنی زندگی کا سفر طے کرے، اور اپنے تمام کاموں میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حمیدہ اخلاق کا اقتدا کرے۔ یہی تو باعث ہے۔ کہ اُس وحدہٗ لاشریک خدا کی درگاہ کے نیک اور مقبول بندے اور شریعت کے انوار کا اقتباس کرنے والے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک سُنّت کے ادا کرنے کو سینکڑوں چلّوں اور ریاضات سے بہتر یقین کرتے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمال میں سے کسی ایک عمل کو تمام عباتوں سے زیادہ بزرگ جانتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے اپنے محبوب (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو اُسی صفت سے موصوف کیا۔ جو اُس کے نزدیک مقبول و محبوب ہے۔ پس کسی قسم کی عبادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بہتر اور خوشتر نہیں ہے۔ اور کوئی طاعت، شریعت پر استقامت رکھنے سے زیادہ بزرگ نہیں ہے۔ جو شخص دین و دنیا کی سعادت پر پہنچنا چاہے، کہ طریقت و حقیقت کا جمال اُس پر جلوہ گر ہو۔ تو اُس پر لازم ہے، کہ ظاہر اور باطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی اتباع میں ہی کوشش کرے۔ اور آنحضرت کے طریقہ مبارک پر ہی مداومت کرے۔ تاکہ (قضاء و قدر) اُس کی عزّت اور اُس کے اقبال کا آفتاب، سعادت کے اُفق سے اُس پر چڑھائیں، اور اُس کے دل کو معانی کے نور سے روشن کریں +

اب اِن معانی کو یقین دِل سے جان، کہ انوار کے جواہر، اور اسرار کے گوہر۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خزانہ کے سوا ہرگز مُنہ نہیں دکھاتے۔ اور نیک بختیوں کے گنج اور بے انتہا دولت، محمدی گنجینہ کے سوا، کہیں سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت ایک ایسی نعمت ہے، جو سب نعمتوں سے بڑھ کر، اور اُس بیچوں و بیچگوں خدا کی درگاہ سے ایک بہت بڑی کرامت ہے۔ جس شخص کو تقدیر میں سعادت نصیب ہوئی ہے۔ (قضاء و قدر) ہر ایک شرعی امر کو کمال حُسن و خوبی سے اس کی نظر میں جلوہ گر کرتے ہیں۔ اور جس کے حصہ میں شقاوت لکھی گئی ہے اُس کے نزدیک احکامِ دین کا ہر ایک حکم بہت ہی سہل اور نہایت ہی بےمقدار دکھلاتے ہیں۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اور اللہ تعالےٰ بہت بڑے فضل کا مالک ہے) +

نقل ہے۔ کہ حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ اے میرے حبیب سب لوگ میرے عاشق ہیں۔ اور مَیں تیرا عاشق ہوں۔ سب میری رضامندی کے طالب ہیں۔ اور مَیں تیری رضامندی کا طلبگار ہوں۔ پس (خدا کے سب دوست اِس مطلب کو خوب یاد رکھیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقبول اور خادم" حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ کی درگاہ کا مقبول ہے۔ اور دونوں جہان کا مخدوم ہے۔ جس انسان کے لئے خدائے واحد کی درگاہ میں (قضاء و قدر نے راستہ کھول دیا ہے۔ فقط اُسی (رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم) کی متابعت ہے اور جس کے سر پر عزّت و اقبال تاج (اُنہوں نے) رکھ دیا ہے، محض اُسی کی پیروی سے۔ جو کوئی ولایت کے رتبہ پر فائز ہوا۔ محض اُسی کی وساطت سے۔ اور جو طالب اپنے مطلوب سے بغلگیر ہوا۔ اُسی کی ہدایت و عنایت سے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے شائقین و تابعین۔ ماسوائے اللہ کی تمام کدورتوں سے پاک ہوکر اُس کمال متابعت سے، ایسی (بے زوال) دولت کو پہنچ گئے۔ جس کو ہرگز ہرگز زوال نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی سچی اطاعت

Marfat.com

کرنے والوں نے غفلت کے اندھیروں سے نکل کر ابدی زندگی کا وہ چشمہ سعادت پایا۔ کہ جس کے لئے ممات نہیں ہے اگر مدت مدید احکام شریعت پر مداومت نہ کرے (اے عزیز تو ریاضت کرے۔ تو خیال رکھ کہ) کہ ہرگز کسی مقصود کو نہ پائے گا اگر سرور کائنات کی متابعت کے سوائے زہد و عبادت میں بسر کرے گا۔ تو خدا تعالیٰ کے وصال کے قرب کا تو کبھی بھی سزاوار نہ ہو گا۔ احباب اہل شریعت اور اصحاب صاحب حقیقت نے جو اشتیاق اور محبوبی کے سب مراتب مدارج حاصل کئے۔ تو محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت سے ہی حاصل کئے ہیں۔ اور محض شریعت کی سیڑھی کے ذریعہ ہی اپنی ذات کو عالم شہود کے کھلے اور سرسبز میدان میں لے گئے ہیں۔ اس لئے محبوبوں کی مجلس کے سردار، اور مقبولوں کے دفتر کے صدر اعظم، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم ہی ہیں۔ جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی ذات اقدس کی صفات میں اپنے تئیں فنا کرتا ہے۔ وہ محبی کے رتبہ سے آگے بڑھ کر محبوبی کے عالیشان محل میں پہنچے گا۔ اور اُس سردار (آن سرور کائنات) کے احسان کے دسترخوان سے ایسی نعمت سے حصّہ پاوے گا۔ کہ کل نعمتیں اُس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ کیونکہ (یہ ایک کلیہ قاعدہ ہے کہ) جو دولت مخدوموں کو ملا کرتی ہے۔ وہ اپنے خادموں کو بھی اُس میں سے بطور تبرک عنایت کیا کرتے ہیں۔ اور مہربانی کے راہ سے سرفراز فرماتے ہیں +

یہی سبب ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا اتباع، اس گروہ کے دلوں میں ہر لذت سے زیادہ تر شیریں، اور ہر حال سے زیادہ بلند ہُوا کرتا ہے +

اے عزیز! خلق خدا سے بہت دور جا پڑنے کا یہی باعث ہے۔ کہ جو طریق محمدی ہے اُس پر عمل نہیں کرتی۔ اور بجائے اُس کے) اپنی نفسانی خواہشات اور شیطان کے رستہ پر چلتی ہے۔ جس قدر کہ سنتوں اور شریعت غرّا کے (دیگر) آداب میں قصور سرزد ہو گا۔ اُسی قدر مدعا کے ملنے میں فتور پڑے گا +

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک سنّت نماز کے خطا ہو جانے پر (اپنی گذشتہ) چالیس برس کی نمازوں کو قضا کیا (دوبارہ پڑھا) تھا۔ پس اگر سعادتمند طالب نے شرعی امورات میں سے کوئی ایک امر، یا سنتوں میں سے کوئی ایک سنّت فوت ہو جاوے۔ تو اُسے ڈرنا چاہیئے۔ اور اس حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خوف سے کہ مَنْ یُضَیِّعُ سُنَّتِیْ حرمت علیہ شفاعتی (جس نے میری سنّت کو ضائع کیا، اُس پر میری شفاعت

Marfat.com

حرام ہو گئی) اپنے آپ پر ماتم کرنا چاہیئے۔ اور اس کی تلافی میں کوشش کرے۔ تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شرمندہ اور سرافگندہ نہ ہو۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ من اجاب سُنّتی فھو من الفائزین وَمن ترك سُنّتی فھو من الخاسرین (جس نے میری سنّت پر عمل کیا وہ فائزین سے ہے، اور جس نے اُسے ترک کیا وہ خاسرین سے ہے) +

بشر حافی قدس سرہٗ سے منقول ہے۔ کہ رات میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے بشر! تجھے کچھ خبر ہے کہ خداوند تعالےٰ نے تجھے کیوں اس قدر برگزیدہ کیا۔ اور کیوں کیوں تیرے رُتبہ کو اس قدر اعلےٰ کیا۔ مَیں نے عرض کیا کہ اے خدا کے رسُول مجھے اس کی کچھ خبر نہیں۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ میری متابعت میں آپ نے بہت کوشش کی، اور میری سنت کو تو بجا لایا۔ اور نیک لوگوں کی حرمت تو نے نگاہ رکھی۔ ان سب نیکیوں کے صلہ میں خداوند تعالےٰ نے تجھے اس اعلےٰ مقام پر پہنچایا +

حق تو یہ ہے کہ جس قدر باطن کی صفائی اور انکشاف معانی اور دولت پنہانی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوتی ہے۔ لاکھ ریاضت اور مجاہدہ سے بھی نہیں مل سکتی۔ اور جس قدر، عبادت کی لذت، خداوند تعالےٰ کی رضامندی، اعلےٰ درجات، دین کے کاموں کی مضبوطی، اور ظاہر و باطن کی پاکیزگی۔ آن سرور کائنات کی متابعت میں اپنی جھلک دکھاتی ہے۔ کسی قسم کی طاعت اور عبادت سے میسر نہیں ہو سکتی +

ان حروف کے راقم نے ایک رات کو حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک واقعہ خواب میں دیکھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہایت جلدی سے کسی مقام کی طرف جا رہے ہیں۔ اور حضرت شہاب الدین سُہروردی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہیں۔ اور اُن کے پیچھے اس فقیر کے حضرت شیخ (مرشد) ہیں۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک ایسے مقام میں پہنچے۔ کہ نہ وہ زمین تھی نہ آسمان نہ کوئی مکان۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھیر گئے اور اپنا مبارک و متبرک، ہاتھ شیخ کے سر پر رکھ کر حسب ذیل مناجات کی:۔

اے میرے اللہ! اور میرے مولےٰ (تو خوب جانتا ہے کہ)

شہاب الدین سہروردی ہے۔ اس نے میری متابعت میں جان توڑ کر
کوشش کی ہے۔ اور میری تمام سنتیں بجا لاتا رہا ہے۔ میں اس سے
بہت ہی راضی ہوں۔ اے پاک خدا تو بھی اس پر راضی ہو۔"

جب میں خواب سے جاگا۔ تو اس واقعہ سے میرا وقت بہت ہی خوش ہوا۔ اور میرا دل پرلے درجہ کا صاف ہو گیا۔ پس انسان کے لئے کوئی چیز اس سے بہتر اور بڑھ کر نہیں ہے۔ کہ رات دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے زندہ رکھنے میں کمال سعی و جانفشانی کو عمل میں لاتا رہے۔ تاکہ اس ذریعہ سے درجات عالیہ پر پہنچے :۔

جب سالک، آنحضرت کی ہر ایک سنت پر عمل کرے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس پر راضی ہوتے ہیں۔ اور خدا وند تعالےٰ اس کے دل میں ایک نور پیدا کر دیتا ہے۔ اور اس کے ظاہر اور باطن میں صفائی اور روشنی بخش دیتا ہے اور اس کے بُرے خصائل کو نیک اوصاف سے بدل دیتا ہے۔ اور اس میں نفس حیوانی کی جگہ نفس قدسی کو قائم مقام کر دیتا ہے ۔

اے عزیز! تو جانتا ہے۔ کہ تمام جہانوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، نے اپنے اُن متبعین کو جو قدم بقدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چلتے ہیں روحانی لذات کا کیسا مزہ شربت چکھایا ہے۔ اور کس قسم کے اسرار پر واقف کیا ہے پس تجھے لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ایک بال بھر بھی خلاف نہ کرے۔ بدبختوں کا ایک گروہ جنہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے نور کو بدعتوں کے اندھیروں میں چھپانا چاہا۔ کل (قیامت کے دن) کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک بارگاہ میں (رسوائے شرمساری کھینچانے کے) کیا منہ دکھائیں گے۔ اور اس مخالفت کے جواب میں اپنی زبانوں کو کیونکر ہلائیں گے۔ یہ اُن کی سراسر کج فہمی، اور کمال بدبختی کا مبلغ ہے کہ شریعت نبوی کا حسن و جمال اُن کی آنکھوں میں جلوہ گر نہ ہوا ۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی، فرماتے ہیں :۔

"جو نعمت کہ دین میں ہے۔ اور جو دولت کہ اسلام میں ہے۔
بحکم آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم
نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا یعنی آج کے دن میں نے

کامل کر دیا تمہارے لئے تمہارا دین۔ اور میں نے پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا ہے میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہوئی۔ اور دین کے (عالیشان اور تناور) درخت نے کامل پھل دیا۔ اب دین کے کاموں میں کوئی اور بات اپنی طرف سے گھڑ کر پیدا کرنا، اور اہل سنت الجماعت کے برخلاف عمل کرنا، نری گمراہی اور گھاٹے پر گھاٹا اٹھانا ہے" +

پس جو کوئی سنت کا اتباع اور دین کے آداب کی رعایت نہ کرے، خبردار! باوجود طلبی کے لئے اس کی صحبت میں رہنا گوارا نہ کرنا۔ بلکہ اگر تو لاکھوں تصرفات اور خوارق عادات اس سے دیکھ لے، اور اس کو کتاب و سنت کے برخلاف دیکھے تو ہرگز ہرگز اس پر فریفتہ نہ ہو جانا۔ کیونکہ اس کے اولیاء اللہ والے نہیں ہوں گے۔ بلکہ استدراج ہو گا۔ جو از صدر ریاضت اور خلاف نفس کرنے سے، اہل ہنود اور جوگیوں کو بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ پس جس شخص کا عمل آیات و احادیث۔ اقوال مشائخ۔ اور مجتہدان اہل سنت والجماعت کے موافق نہ ہو، اور شرعی امورات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت پر استقلال نہ ہو۔ اس کے واردات، واقعات، کشف و کرامات وغیرہ پر کسی قسم کا اعتبار نہ کرنا کیونکہ اولیاء اللہ کی کرامت، اور ولیوں کی ولادت، نبی کے تابع ہوا کرتی ہے۔ جو شخص نبی کی متابعت کو ترک کرے گا اس کی ولایت کا منصب اور قرب کا درجہ بھی بحال نہ رہے گا۔ اگرچہ ولایت چند شرطوں پر مشروط ہے، اور ہر ایک شرط کا بیان اس کے اپنے موقعہ پر آئے گا۔ لیکن اعلیٰ اکمل، اولیٰ، اور افضل شرط جس پر سیر کی بنیاد۔ باطنی سلوک اور ولایت کا قیام مربوط ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متابعت ہے! ہر ایک قسم کے کلی و جزوی امورات میں +

چنانچہ جو درخت کہ جڑھ کے سوا سرسبز ہو۔ اور جو چھت کہ ستون کے بغیر ہو۔ وہ برقرار نہیں رہتی۔ اسی طرح پر شریعت۔ طریقت اور حقیقت کی بیخ و بنیاد ہے اگر کوئی سالک شریعت پر استقامت کئے بغیر قرب کے درجے اور ولایت کے درجے حاصل کرنا چاہے، تو یہ سراسر نادانی اور دیوانہ پن ہے +

پس جس شخص کو اس مطلب کی آرزو ہو کہ درجات ولایت اس کو مل جاویں اور حقیقت

Marfat.com

کا راستہ اُس کے آگے کھُل جائے، تو اُس کو چاہیئے۔ کہ خدا کی کتاب (قرآن مجید) اور حضرت رُسول کریم کی حدیث کو اپنے اوقات کو آئینہ بنائے۔ اور اپنی آنکھوں کے سامنے نگاہ رکھے۔ اور ہمیشہ اُس میں دیکھتا رہے۔ تاکہ اُس کے خلاف (کوئی عبادت) عمل میں نہ آوے ❖

جب کئی ایک نام کے فقیروں کا گروہ۔ شریعت پر استقامت اور طریقت و حقیقت کے مراتب حاصل کئے بغیر اپنی نفسانی خواہشات سے قربِ معرفت کا دعوٰے کرتے ہیں۔ تو یہ دعوٰے محض کچا پن اور خود غرضی و خود بینی پر مبنی ہوتا ہے ❖

جب کہ اُس زمانہ میں حلقہ یا مجلس کے طلبگار، اور یکواسی بیشمار ہیں۔ تو ایسا نہ ہو کہ تو غلطی سے اُن کی صحبت کا پابند ہو جائے، اور شریعت کے نور سے بے بہرہ اور بے نصیب رہ جائے۔ چنانچہ فریبی اور مکار فقیروں نے جو بظاہر فقر کے لباس سے آراستہ اور باطن میں حرص و ہوا کے دلدادہ ہیں۔ انہوں نے شکاریوں کی طرح دام پھیلا رکھے ہیں۔ کہ دل کے اندھے مرغوں کو شکار کر کے اپنی شیخی مشائخی کی دکان گرم کریں۔ اور ریا کاری اور جھانسوں کی رُو سے قسم قسم کے ہتھکنڈوں اور تدبیروں سے، عام لوگوں کو اپنا معتقد بنا کر اپنی دُنیاوی غرضوں کو حاصل کریں۔ ایسے لوگوں سے خداوند تعالےٰ (ہر ایک کو) اپنی پناہ میں رکھے۔ یہی لوگ تمام مخلوق میں سے، بہت بُرے ہیں۔ کہ خدا کے راستہ کو کمینی دُنیا کا وسیلہ بناتے ہیں۔ اور حق سُبحانہٗ تعالےٰ کے قرب سے۔ نہایت دُور اور مہجور رہ گئے ہیں۔ اُن کی ظاہری ٹیپ ٹاپ اور بن سنور کر بیٹھنا ہو بہو ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ کوڑے کے ڈھیر پر سبزی اُگی ہوئی ہوتی ہے۔ جو کسی کام میں نہیں آتی۔ پس جو شخص اپنی ذات کو نیک ظاہر کرے، حالانکہ اُس میں (درحقیقت) نیکوئی کا نام و نشان بھی نہ ہو۔ تو اُس پر حق تعالےٰ کی عنایت کی نگاہ ہرگز نہیں پڑیگی۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ مِنَ السُّمْعَۃِ الرِّیَاءِ (یعنی، ہم اللہ پاک کی بارگاہ میں ریا کاری کی بابت پناہ مانگتے ہیں)

(یہی) جب بعض فقیر لوگ سلوک کے راستہ کو پورا نہ کر کر، اور فنا اور بقا کے شربت سے فائدہ نہ اٹھا کر، شیخی اور بزرگی کے آرزو مند ہوتے ہیں۔ تو درحقیقت اُنہوں نے اپنے نفس کا فریب کھایا ہے۔ اور سعادت کے راستہ کی منزلوں کے سیر سے کوسوں دُور جا پڑے ہیں۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ

Marfat.com

تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ - سورۂ صف -
اے لوگو! جو ایمان لائے ہو کیوں کہتے ہو جو کچھ نہیں کرتے ہو - خدا کے نزدیک یہ بہت ہی بری بات ہے - کہ وہ بات کہو جو خود نہیں کرتے ہو) +

پس یادِ خدا - اور مجاہدہ کے بغیر بزرگی کی مسند پر بیٹھنا اور معنیٰ قوت کے بدون طریقت کے بہادروں کے میدان میں دعوے کی کمر باندھنا بہت ہی بیجا ہے - اور بعض بدبخت جاہل اپنی ڈاڑھی مونچھوں اور بھوؤں کو منڈا کر (زنار) جنیؤں کی طرح ایک کالی کفنی گردن میں ڈال کر - اور شریعت کے نور سے بے نور رہ کر بنگ و دھرا کے پینے میں مقید ہو کر اپنا لقب بے قید ٹھیراتے ہیں، حالانکہ وہ شیطان کی قید میں گرفتار ہیں - اور بازی اور بے نمازی کو ملامتیہ طریق قرار دے کر اسی کو خدا پرستی جان بیٹھے ہیں۔ حالانکہ نہ ان میں عقل ہے نہ علم۔ جس سے اپنے اخلاق کی اصلاح اور دلی بیماریوں کو دفعہ کریں۔ نہ ہی انہیں شوق ہے نہ ذوق، جس کی مستی ہوا پرستی سے بچ جاویں۔ وہ لوگ (دراصل) خود پرست اور بدنہاد ہیں - دین اور اسلام کے راستہ کو گم کر کر گمراہی میں پڑ گئے ہیں بدبختی کے ادبار نے ان کو ایسا قابو کر رکھا ہے کہ وہ اصلاً اپنے عیوب کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں +

غرض، خداجوئی کے طریق میں کئی ایک گروہ طرح طرح سے اپنی ذات کو پیش کرتے ہیں اور اپنی عمریں اسی میں صرف کر ڈالتے ہیں +

لیکن جب کہ نفس اور شیطان نے حق کو باطل کے ساتھ ملا رکھا ہے۔ تو یہ لوگ سب کے سب غلطی میں ڈوب گئے ہیں، اس لئے انہوں نے خدا کا راستہ شریعت کے برخلاف تلاش کیا +

ایسے آدمی پر لاکھ آفرین ہو، جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی روش پر عشق بازی کرے اور صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، سلف صالحین، علماء مجتہدین، اور مشائخ دین (ان سب پر خداوند تعالیٰ رضامند ہو) کے طریق پر خدا کے راستہ کا سلوک کرے - اور اس راستہ کی اچھائی برائی اور بدخواہ نفس کی فریب بازی کو پہچان لے اور صاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کے ساتھ اپنے ظاہر اور باطن کو سنوارے رکھے - حتیٰ کہ ایک بال بھر بھی شریعت کے خلاف نہ کرے +

جب شریعت، خدا کی معرفت کا وسیلہ ہے۔ تو جو شخص وسیلہ ترک کر کر دین کے کاموں پر مستقیم نہ رہے، تو اس کا حاصل مطلب یہ ہو گا۔ کہ اس نے دین سے منہ پھیر کر دائرہ اسلام سے اپنے آپ کو باہر کھینچ لیئے۔ جس طرح کہ بعض جاہل اور بدعتی فقیر کہتے ہیں کہ اب ہم شریعت سے گذر کر طریقت اور حقیقت پر پہنچ گئے ہیں (اور اب ہمیں نماز و روزہ، حج و زکوٰۃ وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں) سو ایسے لوگوں کے اعتقاد سے خدا بچائے۔ کیونکہ جو آدمی شریعت سے گذر جاوے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور کافر درجہ حقیقت کس طرح پہنچے ✤

سید الطائفہ قدس سرہٗ نے فرمایا، کہ خلقت پر سب راستے بند ہیں۔ لیکن جو شخص جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے راستہ پر چلتا ہے وہ خدا تک پہنچ جاتا ہے ✤

ابو الحسن باروسی قدس سرہٗ نے فرمایا۔ دل کی صفائی اور سینہ کی کشادگی و شرح صدر اس وقت حاصل ہوتی ہے۔ کہ مومن سنت کی پیروی پیروی اور بدعات سے پرہیز کرتا ہے ✤

شیخ ابو سعید قلوی قدس سرہٗ کا ارشاد ہے، کہ جو شخص حال کا دعوی کرتا ہے۔ اور وہ حال اس کو شریعت کی حد سے باہر نکال دیتا ہے، اس کے پاس تک نہ پھٹک۔ اور اس کی صحبت میں رہنے سے ڈر۔ وہ سعادتمندان ازل، جنہوں نے اس راستہ میں قدم رکھا ہے۔ ان کے لئے سلوک کی چند شرطوں کو جاننا۔ اور ان پر عمل کرنا۔ اور سب قسم کے پسندیدہ اور غیر پسندیدہ کاموں میں پوری احتیاط رکھنا واجبات سے ہے۔ اگر خدا کا طلبگار ان شرطوں میں سے کسی ایک شرط میں قصور کرے، تو اس کے سلوک میں فتور پڑ جائے گا۔ اور وہ اپنے مقصود سے بہت دور جا پڑے گا ✤

توبہ اور استغفار

(اوّل) گذشتہ عمر میں جس قدر گناہ اور بے فرمانیاں کی ہیں۔ ان سے توبہ کرے۔ اور ہر ایک گناہ کو یاد کر کر اس سے نادم اور پریشان ہو۔ اور تضرع و زاری کے ساتھ استغفار میں مشغول ہو۔ اور کمال عجز و نیاز کے ساتھ خدائے واحد کی درگاہ میں مغفرت اور توبہ کی قبولیت کا خواستگار رہے۔ کیونکہ استغفار، جلانے والی آگ سے روکنے والا۔ بہشت کے دروازوں کی چابی۔ گناہوں کی خواریوں سے بچانے والا۔ اور رحمت کے دروازوں کے کھول لینے والا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے۔ جس کے لیئے کوئی گناہ نہ ہو ✤

لیکن صدق دل سے ایسی توبہ کرے۔ پھر کبھی معصیت کے داغ سے اُس کے دل کا شیشہ میلا یا آلودہ نہ ہو اور کسی وقت بھی گناہ کا خیال اُس کے دل میں پیدا نہ ہو۔ کیونکہ توبہ کی حقیقت یہی ہے کہ (انسان کا) دل مخالفت سے ہٹ کر صدق تمام کے ساتھ ایسا موافق ہو جاوے کہ تادم واپسیں، گناہ کی طرف عود کرنے کا خیال اس کے دل میں ہی نہ آوے۔ قولہ تعالےٰ یَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا (اے لوگو! جو ایمان لائے ہو توبہ کرو اللہ کی طرف توبہ خالص) ✤

لیکن (گذشتہ) گناہوں کو یاد کرنا، عوام کے لئے ہے، اس لئے کہ گناہوں کا ذکر غمگینی اور ڈر کا ثمرہ دیتا ہے۔ اور (خدا) سے ڈرنا گناہوں سے ہٹائے رکھتا ہے۔ لیکن سالک کے لئے جس سلوک میں قدم رکھا ہے گناہوں کا یاد کرنا نقصان دہ ہے۔ کیونکہ سالک کا مدعا خالص توبہ کرنے کے بعد ماسوائے اللہ کو بھول جانا۔ اپنے انکشاف میں مستغرق رہنا ماضی و مستقبل کے احوال کو فراموش کر دینا۔ اور قوت متخیلہ کو بیکار رکھنا ہے۔ تاکہ کسی حال میں بھی غیر حق کا خیال اس کے دل میں راہ نہ پائے، اور شریعت کے راستہ میں اور دین و دُنیا کے سردار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ایسا ثابت قدم اور مستقل مزاج ہو۔ کہ شرعی باریکیوں میں سے کوئی باریکی باقی نہ رہ جائے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے (فرمائے ہوئے) اعمال میں سے کوئی عمل بھی فوت نہ ہو جائے ✤

اس لئے کہ ولایت کا کارخانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کئے بغیر، راست و درست نہیں آتا۔ اور معرفت (خدا کی جان پہچان) کا راستہ دین پر استقامت کئے بغیر کھل سکتا۔ (جس نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اُس نے اللہ تعالےٰ کی اطاعت کی) اور جو شغل اور ذکر اُس نے اپنے پیر طریقت سے حاصل کیا ہے۔ رات دن اس میں مشغول رہے۔ اور ہر دم و قدم پر اُس سے غافل نہ ہو۔ تاکہ اُس کا ثمرہ جو دونوں جہانوں کی سعادت اور ہمیشہ کی دولت ہے ظاہر ہو۔ اور اپنے پیر طریقت کے ساتھ محبت اور اعتماد کا رابطہ۔ اخلاص اور اعتقاد کا رشتہ مضبوط رکھے۔ اور اُس کے افعال و اقوال پر ہرگز اعتراض نہ کرے۔ اور ہر طرح سے اُنہی کے رنگ میں فانی ہو جائے اور جو ارشاد (پیر طریقت اس کو) فرمائے۔ اُسے دل و جان سے قبول کرے۔ تاکہ فیض و سعادت

Marfat.com

کے دروازے ہمیشہ اُس پر کھلے رہیں (چنانچہ مشہور ہے) الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ (شیخ اپنی قوم میں وہی رُتبہ رکھتا ہے۔ جو نبی اُمت میں) ٭

ذکر اللہ

اور دل کو یاد خدا اور عبادت حق جل و علےٰ میں ایک طرف اور ایک رخ کر کے اور اپنی توجہ کا قبلہ بجز ایک مقصود کے نہ بنادے۔ کیونکہ یاد خدا بہت سے خوشیوں اور اندیشوں کے جمع ہونے کے ساتھ کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ اور جب (آدمی کا) دل پراگندہ ہو۔ تو عبادت ہرگز کچھ نفع نہیں دیتی۔ کیونکہ جس قدر سالک کا دل ماسوے اللہ کی طرف لگا ہوا ہوتا ہے اُسی قدر وصال حقیقی سے دور رہتا ہے۔ جو عبادت کرے اخلاص سے کرے۔

اخلاص

اس لئے کہ جو عبادت بے اخلاص ہو، وہ اُس بے پھل درخت کی مانند ہے، جو اصلاً نتیجہ بخش نہیں ہے۔ اور اخلاص اِس کا نام ہے۔ کہ خدا سے سوائے خدا کے اور کچھ نہ مانگا جائے۔ اور جو کچھ کرے، بے لاگ اور بے لالچ خالصاً للہ کرے۔ اور اپنا ظاہر و باطن ایک سا رکھے۔ جو نیک عمل کرے اُس کو اعتبار کے ترازو میں نہ تولے۔ اور اس پر کسی قسم کا گھمنڈ نہ کرے (وجہ یہ ہے کہ) اگر سالک کی عبادت ایک پہاڑ کے برابر ہو۔ تو بھی چاہیئے کہ وہ اُس کو ایک گھاس کے تنکے کی برابر بھی نظر میں نہ لاوے۔ بلکہ اپنی (اُس) عبادت کو گناہ کے زنگ میں جانے اگر اُس پر نظر نہ پڑے۔ اور نخوت و غرور پیدا ہو۔ اور جاہلوں عوام اہل بدعت وغیرہ سے جو نفس و شیطان کے محکوم ہیں، بالکل پرہیز کرے۔ کہ ناجنس صحبت (انسان کے) وقت کو برباد کرنے والی ہے۔ اور خدا کے راستہ کی ڈاکو ہے۔ جو شخص کسی اتفاق سے ایسی صحبت میں گرفتار ہو جائے، تو اُس کو چاہیئے۔ کہ اپنا حلم حوصلہ اور مرتبہ نگاہ رکھے۔ اور ان لوگوں کے جواب میں مشغول نہ ہو۔ تاکہ تضیع اوقات سے بچے۔ اور اس کی جمعیت خاطر میں فتور نہ پڑنے پائے۔ اور لوگوں کے ساتھ بلا احتیاج، اور سوائے ضرورت کے میل جول نہ کرے۔ الاتصال بالحق علےٰ قدر الانفصال عن الخلق (تو جس قدر عوام سے دور رہے گا خدا کے حضور میں رہے گا) یعنی خدا کے ساتھ ملنا اُسی قدر ہو سکتا ہے جس قدر خلقت سے جُدا رہنا ٭

موت کو بہت یاد کرے، اور اپنے تئیں راستہ گذرنے والا مسافر، اور اہل گورستان سے شمار کرے۔ تاکہ دُنیاوی امور میں وابستگی گھٹ جائے۔ اور لمبی چوڑی خواہشیں (دامنگیر) نہ ہوں۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ کن فی الدنیا کانک

Marfat.com

غریبا او کعابری سبیل وعد نفسک من اصحاب القبور (دنیا میں ایسا رہ جیسا مسافر۔ اور اپنے نفس کو اہل قبور سے گن) +

اس لئے، کہ آدمی کو کوئی پند نصیحت یادِ مرگ سے، بہتر نہیں ہے۔ اور اگر زندگی کی تمنا کرے تو اس نیت سے کہ کمالات کا حصول، اور نیک بختیوں کے خزانے زیادہ سے زیادہ جمع کرے گا۔ اور کسی کے ساتھ ترش روئی اور سخت گوئی سے پیش نہ آئے۔ کیونکہ بدخلقی کی حقیقت یہی ہے، کہ وہ بُری صفتوں کے غلبہ سے (پیدا ہوتی ہے) +

سالک کے حق میں نیک اخلاق سے بہتر اور بڑھ کر، اور کوئی زیبا اور زیادہ خوش لباس نہیں ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ کل قیامت کو اعمالنامہ کے ترازو میں نیک اخلاق سے زیادہ بھاری اور وزنی کوئی چیز نہ ہوگی +

اور ضعیفوں، اور ماندوں، فقیروں اور (حوادثاتِ زمانہ سے) ٹوٹے ہوؤں پر رحم و شفقت ظاہر کرے۔ اس لئے کہ خدا کے راستہ میں جانبازی سے بہتر کوئی دلنوازی نہیں ہے +

حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں خداوند تعالےٰ سے سوال کیا کہ اے خدا میں تجھ کو کہاں تلاش کروں۔ خداوند تعالےٰ نے (جواباً) فرمایا۔ کہ وہاں (تلاش کرو) جہاں کوئی دل شکستہ ہو +

ہر ایک چیز کے لئے ایک چابی ہوا کرتی ہے۔ اور بہشت کی چابی فقیروں اور مسکینوں سے محبت رکھنا ہے۔ اور کسی وقت بھی غصہ میں نہ آئے۔ تاکہ غضب اس کی عادت نہ ہوجائے کیونکہ غصہ کی آگ عبادت کے نور کو اس طرح جلاتی ہے جس طرح ظاہری آگ خس و خاشاک کو +

حضرت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لوگوں نے سوال کیا۔ کہ سب چیزوں سے زیادہ سخت کونسی چیز ہے انہوں نے جواب دیا خدا کا غصہ۔ انہوں نے عرض کیا خدا کے غصہ سے بندہ کو کیونکر امن ہوسکتی ہے۔ فرمایا کہ اپنے غصہ کو چھوڑ دینے سے +

اور ہمت در اہل محبت سالکوں کے ساتھ میل جول اور صحبت رکھے۔ اس لئے کہ کارِ نیک سے یار نیک بہتر ہے۔ اور اپنی ذات کو خلقِ خدا سے بہتر اور ممتاز نہ جانے۔ اور یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ خود بین آدمی، خدا بین نہیں ہو سکتا +

Marfat.com

اور جو تعلقات اور روک ٹوک اِس راستہ میں واقع ہوں۔ سب کو اپنی طرف سے اُٹھا کر ہلکا پھلکا ہو جائے۔ تاکہ کوئی روک دل کو جکڑ نہ سکے۔ کیونکہ تعلقات کے کانٹے اور دُنیاوی خرخشے (اور جھگڑے بکھیڑے) کے بوجھ سمیت اس راستہ کی منزلیں چلی نہیں جا سکتیں۔ اور مجرد رہے۔ کیونکہ تعلقات کے قطع کئے بغیر وحدانیت کے پوشیدہ محل کا راستہ نہیں پا سکتے +

خواجہ ابراہیم باخرزی قدس سرہ نے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ کو مَیں نے خواب میں دیکھا۔ اور مَیں نے کہا۔ اے خداوندا! بندہ تجھ تک کب پہنچے؟ فرمایا اس وقت جب کوئی روک نہ ہو، جو خدا سے ہٹا سکے +

اور اپنے نفس کو بہت سے مجاہدوں اور بڑی بڑی ریاضتوں سے اُس کی خواہش کے خلاف اپنا مطیع اور فرمانبردار کرے۔ اور اس کی کوئی آرزو بھی پوری نہ کرے۔ جو شخص ہمیشہ اپنے نفس کی مراد پر چلے، حق کا راستہ اُس پر کبھی نہ کھلے گا۔ کیونکہ سب برائیوں اور بدبختیوں کا سرچشمہ نفس کی متابعت ہے۔ اساس الکفر قیامک علیٰ مراد نفسک (نفس کے حسب مراد بسر کرنا ہی سب سے بڑے کفر کی جڑ ہے) +

اور جو مجاہدہ اور ریاضت کہ عمل میں لائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق پر ہو۔ اور اپنی طرف سے (اُس میں کچھ) اختراع (یا بناوٹ) نہ کرے۔ جو ریاضت خلاف شریعت ہو۔ خداوند تعالےٰ کی پاک درگاہ میں کچھ راستہ نہیں کھولتی۔ وہ گروہ جو سنت کے برخلاف عمل کرتے ہیں اہل بدعت ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ بدعتی شخص کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔ ہاں اُس وقت جب کہ بدعت (دین میں نئی بات پیدا کرنا) چھوڑ دے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سنت کے موافق تھوڑا عمل بھی بہتر ہے۔ بہ نسبت بہت سے عمل کے جس میں بدعت کی ملاوٹ ہو۔ اھل البدعۃ کلھم فی النار (کیونکہ سب کے سب اہل بدعت دوزخ میں جاویں گے) +

اور اپنے بڑے اخلاق کی تبدیلی اور عادتوں اور رسموں کی اصلاح کرے۔ کیونکہ رسمی اخلاق اور عادی اوصاف کم بدبختی کی علامت ہیں +

اور کسی کی نسبت کینہ اپنے دل میں نہ رکھے، جو سینہ کہ کینہ سے بھرپور ہو۔ وہ

خداوند تعالےٰ کی رحمت سے بے نصیب ہے۔ اور کسی کے آزردہ کرنے سے رنجیدہ نہ ہو۔ اگر کسی کو ستائے اور دُکھ دے تو بہت جلد اُس سے معافی کا خواستگار ہو۔ اور بدلہ لینے کے فکر میں نہ ہو۔ برائی کے عوض نیکی سے دینا جوانمردوں کا کام ہے۔ اور شرارت کا شرارت سے جواب دینا، محض شرارت ہے اس لئے کہ اس سے زیادہ عظیم الشان کام اور کوئی نہیں ہے کہ تو اس شخص سے نکوئی کرے۔ جو تیرے ساتھ برائی سے پیش آیا۔ اگر تو نہ کر سکے تو (بھی کم سے کم) اُس کو معاف ہی کر دے۔ کیونکہ معاف کرنے میں بہت بڑی بزرگی ہے ۔

حدیث شریف میں وارد ہے، کہ حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا۔ اے خدا تیرے نزدیک کونسا بندہ زیادہ عزیز ہے؟ جواب آیا۔ کہ وہ بندہ جو باوصف طاقت رکھنے کے معاف کر دے ۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اپنے مومن بھائی کا قصور معاف کرتا ہے۔ خداوند تعالےٰ اُس کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے ۔

حضرت مولوی معنوی قدس سرہٗ نے فرمایا۔ مرد وہ ہے جو کسی کو دُکھ دینے سے رنجیدہ نہ ہو۔ اور جوانمرد وہ ہے۔ کہ جس کو رنج دینا لازم ہو اس کو بھی رنجیدہ نہ کرے۔ اور لوگوں کے عیبوں سے چشم پوشی کو عمل میں لاوے اور اپنے عیبوں پر نظر رکھے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے اپنے عیب پوچھتے، اور کہتے کہ اس شخص پر خدا کی رحمت ہو۔ جو میرے عیبوں کو میرے سامنے بطور تحفہ پیش کرے۔ کیونکہ جب تک انسان اپنے عیبوں سے واقف نہ ہو۔ اپنے نفس کو اُن سے پاک نہیں کر سکتا +

لوگوں نے پیر بسطامی قدس سرہٗ سے پوچھا۔ کہ انسان کمالیت کے درجہ تک کب پہنچتا ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ کہ اُس وقت جب اپنے عیوب کو پہچان لے۔ اور اپنے عیوب بیان کرنے کی لوگوں کو اجازت دیدے +

اور کسی کا گلہ اور بدگوئی نہ کرے کیونکہ اپنے بھائی مسلمانوں کی غیبت کرنا سب سے بُرا اور مذموم کام ہے +

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ غیبت کرنے والے سے

Marfat.com

دُور رہو۔ جب تک کہ وہ بخل سے توبہ نہ کرے +

اور نیز فرمایا۔ کہ معراج (شریف) کی رات میں میرا ایک ایسی قوم پر گذر ہوا۔ جو اپنے گوشت کو ناخنوں سے نیچے لا رہے تھے۔ مَیں نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ کہا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے +

اور خداوند تعالےٰ نے حضرت موسےٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو وحی کی (جس کا یہ مضمون ہے) کہ جو شخص کسی مسلمان کی غیبت کرے، اور توبہ کئے بغیر مرجائے۔ تو یہ (پہلا) وہ شخص ہوگا۔ جو دوزخ میں جائے گا۔ اور جو شخص غیبت سے توبہ کرے۔ اور مرجائے۔ وہ سب سے آخری شخص ہوگا۔ جو بہشت میں جائے گا +

اور سب کاموں میں خداوند تعالےٰ سے راضی و شاکر رہے۔ اور گلہ و شکایت کا نام لب تک نہ لائے۔ جب بندہ خود بذاتہٖ سب کاموں میں خداوند تعالےٰ سے راضی ہوجائے تو یقیناً خداوند تعالےٰ بھی اُس سے راضی ہوجائے گا +

طریقہ ۶۔ توکل اور قناعت کو اختیار کرے، جو کچھ بلا تشویش ملجائے، اسی پہ قانع و صابر رہے، اپنے سب کام خدا کو سونپ دے اور بمصداق آیت کریمہ۔ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا (مشرقوں اور مغربوں کا خدا۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اُسی کو کارساز پکڑ) اور جو ضرورت سے زاید ہو، اُسے نیکبختوں، فقیروں مسکینوں، غریبوں پہ بانٹ دے۔ اور بحکم آیت کریمہ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (بھیک مانگنے والے کو ڈانٹ ڈپٹ نہ بتا) +

کسی گداگر اور حاجتمند کو محروم اور نااُمید نہ کرے۔ اور جو کوئی سوالی کو اپنے در سے محروم کرے (ایک ہفتہ تک اُس کے گھر میں فرشتے نہیں آتے) اور جو کچھ کسی کو بلند دے اُس کا ذکر لب تک نہ لاوے اور اُس پر احسان نہ جتاوے۔ بلکہ اُس (سوالی) کا کرایہ کے سبب سے خیرات اور ثواب اِس سے جاری ہوا۔ شکریہ ادا کرے +

قولہٗ تعالیٰ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی

(اے ایمان والو! اپنے صدقوں اور خیرات کو احسان جتلا کر اور تکلیف دیکر باطل نہ کرو)

اور جتنے المقدور محتاجوں کے کام نکالنے اور مقصود چلانے میں دریغ نہ کرے۔ مَنْ کَانَ فِیْ حَاجَتِہٖ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ (جو شخص اپنے بھائی کی حاجت برآری کو عمل میں لاتا ہے۔

خدا اس کی مرادیں حاصل کرتا ہے) اس لئے کہ خدا کے بندوں کا دل خوش کرنا سینکڑوں بنگیوں اور ہزاروں عبادتوں سے بہتر ہے (جیسا منقول ہے کہ) دخل السرور فی قلوب المؤمنین خیرا من عبادۃ سنۃ (مومنوں کے دلوں کو راحت پہنچانا برسوں کی عبادت سے اچھا ہے) ۔

امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ اگر میں ایک مومن کی حاجت روائی کروں۔ تو اُس کو ستر برس اعتکاف سے زیادہ دوست رکھتا ہوں ۔

اور اپنے کُلّی اُمورات میں نیت درست رکھے۔ یعنی ہر فعل و عمل میں خدا کی خوشنودی ہی مدِ نظر ہو۔ اور اُس میں نفس کا کچھ دخل نہ ہو۔ کیونکہ نفسانی خواہشیں حقانی اعمال کو برباد کرتی ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ۔ یعنی جیسی نیتیں ویسی ہی مُرادیں ۔

جو کام دنیاوی کرے اُس میں بھی آخرت (کی بہتری) کی نیت ہو۔ اور ہر گھڑی دل کی نیت کو نیک کاموں پر تازہ رکھے۔ نیت المؤمن خیرًا من عملہ۔ مومن کی نیت اس کے عمل سے اچھی ہے) تقوےٰ اور پرہیزگاری سے اپنی ذات کو آراستہ رکھے یعنی عزیمت پر عمل رکھے۔ اور رخصت سے دُور رہے۔ اس لئے کہ تقوےٰ کی رعایت متقی کو بلند درجوں تک پہنچاتی ہے۔ اور پرلے درجہ کی صفائی بخشتی ہے۔ قولہٗ تعالےٰ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ بہت بزرگ تم میں سے وہ ہے جو خداوند تعالےٰ سے بہت ڈرے) ۔

اپنی نشست و برخاست خداوند تعالےٰ کے حکم کے مطابق رکھے اور اپنے سب وقتوں کو ذکر و فکر سے آباد رکھے کہ خدا کو بہت یاد کرنا نور بخشتا۔ محبت بڑھاتا اور غفلت کے پردوں جلاتا ہے۔ قولہٗ تعالےٰ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ یَتَفَکَّرُوْنَ (وہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کی یاد کرتے ہیں۔ کھڑے۔ بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر اور فکر کرتے ہیں۔ الایہ) ۔

اور اگر معنوی اقبال۔ اور باطنی کشف اس کو ظاہر ہوں تو چھپائے رکھے۔ تاکہ لوگوں میں نشانہ نہ ہو۔ لوگ اُس پر بھیڑ بھاڑ نہ رکھیں اور باطنی مال و متاع کو لوٹ نہ لیں۔ اور جو فیض کہ عالم قدس سے اُس کے دل پر وارد ہوتا ہے اس کو اپنے اعمال سے نہ جانے

Marfat.com

بلکہ خداوند تعالےٰ کی عنایت اور فضل سے تصور کرے۔ اور اپنی مشہوری کا طالب اور ریاست کا آرزومند نہ بنے۔ کیونکہ جو شخص ریاست کو دوست رکھتا ہے۔ اور شہرت کو طلب کرتا ہے وہ اخلاص سے دور ہے۔ اور جو شخص کہ اخلاص نہ رکھے اُسے طریقت کا سالک نہیں کہتے اس لئے کہ ریاست سے لاکھوں بلائیں اور آفتیں اپنا منہ دکھاتی ہیں۔ اور چلنے والے کو مراتب عالیہ سے روک رکھتی ہیں۔ وَالشُّہْرَتُ اٰفَۃٌ وَّالْمَحْمُوْلَۃُ رَاحَتٌ (شہرت آفت ہے۔ اور محمولت راحت ہے) ✦

اور ہر دم حق سبحانہٗ و تعالےٰ کو حاضر ناظر جانے، بے ادبوں اور غافلوں کی طرح نہ بیٹھے۔ جب اس امر کا یقین حاصل ہو گیا۔ کہ خدائے تعالےٰ میری باتوں، میرے کاموں، اور میرے احوال کو دیکھتا ہے۔ اور کوئی چیز اس سے چھپی نہیں۔ تو پھر کوئی ایسا کام نہ کرے جو اُس کی رضامندی کے برخلاف ہو۔ اور کسی کا بخل اور حسد نہ کرے اور ان معنوں کو دل سے یقین کرے کہ خداوند تعالےٰ نے جس کسی کو کچھ دیا ہے، وہ حکمت سے خالی نہیں اور ہر ایک کو اس کے حوصلے کے قدر پر اور اس کے احوال کے مناسب روزِ اوّل سے ہی بانٹ دیا ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (ہم نے بانٹی ہے اُن کی گذران اُن کے درمیان۔ دُنیا کی زندگی میں) الزخرف آیت ۳۱ ✦

اور ہمیشہ اپنے سر کو نیچے ڈالے ہوئے، اور اپنی نظر کو آگے بچائے رکھے۔ تاکہ جو چیزیں دیکھنے کے لائق نہیں ہیں، دیکھی نہ جائیں۔ اور آنکھوں کا نور گناہوں سے آلودہ نہ ہو جائے۔ اگر نگاہ بیجا جگہ پر جا پڑے۔ تو دل کو زخم کر دیتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انسان کی نظر ایک زہر آلودہ تیر ہے، شیطان کے تیروں سے۔ اور اس کی ڈھال لوگوں کی طرف کم دیکھنا ہے۔ جو شخص خداوند تعالےٰ سے بیجا نظر کرنے سے ڈرتا ہے، اس کو ایمان کا سرمایہ دیتے ہیں ✦

اور حرام اور شبہ والے کھانے سے پرہیز کرے۔ جو شخص ایک حرام کا لقمہ کھاتا ہے۔ اُس کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس کی دعا کو استجابت کا درجہ ملتا ہے۔ کیونکہ حلال کا لقمہ تمام نیکیوں کا سردار ہے۔ اور اگر حلال کا لقمہ ملے۔ تو اتنا ہی کھائے کہ عبادت کی قوت اُس کو حاصل آئے۔ کیونکہ سالک کو پیٹ بھر کر کھانا حرام ہے ✦

Marfat.com

ہر ایک چیز کے لئے زنگار ہے اور دل کے شیشہ کا زنگ پیٹ بھر کر کھانا ہے۔ اور کھانے کے وقت دل کو حاضر رکھے۔ اور غفلت سے نہ کھائے۔ جو سالک کہ غفلت سے کھانا کھائے۔ اگرچہ وہ حلال ہی کیوں نہ ہو، عین تاریکی ہو جاتا ہے۔ اور اپنی زبان فضول کلام اور بیہودہ باتوں سے بچائے اور خاموشی کی مُہر مُنہ پر لگائے۔ تاکہ ناشائستہ باتیں مثلاً فحش، جھوٹ، غیبت، کسی کی بات چرا کر دوسرے کے آگے کہکر اُس کو بھڑکانا۔ بدگوئی کلمات کفر۔ اور لغو اور ایسی باتیں جو کہنے کے قابل نہ ہوں زبان پر نہ لائے۔ اور بیہودہ بڑبڑ سے ناچاکی حاصل نہ ہو۔ حدیث شریف میں ہے۔ من سکت سلم ومن سلم نجا (جو چپ رہا وہ سلامت رہا اور جو سلامت رہا وہ بچ گیا) +

اور رات کو جاگنا اپنی ذات پر واجب کرلے۔ اس لئے کہ بندگی کی لذّت۔ اور یادِ خدا کا مزہ۔ اور نیک بختیوں کے خزانے، رات کو جاگنے کے سوائے حاصل نہیں ہوتے اور غیروں سے الگ خلوت۔ اور اسرار و انوار کا ظہور۔ رات کو جاگنے کے سوا حاصل ہو سکتا۔ اور ہمیشہ اپنے نفس سے حساب لیا کرے۔ اور رات و دن اپنے حالات کے وقتوں کا ملاحظہ کیا کرے۔ اگر (ان وقتوں میں) سب کی سب نیکیاں اور خیرات اور طاعت ہے۔ تو شکر کرے۔ اور اس کی میں کوشش نہ کرے۔ اور اگر خداوند تعالےٰ کی رضامندی کے خلاف یا اپنی غفلت کے باعث۔ وہ اوقات گذر گئے ہوں۔ تو نادم اور پشیمان ہو۔ اور بہت جلد تلافیٔ مافات کرے +

حضرت رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ عقلمند وہ شخص ہے جو ہر لحہ اپنے نفس سے حساب لے +

اور حرص و ہوا اور تکبر وغیرہ ہر ایک قسم کے بُرے خلقوں سے اپنے ظاہر و باطن کو پاک کرے۔ تاکہ اُس مقام میں پہنچ جاوے۔ جس کا نام ہے۔ تخلقوا باخلاق اللہ (یعنی ایسا خلق کرو جو اللہ تعالےٰ کے اخلاق کا نمونہ ہے) +

اے عزیز! اگر تو دین و دُنیا کی سعادت۔ اور دونوں جہان کی دولت چاہتا ہے۔ تو اُن سب اخلاقِ حمیدہ اور اوصافِ پسندیدہ سے اپنی ذات کو آراستہ کر جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا فضل و عنایت کس طرف سے مُنہ دکھاتا ہے؟ اور حقیقی دولت کی کھڑکی کس راستہ سے کُھلتی ہے۔ یہ سب اخلاق بیمار کے لئے بمنزلہ پرہیز کے ہیں +

جو صاحب دولت سالک مذکورہ بالا صفتوں سے موصوف ہو۔ اُمید ہے کہ ظاہری اور باطنی بیماریوں سے صحت یاب ہو جائے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فیض و رحمت کے لائق ہو جائے۔ اور زمین کی گہرائی سے نکل کر آسمانوں کی بلندی تک پہنچ جائے۔ لیکن ان کا مولا پر استقامت، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال متابعت کے سوائے حاصل نہیں ہوتی۔ اور ان سب اچھے حلقوں کی توفیق دین پر استقامت کئے بغیر میسر نہیں ہوتی۔ پس اس راستہ کے چلنے والے کو چاہئے کہ اپنے احوال کی جستجو کو کتاب و سُنت کے ترازو میں تولے۔ اگر سب کے سب اس کے موافق اور مطابق ہوں۔ تو خدائے تعالےٰ کا شکر بجا لائے کہ خدا کے فضل سے چھٹکارے کی اُمید ہے۔ اگر ذرہ بھر بھی اس کے برخلاف دیکھے تو جان لے کہ بالکل گھاٹے اور نقصان میں ہے ۔

سید الطائفہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میرے نزدیک شراب پینا اُس حال سے بہتر ہے جو کسی شرعی رُکن کا مانع ہو۔ پس بعض فقیروں کے حال پر تعجب آتا ہے۔ جنہوں نے اس راستہ میں قدم رکھا ہے۔ اور نماز کے ادا کرنے میں۔ جو عبادت کی بزرگی اور سعادت کے دروازوں کی چابی ہے سستی اور کاہلی کو اختیار کرتے ہیں۔ اور اس عظیم الشان کام کو آسان اور بے مقدار جانتے ہیں۔ بلکہ بعض کم بخت فقیر تو نماز کو ترک کر کے بدعات کے کاموں میں بہت ہی مشغول ہو گئے ہیں۔ سو اللہ کی پناہ۔ یہ سب شیطان کے ہتھکنڈے ہیں جنہوں نے اُس قوم کو گمراہی میں ڈال دیا۔ اور ابدی سعادت سے روک لیا۔ کیونکہ نماز ایمان کا ایک بھاری رُکن ہے۔ جو شخص اس رکن کو قائم نہ رکھے۔ اور کمزور کرے۔ تو در اصل اُس نے اپنے دین میں رخنہ ڈال دیا ہو گا۔ لکل شیء آفۃ وآفۃ الدین ترک الصلوٰۃ (ہر چیز کے لئے ایک آفت ہے۔ اور دین کی آفت ترک نماز ہے) حدیث شریف میں ہے۔ بے نماز آدمی جو لقمہ اُٹھاتا ہے، وہ لقمہ اُس پر لعنت کرتا ہے۔ کہ اے خدا کے دشمن تو اللہ تعالےٰ کا رزق کس منہ سے کھاتا ہے جب اُس کا فرض ادا نہیں کرتا۔ کہتے ہیں۔ کہ جب سعید لوگ، بدبختوں کو دوزخ میں دیکھیں گے۔ تو اُن سے پوچھیں گے۔ کہ تم تو مسلمانی کا دعوےٰ کرتے تھے کس سبب سے دوزخ میں ڈالے گئے ہو۔ وہ جواب دیں گے۔ کہ بے نماز ہونے کے باعث، اس لئے کہ ہم دنیا میں اس نعمت سے محروم رہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ماسلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین (تم کو کس نے دوزخ میں ڈالا، وہ کہینگے، ہم نمازیوں

Marfat.com

میں سے نہیں تھے) +

ابوحفص بخاری رحمۃ اللہ کو لوگوں نے پوچھا۔ کہ اگر کوئی شخص نماز نہ پڑھے تو بھی مسلمان رہ سکتا ہے۔ جواب دیا۔ کہ میں نے سب کتابوں اور قرآن مجید کا مطالعہ کیا۔ تاکہ مجھے معلوم ہو کہ نماز ادا کئے بغیر بھی مسلمان رہ سکتا ہے یا نہیں (اگر کہیں بھی ایسا حکم نہ ملا) +

نقل ۔ ایک شخص نے شیطان کو خواب میں دیکھا۔ کہا میں کیا (تدبیر) کروں کہ تیری طرح بن جاؤں ؟ شیطان نے جواب دیا کہ نمازیں ضائع کیا کر اور قسمیں بہت کھایا کر۔ سائل نے کہا۔ خدا کی قسم اس کے بعد اپنی نماز میں ہوشیار رہونگا۔ کبھی ترک نہ کروں گا۔ اور میں نے خدا کے ساتھ عہد کر لیا ہے کہ جب تک زندہ رہونگا قسم نہ اُٹھاؤں گا۔ شیطان نے کہا خدا کی قسم اگر میں جانتا۔ کہ اس خلاصہ کو تو اس حیلہ سے مجھ سے سیکھتا ہے، تو میں تجھے ہرگز نہ بتاتا۔ لیکن جو گذرا سو گذرا +

پس غور سے دیکھ (اے عزیز!) کہ شیطان باوصف اُس قدر قرب اور مرتبہ کے صرف ایک نافرمانی یعنی آدم کو سجدہ نہ کرنے سے خدا تعالیٰ کی درگاہ سے راندہ گیا +

اور مومن بندہ بھی سجدہ یعنی نماز ادا کرنے پر مامور ہوا پس اگر تو اس امر کو فوت کردیگا تو تجھ پر افسوس ہے اور تیرا ٹھکانہ دوزخ ہے +

شیخ ابوز قدس سرہٗ کے مکتوب میں لکھا گیا ہے۔ کہ شیطان، آدمی کی کسی بندگی سے ایسا پریشان و حیران نہیں ہوتا۔ جیسا کہ سجدہ سے۔ اس لئے کہ اس پر سجدہ نہ کرنے سے ہی لعنت ہوئی۔ جس وقت مومن بندہ کو وہ (ابلیس) سجدہ میں (پڑا ہوا) دیکھتا ہے۔ تو اس میں سخت قلق اور اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ ماتم کے پلہ میں اپنا سر ڈال لیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یہ وہی عمل ہے جس کو میں نے کیا۔ اور ہلاکت میں پڑا اور مردود ہو گیا۔ اور انہوں نے نیک عمل کئے، خلاص ہو گئے۔ اور قبول ہوئے، چونکہ شیطان تجھے ہمیشہ دکھ ہی دینا چاہتا ہے۔ تو تجھے بھی لازم ہے۔ کہ ہمیشہ اُس کو رنج میں رکھے۔ اور سجدہ سے سر نہ اٹھائے۔ کیونکہ کوئی بھی نیک عمل، اور کوئی بھی عبادت نماز سے بہتر نہیں ہے۔ یہی باعث ہے۔ کہ شیطانی وسوسے، تمام وقتوں سے زیادہ نماز کے وقت میں ہی پڑتے ہیں +

شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ نے کہا کہ نماز بمنزلہ کشتی ہے اور دوسری عبادتیں بھی اشیا اور اسباب کی طرح (اُس کے ساتھ) چلی جاتی ہیں۔ اسی طرح نماز کی کیفیت ہے۔ کہ

Marfat.com

سب عبادتیں اور ریاضتیں سوائے ادائے نماز کے درگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہوتیں ٭
منقول ہے کہ ایک عابد مرد کی نیکیاں اور خیراتیں بہت تھیں۔ لیکن نماز نہیں پڑھتا تھا۔ ایک وقت اس کو خواب میں دیکھا گیا کہ قیامت واقعہ ہوگئی ہے۔ اور اس کو حساب دینے کے مقام میں لے گئے ہیں۔ اور جب اعمالنامہ اس کے ہاتھ میں رکھا گیا ہے۔ تو وہ کیا دیکھتا ہے۔ کہ اور سب حسنات اور خیرات موجود ہیں۔ مگر نماز نہیں ہے۔ فرمان ہوا کہ اس کی تمام عبادات اس کے منہ پر مارو۔ کیونکہ یہ بے نماز تھا۔ چنانچہ اس کو ننگے سر دوزخ کی طرف لے گئے۔" جب وہ خواب سے بیدار ہوا۔ تو بہت شرمندہ ہوا۔ اور اسی وقت توبہ کی اور باقی ماندہ عمر میں کبھی نماز کو ضائع نہ کیا ٭

اے عزیز! اس بات کو یقین دل سے جان۔ کہ سب بدنی عبادتوں کا سرتاج اور ربانی قرب کا موجب، یہی نماز ہے۔ کل کو قیامت کے دن کسی عمل کا مواخذہ نہ ہوگا۔ مگر نماز کا۔ یہی نماز ہے، جو مومنوں کی مغفرت کا موجب ہے، اور ایمان کا رکن۔ یہی نماز، جو نمازیوں کا معراج، عبادتوں کا مخزن، اور سعادت کے دروازوں کی چابی ہے یہی نماز ہے جو عاشقوں کی خلوت گاہ اور مشتاقوں کی آنکھ کو نور بڑھانے والی ہے ٭

یہی نماز ہے، جو پیغمبروں کی سنت ہے اور خدا کی جان پہچان کا نور۔ یہی نماز ہے، جو ایمان کی جڑ ہے۔ اور شیطان کی کراہیت۔ لیکن غفلت کے جنگل کے قیدیوں کو نماز کے بھیدوں سے کیا خبر۔ اور ہر جاہل کو جو سر اور پاؤں سے ننگا ہے۔ اس بیان سے کیا اثر۔ حالانکہ سب عبادتوں سے بزرگتر اور بلند درجے پر پہنچانے والی، اگر ہے تو وہی ہے جس کا نام نماز ہے، جو اپنے وقت پر ادا کی جاتی ہے ٭

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اول وقت میں نماز ادا کرنے کی بابت میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا، کہ جو شخص اس سعادت کو حاصل کرے۔ اس کو چاہیے۔ پنج وقتی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے اور آرام و تحمل، خضوع و خشوع اور حضور دل کے ساتھ پڑھے! اور رکوع، سجود، قومہ، جلسہ ترتیب کے ساتھ ادا کرے۔ اگر غافلوں اور بے ادبوں کی طرح پڑھیگا۔ تو وہ نماز ہرگز قبول نہ ہوگی۔ جو حدیث شریف میں ہے۔ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا فِیْ تَعْدِیْلِ الْاَرْکَانِ (ارکان نماز کے برابر رکھنے کے سوائے نماز ہوتی ہی نہیں) ٭

Marfat.com

زید بن واہب نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز پڑھ رہا تھا۔ اور رکوع و سجود ٹھیک نہیں کرتا تھا۔ اُس شخص کو بلا کر کہا۔ کہ اے عزیز! کب سے تو اس طرح نماز پڑھتا ہے۔ اُس نے کہا، چالیس برس سے۔ فرمایا کہ ان چالیس برس میں تو نے (گویا) کوئی نماز پڑھی ہی نہیں۔ اگر تو مر گیا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق پر تو نہیں مرے گا +

اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا، جو نماز پڑھ رہا تھا اُس کو کہا کہ (قُمْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ) اُٹھ اور پھر پڑھ۔ کیونکہ تو نے پہلے (نماز گویا) پڑھی ہی نہیں +

اور صاحب کافی (اپنی کتاب کافی میں) لکھتا ہے۔ کہ ارکان نماز کا برابر رکھنا امام یوسف اور شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک فرض ہے۔ اگر ترک کرے تو اس کی نماز روا نہیں ہوتی۔ اور یہ روایت نظم میں لایا ہے لیکن امام اعظم اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک واجب ہے۔ اگر ترک کرے تو گنہگار ہو جاتا ہے۔ اور اس کی نماز کو نقصان پہنچتا ہے +

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں منقول ہے۔ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک کوئی اس سے بڑھ کر گناہ۔ اور دین میں بہت بڑا دشمن اور عذاب میں زیادہ سخت اس کے سوا نہیں ہے کہ انسان نماز کو اس کی شرطوں کے موافق ادا نہ کرے۔ اور اپنے وقت پر نہ پڑھے +

شیخ الاسلام شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کہا ہے کہ جو شخص تعدیل ارکان بجا نہ لاوے اس کے لئے یہ بہت اچھا ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے +

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلَی اللّٰہِ الصَّلٰوۃِ بِقِیَامِہَا وَرُکُوْعِہَا وَسُجُوْدِہَا حَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی جَسَدَہٗ عَلَی النَّارِ +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے خاص اللہ تعالےٰ کے لئے نماز پڑھی، اُس کے قوموں، رکوعوں اور سجدوں کو پوری طرح سے ادا کیا۔ اللہ تعالےٰ نے اُس کے جسم پر دوزخ کی آگ حرام کر دی +

پس رکوع و سجود، اور دونوں سجدوں کے درمیان آرام لینا، نماز کے رکنوں میں سے ہے۔ جو شخص نماز کو اپنے دل کی تسلی سے ادا کرتا ہے۔ تو وہ نماز اس کی مغفرت کا وسیلہ

Marfat.com

ہو جاتی ہے۔ اور دو سجدوں کے درمیان آرام کرنے کے یہ معنی ہیں۔ کہ جو ذکر کہ ہر ایک رُکن میں مقرر ہے، چاہیئے کہ اُسی رُکن میں ختم ہو جائے +

اے عزیز! نماز کی ایسی ہی حقیقت ہے۔ جیسے آدمی کی۔ مثلاً انسان خوبصورت اور بے عیب اُسی وقت ہوتا ہے۔ جب کہ اُس کے تمام اعضا۔ آنکھ۔ کان۔ زبان۔ ناک۔ اور ہاتھ پاؤں۔ سب کے سب ٹھیک اور سلامت ہوں۔ ایسے ہی کامل صحیح و سالم اور بے عیب نماز اس وقت ہوتی ہے کہ اُس کے سب ارکان اور احکام جس طرح پر صاحب شریعت (نبوی علیٰ صاحبہا الصلٰوۃ والسلام) نے حکم دیا۔ اُن پر عمل کیا۔ اُن کے مطابق ادا کی جائے۔ پس سعادتمندوں کی جماعت کو لازم ہے۔ کہ اس بات میں سستی اور کاہلی کو عمل میں نہ لاویں۔ اور عجز و نیاز کے ساتھ عبودیت کے اداب بجا لاویں۔ تاکہ ایسی نماز (جس کا اوپر ذکر ہوا) اُن کے بخشے جانے کا موجب ہو۔ اور (اُن کے) ایمان کی بیخ و بنیاد کو مضبوط کرے +

تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ کہ جب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات کو خداوند تعالےٰ سے مراجعت کی تو فرمایا۔ اے خداوند! یہ سعادت اور نعمت جس سے تو نے مجھے مالا مال کیا، میری اُمت کے بھی نصیب ہوگی؟ خداوند تعالےٰ نے اُن سے خطاب کیا۔ کہ تیری اُمت کا معراج باجماعت نماز ہے جناب آنسرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم جب اس جہان میں نازل ہوئے۔ تو اپنے اصحابوں اور یاروں کو اس طرح پر خبر دی۔ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ (نماز مومنوں کا معراج ہے) +

اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے نماز ایک بڑا معراج ہے۔ اور تمام جسمانی اور روحانی عبادتوں کی جامع ہے۔ جن کا اعضا کے ساتھ تعلق ہے اور دل کے ساتھ بھی۔ جب بندہ مومن خداوند تعالےٰ کی توفیق سے اپنے ظاہر (بدن) کو پانی سے پاک کر کر نماز کے ارادہ سے خدا کے گھر میں پاؤں جماتا ہے۔ اور نماز میں داخل ہوتا ہے۔ تو جو پردہ کہ خدا اور بندہ کے درمیان حائل ہے، اٹھ جاتا ہے۔ اگرچہ اس دولت کا ظہور فے الحال سردست نمازی پر نہیں دکھائی دیتا۔ لیکن اس جہان سے چلے جانے کے بعد اُس کا رُتبہ اور پھل ظاہر ہو جاوے گا +

سالکان طریقت جنہوں نے دل کی آنکھ یادِ خدا اور کشفِ باطن میں کھولی ہے

Marfat.com

ان کو اس دولت کا ظہور بطور نقد اسی جہان میں حاصل ہو چکا ہے ॥

اے عزیز! نماز حقیقت میں ایک ایسی معجون ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے دلوں کی تازگی اور ان کی جانوں کی شگفتگی کے لیئے عطا فرمائی ہے! اور ساکنان آسمان اور باشندگان زمین کی عبادت اس میں درج کی ہے۔ جس طرح پر کہ عالم بالا کے لوگ، بعضے قیام میں، بعضے رکوع میں، بعضے سجود میں، بعضے تسبیح میں، بعضے تہلیل میں، اور بعضے حمد و ثنا میں ہیں۔ اسی طرح پر انسانوں میں سے بھی بعضے ذکر و فکر میں، بعضے قرآن خوانی میں، بعضے درود پڑھنے، اور بعضے دعاؤں اور عبادتوں میں مشغول ہیں۔ اور نماز تمام جزوی اور کُلّی عبادتوں کی جامع ہے۔ اگرچہ وہ (نماز) ایمان کے رکنوں میں سے ایک رُکن ہے۔ مگر کمال جامعیت کے باعث حکم کُل رکھتی ہے اس لئے کہ نماز میں تکبیر، تسبیح۔ تہلیل۔ تحمید و تمجید۔ تقدیس و تعظیم۔ دعا و ثنا۔ ذکر و فکر۔ قرائت و درود۔ خضوع و خشوع۔ رکوع و سجود۔ قومہ و جلسہ۔ اور اسلام۔ سب کی سب جزوی و کُلّی عبادات داخل ہیں۔ جو شخص نماز کو بخوبی ادا کرتا ہے۔ تو حقیقت میں سب فرشتوں اور آدمیوں کی عبادت کا ثواب پالیتا ہے۔ وہ جماعت، جو نماز ادا کئے بغیر خداوند تعالےٰ کا قرب چاہتی ہے۔ اور دوسرے کاموں میں مشغول ہے۔ عجب قسم کی حیرانی ہے۔ کہ وہ کونسا قرب ہوگا۔ جب خداوند تعالےٰ نے اپنے کلام مجید میں۔ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (سجدہ کر اور نزدیکی تلاش کر) فرمایا ॥

اور حدیث میں وارد ہے۔ اقرب مَا یکون العبد من الرب فی الصلوٰۃ (یہ نہایت ہی عمدہ بات ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کے سامنے نماز میں ہو) اور اس کے خلاف کسی اور کام میں مشغول ہو کر اپنا مقصود ڈھونڈنا اپنے وقت کو ضائع کرنا ہے۔ اب مطلب کی طرف غور کر۔ کہ نماز میں ظاہری آداب کی رعایت اگرچہ ایک بہت بڑا کام ہے لیکن اہل معانی کے نزدیک یہ نماز کی صرف شکل اور ڈھانچہ ہے۔ اور جان اور روح وہ ہے۔ جو قلبی نماز ہے۔ لَا صَلوٰۃَ اِلَّا بِحُضُورِ القَلب (جو نماز کہ حضور دل سے نہ ہو، وہ نماز ہی نہیں) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نماز میں (انسان کا) دل حاضر نہ ہو۔ خداوند تعالےٰ اس نماز کو دیکھتا ہی نہیں۔ مگر جو امام ابو حنیفہ و شافعی اور دیگر علماء رحمۃ اللہ علیہما نے کہا ہے کہ تکبیر میں دل حاضر ہونا چاہیئے سو یہ ضرورت کے لئے فتویٰ دیا،

Marfat.com

کہ خلقت کے دلوں پر غفلت اور سستی غالب ہے ۔

پس سالک کو چاہیئے کہ نماز میں غیر حق سے پہلو بچا کر اپنے دل کی توجہ یک سو کرلے اور حق سبحانہ تعالےٰ کو حاضر ناظر یقین کرے ۔ حدیث شریف میں وارد ہے ۔ اِنْ تَعْبُدُ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ (اللہ تعالےٰ کی اس طرح عبادت کر کہ گویا تو اُس کو دیکھتا ہے ۔ اور اگر تجھ سے یہ نہ ہو سکے تو کم از کم اس طرح ہی ۔ کہ وہ تجھ کو دیکھتا ہے) ۔

جس طرح پر ایک نوکر جو بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو ۔ بادشاہ اس کی طرف دیکھے ۔ اور وہ دوسری طرف متوجہ ہو ۔ تو ایسا شخص شاہی عنایتوں کا مورد و مستحق نہیں ہو سکتا ۔

اسی طرح پر نماز میں ہے ۔ درحقیقت حقیقی بادشاہ خدا کے حضور میں کھڑا ہونا ہے جو شخص بندگی کے ادبوں کی رعایت نہ رکھے ۔ اور حق کے سوائے اور قسم کے خیالات دل میں لاوے ۔ تو عبادت کا ثواب اُس کے روز نامچہ میں نہیں لکھتے ۔

کتاب کشف المحجوب میں منقول ہے ۔ کہ جب حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم معراج شریف میں تشریف لے گئے ۔ تو بلحاظ ادب اور بلند ہمتی کے باعث دو نو جہانوں کی طرف نگاہ تک نہیں کی ۔ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی (پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نگاہ نے کجی نہیں کی ۔ اور اپنے مطلب سے تجاوز نہیں کیا) ۔

زاغ البصر سے دُنیا کا دیکھنا مراد ہے ۔ اور ما طغٰی سے عقبےٰ کا مشاہدہ ہے ۔ اس لئے کہ دونوں چیزیں ، حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ماسوائے ہیں ۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے بھی نماز بمنزلہ معراج کے ہے ۔ ایسا نہ ہو ۔ کہ دل کی توجہ غیر حق کی طرف مصروف ہو ۔

اے عزیز ! نماز جس کو معراج کہتے ہیں ۔ وہ ہے جس کی برکت و عظمت سے غیر حق کی طرف پوری رُو گردانی ہو ۔ اور دل خیالات اور تصوّر سے خالی ہو ۔ فرد

وگرنہ آنچہ نمازے بود کہ من بے تو
نشستہ سوئے محراب دل بہ یاز ارم

(اور نہ وہ نماز ہی کیا ہے ۔ کہ میں تیرے سوائے محراب میں بیٹھ کر دل کو دُکھ دیا کروں) ۔

خواجہ جنید قدس سرہٗ نے فرمایا ۔ اگر نماز میں مجھ کو غیر حق کا خیال آتا تھا ۔ تو میں اُس

Marfat.com

نماز کو پھر ادا کرتا۔ کیونکہ جس نماز میں ایک ذرہ بھی ماسوائے اللہ کا خیال دل میں ہو۔ ممکن نہیں کہ وہ نماز خدا کی درگاہ میں قبول ہو۔ یا اس کی لذت اور مٹھاس نمازی کی جان کے مذاق میں پہنچے ٭

کتاب سلک سلوک میں منقول ہے۔ کہ ایک صاحب نفت فقیر مسجد میں نماز پڑھتا تھا۔ بادل برسنے لگا۔ اس کا دل حجرے کی طرف مائل ہؤا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ مکان کی چھت سے پانی ٹپکتا ہو۔ مسجد کے کونہ سے اس کو ایک آواز آئی۔ کہ اے فقیر! یہ جو تو نماز ادا کر رہا ہے۔ اس کا ہم پر کچھ احسان نہیں ہے۔ اس لئے کہ جو کچھ تجھ میں لطیف ہے اسکو تو ہر گھڑی اپنے گھر میں روانہ کر رہا ہے۔ اور جو کچھ تجھ میں کثیف ہے یہاں دے رہا ہے پس جو خیال نماز میں سوائے خدا کے انسان کی قوت متخیلہ میں جوش زن ہو۔ تاریکی لاتا ہے اور جس عبادت میں تاریکی ہو۔ وہ خدا تعالےٰ کی درگاہ میں قبول نہیں ہے ٭

اے عزیز! تو خود ہی قیاس کر۔ جب کہ انسان کا بدن ظاہری پلیدی سے آلودہ ہو تو خدا کے آگے سجدہ کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ تو پھر وہ دل۔ جو حرص ہوا کی حرکت سے مردارِ دُنیا سے آلودہ ہو۔ کیونکہ خدا کے قرب حضور اور معرفت الٰہی کے لائق ہو اور کیونکہ دولت حقیقی اس پر اپنا ظہور کرے۔ **قطعہ**

سبحہ در دست تو ہمے گوید ۔۔۔ دل بگرداں مرا چہ گردانی

تو درون نماز دل بیروں ۔۔۔ گشتہا مے کند بہ مہمانی

ایں چنیں خاطر پریشاں را ۔۔۔ شرم نایدنماز مے خوانی

(تسبیح تیرے ہاتھ میں (زبان حال سے) یوں کہتی ہے۔ دل کو پھیر، مجھے کیا پھیرتا ہے ٭ تو نماز میں مصروف ہے۔ اور تیرا دل مہمانی کے لئے باہر کی گشت کر رہا ہے ٭ ایسے پریشان دل کے ساتھ جو تو نماز پڑھ رہا ہے، کیا تجھے شرم نہیں آتی) ٭

نقل ہے۔ کہ ابوجہم بن خلیفہ ایک صوف کا سیاہ پارچہ جس پر سفید دھاریاں تھیں، تحفہ کے طور پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا۔ اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا۔ اور اس پر نماز ادا کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ اس بدن سے اُتار دیا اور کہا اے عائشہ رضہ یہ پارچہ ابوجہم کو واپس کر دے۔ جب نماز میں اس کپڑے پر میری نگاہ جا پڑی تو قریب تھا کہ مجھے غیر حق کی طرف مائل کر دے ٭

Marfat.com

پس اس معاملہ میں پوری احتیاط کو کام لانا، اور دل کو غیر حق کے خیالات سے روکنا۔ سالک کے لئے واجبات سے ہے۔ جو سالک کہ نماز میں دل کی تسلی نہیں پاتا۔ اور نماز کا نور اُس کے دل پر نہیں چمکتا۔ اہل طریقت کے نزدیک اس کا سلوک بالکل ابتر ہے۔ حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو نماز غفلت اور دل کی پریشانی سے نہیں روکتی ہے، اُس نماز سے دُوری اور ناامیدی کے سوائے کچھ اُسے حاصل نہیں ہے۔

اب یہ مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ نماز کی تین قسمیں ہیں:۔

اوّل۔ عام لوگوں کی نماز

دوم۔ خاص لوگوں کی نماز

سوم۔ خاص الخاص لوگوں کی نماز

اوّل۔ عام لوگوں کی نماز۔ وہ ہے۔ جس طرح پر کہ ہم لوگ رسم و عادات کے طور پر غافل دل سے ادا کرتے ہیں۔ اگرچہ ظاہر حکم کے رُو سے (وہ نماز) ادا ہو جاتی ہے۔ مگر صدق و صفا سے خالی ہے۔ یہ نماز اُس اخروٹ کی طرح ہے۔ جس میں مغز نہ ہو۔ اور اُس صورت یا شکل کی مانند ہے۔ جس میں جان نہ ہو۔

حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو نماز سے سوائے دُکھ اور ماندگی کے کچھ بھی حاصل نہیں کرتے۔ یعنی ظاہر میں تو وہ سجدہ کرتے ہیں۔ لیکن اُن کا باطن پراگندہ ہے۔ اور رکوع و سجود۔ قومہ و جلسہ میں احتیاط نہیں کرتے جیسا کہ رسم و عادت کے طریقہ پر نفس عادی ہو گیا ہے۔ غافلوں اور بے ادبوں کی مانند پڑھتے ہیں اگر اُن کی نماز میں حضورِ دل نہیں ہے۔ اور اپنے پریشان دل کو جمع نہیں کر سکتے۔ تو ظاہری رکنوں میں بھی کچھ احتیاط نہیں کرتے۔

اب انصاف اور قیاس تیرے ہاتھ میں ہے، کہ بھلا اس قسم کی نماز ربّ العزت کی درگاہ کے قابل ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ **مثنوی**

میگذاری از نمازِ غیر آں	لیک یک ذرہ نداری ذوقِ جاں
ذوق باید تا دہد طاعات بر	مغز باید تا دہد دانہ شجر
دانۂ بے مغز کے گردد نہال	صورتے بیجاں نباشد جز خیال
طاعتش نغز است و معنی لغز بہ	جوز بسیار در وے مغز نہ

(تو نماز تو پڑھتا ہے۔ لیکن ذرہ بھر بھی تجھے اُس میں ذوق نہیں، ذوق درکار ہے۔ تاکہ بندگی کچھ پھل دے سکے۔ دانہ میں اگر مغز ہو تب ہی اُس سے پودا نکلتا ہے، جس دانہ میں مغز نہ ہو۔ بھلا وہ کہاں درخت بن سکتا ہے۔ ایسی بندگی ظاہر میں تو عجیب معلوم ہوتی ہے۔ لیکن باطن میں کچھ بھی عجیب نہیں ہے، اس کا ایسا ہی حال ہے۔ کہ اخروٹ تو بہت سے ہوں مگر مغز ایک میں بھی نہ ہو) +

نماز دُلہن کی طرح اُس وقت اپنے چہرہ سے نقاب اُتارتی ہے۔ جب دل کے سامنے سوائے ذات اقدس (خدا) کے اور کچھ نہ ہو۔ اور دل خیالات غیر سے پاک ہو +

دوم۔ سالکانِ خاص کی نماز۔ جو نیک بخت کے راستہ میں چلنے والے ہیں۔ وہ ہے کہ جب نماز کی طرف متوجہ ہو۔ اور ظاہری طہارت کرنے لگے۔ تو دل کو بھی توبہ و استغفار کے پانی سے خوب دھوئے۔ اور ذوق و شوق کا متاع جو مذاقِ جان کو حلاوت بخشنے والا ہے، تلاش کرے۔ اور جب مسجد یا مصلّے پر قدم رکھے تو اپنے دل کو جو خداوند تعالےٰ کے انوار و اسرار کے محل کا ظہور ہے ماسوائے اللہ کے خیالوں سے پاک کرے۔ جس طرح اپنا ظاہری مُنہ قبلہ کی طرف کرتا ہے، دل کے مُنہ اور باطن کی توجہ کو بھی حقیقی قبلہ کی طرف لائے۔ اور دلِ پر نظر جمائے۔ اور جب تکبیر کہے، تو دو نوں جہان سے انقطاع کر کر دنیا و آخرت پہ تکبیر کہے۔ اور جب عبادت کے بچھونے پہ کھڑا ہو، خداوند تعالےٰ کو حاضر ناظر جان کر نہایت ادب و حضور سے، اُس بلند درجوں پر پہنچانے والے (خدا) کے کلام (قرآن مجید) پڑھنے میں مصروف ہو۔ جب رکوع میں جائے، تو خضوع و خشوع کے ساتھ سر جھکائے۔ اور کسر نفسی اور خود شکستگی سے کام لے۔ اور نفس کی انانیت (مَیں۔ پن) کو سر سے دور کرے۔ جب سجدہ میں جاوے تو اپنی عاجزی اور خواری اور خداوند تعالےٰ کی عظمت اور جلالیت کا پورا پورا لحاظ رکھے۔ جب نماز کے ارکان پورے کر کر قرب کے بچھونے پہ بیٹھے تو بلا غیروں کے پریشان کرنے کے ہشیار دل کے ساتھ دُعا و ثنا کہنا شروع کرے۔ جب سلام کہے، تو گویا اپنی خودی کو وداع کرے، اور خدائے واحد کے جمال کے مشاہدہ میں غرق ہو۔ تاکہ نماز کے ذریعہ سے نمازی کی روُح عالم قدس پر عروج پائے۔ اور حقیقت نماز اپنے چہرہ کشائی کو عمل میں لائے۔ مثنوی

این نماز ت تاج شاہی مے دہد بل ترا از خود رہائی مے دہد

Marfat.com

لقد ہستی محو کن در نماز تا بگوئی پیش حق راز و نیاز
(یہی نماز تاج شاہی تیرے سر پر رکھتی ہے۔ بلکہ تجھ کو تجھ سے آزاد کر دیتی ہے ۔ نماز میں اپنے وجود کے نقد کو مٹا دے۔ تاکہ خدا کے سامنے تو اپنے راز و نیاز ظاہر کرے ۔

سوم ۔ خاص الخاص نماز یعنی نمازِ عارفین، وہ ہے۔ کہ بدن عبادت میں ہو ۔ دل حضور میں ہو ۔ جان، محبت اور قرب میں ہو ۔ اور نفس فنا در فنا ۔ جب عارف کامل نماز میں آتا ہے تو اللہ اکبر کہتے ہی از خود رفتہ ہو جاتا ہے ۔ اور حاضر بحق ۔ وہ نیستی کے سمندر میں ایسا ڈوب جاتا ہے ۔ کہ اُس وقت اُس کو نہ اپنی ذات کی خبر ہوتی ہے ۔ نہ بشریت کی بو اُس میں کچھ اثر رکھتی ہے ۔ کیونکہ نماز کے ہر ایک رکن میں عالم قدس سے اتنا فیض اُس کے دل پر پڑتا ہے ۔ کہ اُس کو از خود ربودہ کر کر بے خودی کے عالم میں خدا کے پاس حاضر کرتا ہے ۔ ایک بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے ۔ ایک نماز جو تجھ کو تجھ سے لے جاوے ۔ وہ ایسی ہزار نماز سے بہتر ہے ۔ کہ تو اپنے آپ میں ہو ۔ اس لئے کہ حقیقتِ نماز اس شخص پر منکشف کرتے ہیں ۔ جو اپنی ذات سے فانی ہو کر خدا کے ساتھ بقا پذیر ہو ۔

شیخ محی الدین عربی قدس سرہٗ نے فرمایا ۔ کہ عام لوگوں کی نماز ظاہری اعضاء کی نگہبانی کرتی ہے ۔ اور خاص لوگوں کی نماز ما سوائے اللہ سے منہ پھیرنا ۔ اور اپنے شہود کے سمندر میں غرقاب ہونا ہے ۔ اور خاص الخاص لوگوں کی نماز وہ ہے کہ عبادت کرنے والا اصلاً (اپنے آپ میں) رہے ہی نہیں ۔ (بلکہ) اپنی ہستی سے بالکل غائب ہو کر حق تعالےٰ کے پاس حاضر ہو جاوے ۔

پس سالکانِ طریقت جو شریعت کے میدان کے شاہ سوار ہیں ۔ اس نماز کے ذریعہ سے اتنی بڑی ترقی کرتے ہیں ۔ کہ بیان اور زبان سے باہر ہے ۔ اور یہ مقدمہ بیانی نہیں ہے بلکہ وجدانی ہے ۔ شعر

ہر کہ او از خود بکلّی ابتر است
نا ید ش قطرے ازیں دریا بدست

(جو شخص اپنی ذات میں بالکل برا ہے ۔ اس (وجدان کے) سمندر سے اُسے موتی حاصل نہیں ہوتے) ۔

جس طرح کہ مُبتدی (نو آموز) کو اوائل میں ذکر و فکر سے ترقی حال نصیب ہوتی ہے ۔

Marfat.com

اسی طرح پر منتہی کا عروج بھی نمازوں ہی سے وابستہ ہے۔ اور سالکان اہل کمال کی عبادت کا غایت درجہ عاجزی کے ساتھ نماز پڑھنا ہے ؛

اے عزیز! اگرچہ حال کے ابتدا میں شوق ملازمت۔ احوال۔ مقامات۔ واردات کشف کرامات کی ولولہ غالب ہوتا ہے۔ لیکن منتہیوں کے کام کی نہایت۔ جو تلوین اور محبت سے تمکین کے مقام پر پہنچتے ہیں۔ سوائے نماز کے اور کوئی امر نہیں ہے ؛

جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم توحید کے خلوت خانہ میں آیا چاہتے تھے۔ تو فرمایا کرتے تھے۔ ارحنا یا بلال بالصّلوٰۃ (اے بلال ہمیں نمازوں سے راحت دلا) اور نماز کے ذریعہ سے خداوند تعالےٰ سے پیوستگی اور ملاپ جو معراج شریف کی رات کو حاصل ہوا تھا۔ دنیا کے عالم میں آپ نے فرمایا ؛

صاحب کشف المحجوب قدس سرہٗ نے لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج شریف کی رات کو خداوند تعالےٰ کے حضور میں عرض کی "اے خداوند تعالےٰ مجھ کو دنیا کے مصیبت خانہ میں پھر نہ بھیج اور لالچ اور حرص کی قید میں نہ ڈال" خداوند تعالےٰ کی طرف سے ارشاد ہوا۔ کہ ہمارا حکم یہی ہے کہ شرع قائم کرنے کے لئے آپ واپس ہی جاؤ۔ تاکہ جو کچھ ہم نے آپ کو اس مقام میں عطا کیا ہے۔ وہاں بھی عنایت کریں۔ چونکہ ضعیف اور غریب لوگ جو اپنے اصلی وطن سے جدا ہو کر دور جا پڑے ہیں۔ اور ان کے دل جدائی کی آگ سے جل رہے ہیں۔ انہیں اپنے اصلی وطن کی طرف جانے کا راستہ دکھا اور تاریکی اور مسافرت کی گلی میں بھٹکتے ہوئے لوگوں کی مدد کر۔ اور یہ چند روز کی جدائی آپ کو کچھ نقصان نہیں دے گی۔ لیکن آپ کا وجود کل مخلوقات کو فائدہ بخشے گا۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور تو دنیا کو سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے) ؛

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں لوٹ آئے اور آپ کا دل اس مقام الٰہی کا مشتاق ہوتا تو ارشاد فرماتے۔ ارحنا یا بلال بالصّلوٰۃ (اے بلال ہمیں نمازوں کے راحت دلا یعنی اذان کہو) اور نمازوں کے ذریعہ سے مذکورہ بالا دولت کو پہنچتے ؛

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اکمل تابعین جنہوں نے آپ کے احسان کے

---

۵ اہل تصوف کی اصطلاح فقر کا ایک مقام ہے ؛ مترجم۔

Marfat.com

دسترخوان سے بہت سے فائدے حاصل کئے۔ اور تمام کاموں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور محبت میں مست کر اپنی جانوں کو فنا کے درجہ تک پہنچایا۔ ان کے لئے بھی اس دولت سے اُن کی محبت اور لیاقت کے قدر حصہ اور فیض ہے +

اے عزیز! آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی وہ نعمت عظمےٰ اور دولت کبریٰ ہے۔ کہ ہر ایک قسم کے مقامات۔ کمالات۔ درجات وغیرہ سالکوں کو حاصل ہوئے۔ سب کے سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہی ہیں پس جو کام مطلب کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اُس میں سُستی (اور کوتاہی) کرنا۔ جہل اور نادانی ہے +

(جب یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ) جو شخص ظاہر اور باطن میں اپنی ذات کو اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے آراستہ رکھے، اُس کی ذات ستودہ صفات خدا کے حضور میں پسند ہے۔ اور آنسرور کائنات کی محبت اور پیروی کے قدر پر، ولایت کی کمالیت سے مستفید ہو کر، کاملہ صفتوں سے موصوف ہو جاتا ہے۔ تو تُو اپنی ذات کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ثابت رکھ۔ اگر (اپنے تئیں بلند رُتبہ پر مشرف کیا چاہتا ہے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو حق تعالےٰ سے الگ نہ جان۔ جب کوئی نیک بخت سالک تمام شرعی امورات پر مضبوط اور مستقل ہو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ سے خلعت پہنے۔ اور اس درگاہ کا مقرب و مقبول ہو۔ تو اُس کو خداوند تعالےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نائب بنا دیتا ہے۔ (قضاء و قدر) خلافت کا تاج اُن کے سر پر رکھتے ہیں۔ اُس کا نور سورج کے نور کی طرح ہوتا ہے۔ جو تمام جہان کو اپنے فیض سے فیضیاب کرتا ہے۔ اور ایک عظیم الشان دُنیا کو روشنی سے مالا مال کرتا ہے۔ تمام جہانوں کی مخلوقات کا قیام اسی کی ذات بابرکات سے ہوتا ہے۔ لیکن (قضاء و قدر) اس (پسندیدہ اور برگزیدہ) مرتبہ پر اُس شخص کو سرافراز فرماتے ہیں۔ جو شریعت۔ طریقت۔ حقیقت کے سب رتبوں کا جامع ہو۔ اس لئے کہ شریعت کے حکموں کو طریقت کے انوار کے مکاشفہ۔ اور حقیقت کے اسرار کے مشاہدہ کے ساتھ نگاہ رکھنا۔ ایک بہت ہی بڑا کام ہے۔ اور

(۱) شریعت۔ اوامر و نواہی پر۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر مستقیم رہنے کا نام ہے +

(۲) طریقت۔ صفات کا بدل جانا ہے۔ بمصداق

Marfat.com

(۴) حقیقت:- اپنے دل کو غیر حق سے خالی کرنا۔ اور اپنی ذات کو خودی کی قید سے چھوڑانا ہے۔ لیکن وہ سالک جو بیہوشی کے مقام میں ہو۔ اور اس کے غلبہ کے باعث شریعت کے اموراتِ میں قصور کرے وہ کامل طور پر خلافت کے قابل نہیں ہوتا +
چونکہ ہوشیاری کو مستی پر ترجیح دیتے ہیں اسی سبب سے اس مقام کے رہنے والے اس کا رُ جیسا کہ شریعت کا حق ہے ادا نہیں کر سکتے +

نقل ہے کہ پیر بسطامی قدس سرہٗ السامی نے فرمایا۔ کہ ایک موقعہ پر مجھ پر عروج[1] واقعہ ہُوا۔ میرے سر کو آسمان پر لیجا کر مجھے بہشت اور دوزخ دکھلایا۔ مَیں نے کسی چیز کی طرف نگاہ نہ کی۔ تب پردہ سے آگے گذار دیا۔ پھر میں پرندہ ہو گیا۔ اور ہوائے ہویت میں اڑتا تھا۔ یہاں تک کہ احدیت کے مقام میں ستارہ بن گیا۔ جب مَیں نے نگاہ کی تو وہ سب مَیں ہی مَیں تھا۔ مَیں نے عرض کیا کہ اے خداوند جب تک کہ مجھ میں میں ہے۔ میرے لئے تجھ میں راستہ نہیں ہے۔ اور اپنی خودی کے باعث وہ حالت نصیب نہیں ہے۔ پس مجھے کس قسم کی خصلت اختیار کرنا چاہیئے۔ ارشاد ہُوا۔ اے بایزید! تیرے لئے تجھ سے خلاص ہونے کی یہی تجویز ہے کہ تو میرے دوست (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کی متابعت میں رہے۔ اُس کے قدموں کی خاک کو اپنی آنکھوں کے لئے سرمہ بنا۔ اور اس کی پیروی اپنی ذات پر ہر وقت لازم رکھ۔ تاکہ تجھے جس طرح طلب ہے دستیاب ہو۔ پس جس شخص کو خداوند تعالےٰ نے اپنے فضل لایزال سے کمال اور تکمیل کے رتبہ پر سرفراز کیا ہے۔ اُس کی خود پرورش کرتا ہے۔ اور اپنی طرف کا راستہ دکھاتا ہے۔ وہ گروہ جو ازلی سعادت کے رُو سے، اس سعادت کی لیاقت و استعداد رکھتے ہیں۔ شرعی حقوق کے ادا کرنے میں حد سے بڑھ کر کوشش کو عمل میں لاتے ہیں۔ اور باوجودیکہ کمالات معنوی ان کو حاصل ہو گئے ہیں۔ تو بھی وہ اس ذریعہ سے الگ نہیں ہوتے۔ خداوند تعالےٰ نے اپنے حبیب کی برکت سے ان کے دلوں کو اپنی معرفت کے نور سے روشن کر کے مقام اعلےٰ علیین[2] پر پہنچا دیا +

اے عزیز! جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت غالب نہ ہو۔ اور

---

[1] صوفیوں کی اصطلاح میں معراج کا نام ہے +
[2] علیین نام بہشت کا۔ بندگان صالح کے اعمالنامہ۔ نیکیوں کی ارواح کا مقام۔ اور علیین کا ساتویں آسمان پر ہے۔ جو اُس کی سدرۃ المنتہٰی کے نزدیک ہے۔ اور سر اُس کا عرش مجید کے داہنے پایہ سے ملا ہے۔ نیک لوگوں کی ارواح قبض ہونے کے بعد وہاں پہنچتی ہے + مترجم۔

Marfat.com

سالک کے اوصاف آپ کے اوصاف میں فانی نہ ہو گئے ہوں۔ اور اپنی ذات سے رہائی اور خدا کے ساتھ پوری آشنائی نہ ہو گئی ہو۔ فنا فی اللہ کا مقام جو عاشقوں کے مقام کی نہایت اور سالکوں کے مقصدوں کی غایت ہے، حاصل نہیں ہوتا۔ اور درجہ فنا فی اللہ کا وصول، فنا فی الرسول کے حصول پر موقوف ہے۔ اور فنا فی الرسول کا درجہ اس وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام صفتیں اور اخلاق اُس میں موجود ہوں۔ اور اُس کے سب کے سب اعمال و افعال۔ حرکات و سکنات۔ عادات ریاضات اور عبادات۔ ٹھیک ٹھیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق پر ہوں۔ جیسے بنی نوع انسان کی حقیقت، پاکیزگی میں ہوا اور پانی کی مثال رکھتی ہے۔ کہ جب یہ دونو چیزیں ہر ایک رنگ اور صفت میں مل جاتی ہیں۔ تو اُسی رنگ میں رنگین ہو جاتی ہیں۔ پس پوری نیک بختی یہی ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ اپنے بندہ کو اپنے دوست حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے رنگ اور صفت میں رنگین کر دے۔ تاکہ اُس کے ذریعہ سے حقیقی مقصد اور اعلےٰ مطلب پر پہنچ جاوے۔ اس لیئے کہ جو عمل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا ہے، وہ سب کا سب درگاہ الٰہی میں مقبول اور محبوب ہے۔ سالک کو اس کا جاننا اور اُس پر عمل کرنا۔ واجبات سے ہے۔ چنانچہ آنسرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم کی مبارک صفتوں اور بزرگ عادتوں میں سے تھوڑا سا ذکر، معتبر دینی کتابوں سے اخذ کر کر مجمل طور پر بیان کیا جاتا ہے +

سنو! خاص و عام کو پہلے سلام علیک کرنا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک میں تھا۔ اُن کے نزدیک مالدار اور مفلس بے زر میں کچھ فرق نہ تھا۔ ہمیشہ تازہ روئی سے شیریں اور نرم باتیں فرماتے۔ بُرا کہنا۔ اور کسی کا عیب نکالنا، اُن کی مبارک طبع میں نہ تھا۔ اگر کسی سے کوئی ناشائستہ حرکت دیکھتے۔ تو (اُس کی اصلاح کا) پوشیدہ طور پر ارشاد فرماتے تاکہ اُس کا دل ٹوٹ نہ جائے +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم فروتن، بردبار، خدا پر بھروسہ کرنے والے، صبر و قناعت رحم دلی میں اپنی آپ ہی نظیر تھے۔ عہد کے پکے۔ وعدوں کے سچے تھے +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں کرم و سخاوت اور احسان، اس حد تک تھے۔ کہ جو چیز اُن سے کوئی شخص مانگتا، بلا توقف دیدیتے تھے۔ اور ہر ایک اہل مجلس کو اپنی عنایتوں اور مہربانیوں سے حصہ دیتے۔ اُن کی مبارک مجلس کے ہر ایک رکن کو یقین کامل تھا کہ مجھ سے

زیادہ عزیز آپ کے پاس اور کوئی نہیں ہے۔ ہر ایک کے ساتھ اُس کی لیاقت کی استعداد پر کلام فرماتے۔ یہاں تک کہ ہر ایک راضی اور خوش دل ہوتا ✤

آپ کے اخلاق مبارک ایسے وسیع اور عظیم الشان تھے۔ کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ میں عرصہ ۱۸ برس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خادم رہا۔ اس عرصہ دراز میں مجھے کبھی نہ فرمایا۔ کہ تو نے فلاں کام اچھا نہ کیا۔ یا کس لئے ایسا کیا؟ اگر میں اچھا کام کرتا تو میرے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ اور اگر کوئی کام ان کے خلاف طبع ہو جاتا، یا بگڑ جاتا تو فرماتے، کہ کان امر اللہ قدرًا مقدورًا خداوند تعالٰے نے ایسا ہی مقدر کیا تھا ✤

کسی فرد بشر پر خلاف حق غصہ نہ کرتے۔ اور نفس کے حق کے لئے جس کا تعلق دنیا کے ساتھ ہو، بدلہ نہ لیتے، ہنسی کھیل اور قہقہہ نہ کرتے۔ لیکن ہونٹوں تلے مسکراتے اور بلا حاجت و ضرورت کسی کے ساتھ بات نہ کرتے۔ آپ کی خاموشی بہت طول طویل تھی۔ اور جب بات کرتے، تو اس کو تمام و کمال ختم کرتے یعنی بالکل صحیح اور درست فرماتے اس میں کسی قسم کا ادھورا پن اور شکستگی نہ ہوتی۔ الفاظ تو مختصر ہوتے مگر ان کے معنی بہت ہی حاوی اور بسیط۔ اور جب بات کرتے، تو دائیں ہاتھ کے مبارک انگوٹھے کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر لگاتے۔ اور اگر اشارت فرماتے تو صرف انگلی کو ہتھیلی کی طرف کرتے۔ اور جو کچھ آپ کے پاس حاضر ہوتا اُسے حاضرین غیر حاضرین، فقیروں مستحقوں کو بانٹ دیتے۔ اور جس کو دیتے اس پر کسی قسم کا احسان نہ جتلاتے۔ غریبوں کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ بیمار پرسی کے لئے ضرور تشریف لیجاتے۔ اور اس بارے میں یہ عذر کبھی نہ کرتے کہ فاصلہ دور دراز ہے، کیوں جاتے ✤

دوستوں، بچوں، عیال، وغیرہ کے ساتھ محبت کرتے۔ پڑوسیوں کی بہت سی نگہبانی اور خور و پرداخت کرتے۔ اور مہمانوں کو بہت ہی بزرگ رکھتے۔ کبھی کبھی اپنی چادر مبارک ان کے لئے زمین پر بچھا دیتے۔ اور مہمانوں کو اس پر بٹھاتے۔ اور سچی اور ٹھیک بات کہتے اور نہایت شرم اور کمال حیا سے، پوری نگاہ کسی کے چہرہ پر نہ ڈالتے۔ جو شخص احسان سے پیش آتا اس کا بدلہ اُتارتے۔ اور اکثر اوقات قبلہ کی طرف منہ کرکے بیٹھتے۔ اور اپنی نشست و برخاست سوائے یاد خدا نہ کرتے۔ مسواک اس قدر زیادہ کرتے تھے، کہ ان کے مبارک دانتوں کی جڑیں گھسی تھیں اور خارج خارج کی آواز مبارک گلے سے نکلتی تھی۔ اور تمام ملا کچر یا خچر پر سوار ہوتے تھے۔ کبھی کسی کو اپنے ساتھ بٹھا بھی لیتے۔ جو کوئی دعوت کرتا اُسے منظور فرماتے۔

Marfat.com

اور تعظیم دیتے۔ اگر تھوڑی ہی کیوں نہ ہوتی۔ اُس کی مذمت نہ کرتے۔ اگر دل چاہتا تو نوش جان فرماتے۔ اگر رغبت نہ ہوتی تو واپس کر دیتے۔ اور خالی زمین پر بیٹھ جاتے۔ اور وہاں کھانا کھاتے۔ اور سوتے۔ اپنے گھر کے لوگوں کی خدمت کرتے۔ اپنی بکریوں کا دودھ دوہ لیتے۔ اونٹ کا گھٹنا باندھ دیتے۔ اور اس کے آگے گھاس ڈال دیتے۔ خادم دسترخوان پر شامل کر لیتے۔ خمیر گوندھ لیتے۔ بازار جاتے اور اشیا خرید لاتے۔ اپنی جوتی گانٹھ لیتے۔ اور کپڑا سی لیتے۔ اور جب مجلس میں جاتے تو جہاں پہنچتے وہیں بیٹھ جاتے۔ اور اونچی جگہ پر بیٹھنے کا لالچ نہ کرتے۔ اور اپنی خاص نشست کے لئے کوئی جگہ مقرر نہ فرماتے۔ اپنی اُمّت کو بالانشینی سے منع فرماتے ٭

جو شخص عالم۔ فاضل۔ صالح۔ متقی۔ خدا ترس۔ زاہد۔ عابد اور دین میں زیادہ معلومات رکھنے والا اور ممتاز ہوتا۔ آپ کا مقرب عزیز ہوتا۔ اور اور لوگوں سے اُس کا حصہ آپ کی عنایتوں اور مہربانیوں کا زیادہ تر ہوتا۔ اور دوستوں کی ضروریات اور مقاصد کو پورا اور حاصل کرتے۔ اُن کو ایسے کاموں میں مشغول رکھتے، جو اُن کے احوال اور بھلائی کے مناسب ہوں۔ اپنے طالبین کے دلوں پر ہدایت اور رحمت کے نور چمکاتے۔ لوگوں سے نصیحتوں کے فائدے اور دلی توجہ اُٹھا نہ رکھتے۔ آپ کی مجلس مبارک میں لایعنی اور بے فائدہ باتوں کا ذکر بھی نہ ہوتا۔ خیر و برکت کے طلبگار اور نیک بختی کے خواستگار۔ گروہ در گروہ آتے۔ اور دینی و روحانی برکتوں سے اپنا حصہ پاتے ٭

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک دل۔ انوارِ معارف اور اسرار حقائق سے مالامال تھا۔ اور زبان ﷺ فیض نشان، دل کے خزانہ پر بمنزلہ چابی کے تھی۔ پس جن نصیحتوں سے اُمّت کو فائدہ ہوتا تھا۔ ارشاد فرماتے تھے۔ اور سعادت کے خزانے بخشتے تھے۔ قرآن مجید کے سُننے سے اکثر رویا کرتے تھے۔ یا رات کی نمازوں میں گریہ و زاری کرتے تھے۔ اُمّت پر شفقت کرنے سے یا ہیبت پر رحمت کے سبب سے بھی ٭

انگڑائی نہ لیتے۔ حدیث شریف میں ہے "انگڑائی شیطان سے ہے۔ اور چھینک رحمان سے۔ جب جمائی غلبہ کرے۔ تو یا تو مُنہ کو بائیں ہاتھ سے ڈھانپے یا نیچے کے ہونٹ کو دانتوں سے پکڑ لے۔ جو لوگ ہائے ہائے اور آہ آہ کرتے ہیں۔ بہت بُرا کام ہے۔ کیونکہ شیطان اُن پر ہنسی کرتا ہے۔ جب چھینک آتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا تو اپنے

Marfat.com

مُبارک مُنہ کو ہاتھ سے ڈھانپ لیتے یا کپڑے سے۔ اور پیٹ بھر کر یعنی بہت کھانے سے ڈکار آتا ہے۔ اُس کو مکروہ جانتے۔ جب دوستوں کے ہمراہ راستہ طے کرتے تو اُن کو اپنے آگے آگے لے جاتے۔ اَور خود بدولت اُن کے پیچھے جاتے، اور فرماتے کہ مجھے معاف کریں۔ اَور میری پیٹھ کو فرشتوں کے لئے خالی چھوڑیں۔ اور ضعیفوں کو تقویت دیتے۔ اَور تھکے ہوئے لوگوں کو سوار کر لیتے۔ نہ کسی کو رنجیدہ کرتے نہ کسی سے رنجیدہ ہوتے۔ اور ہمیشہ غمگین اَور فکرمند رہتے۔ اور کبھی سیر ہوکر کھانا نہ کھاتے۔ اور رات کو آرام نہ کرتے۔ باوجود پارسائی اور پاکدامنی کے لباس کے اور خدا کی درگاہ میں محبوبیت کا درجہ رکھنے کے وصال کے روزوں، راتوں کے جاگنے، اور بہت سی نمازوں کے پڑھنے سے ایک دم بھی آرام نہ پاتے۔ بزرگ درود اور کامل سلام اُن پر، اُن کے اصحاب پر اُن کی آل پر ہو ✤

اے عزیز! آنحضرتؐ کی مقدس ذات کی بزرگیوں اور خصوصیتوں کے گننے اور بیان کرنے کی کس کو طاقت ہے؟ لیکن نیک بخت آدمی جس قدر اس سعادت کی توفیق پائے، اُس پر عمل کرے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محبت کے پودے کو اپنے دل کے میدان میں لگائے۔ کیونکہ آپ کی دوستی اور محبت تمام نیکیوں کی سردار اور عالی درجوں پر پہنچانے والی ہے۔ وہ بے پلّہ مفلسوں کے لئے ایک معقول سرمایہ! اور خالی ہاتھوں کے لئے کامل متاع ہے۔ جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محبت میں فانی ہو، اور آپ کے حمیدہ اخلاق سے آراستہ ہو، دونوں جہان میں سعادت مند اور دین و دُنیا میں مقبول ہو جاتا ہے ✤

کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں ایک شخص تھا۔ جو بہت بدکار اور بڑا ہی پریشان روزگار تھا۔ اُس نے اپنی عمر کے پُورے دو سو برس فسق و فجور میں گذار دیئے تھے۔ اور طرح طرح کے ظلم و فساد، حد سے بڑھ کر خدا کے بندوں پر کئے تھے۔ اسی حال میں ملک الموت اُس کی روح قبض کرنے کے لئے آیا۔ اور قسم قسم کے گناہوں کے ساتھ اس کو دُنیا سے لے گیا۔ لوگوں نے اُس کی مرگ پر خوشیاں منائیں۔ اور خداوند تعالےٰ کے شکر گذار ہوئے پھر اُس کو پاؤں سے گھسیٹ کر بنی اسرائیل کے کوڑے (میلا ہونے کی جگہ) میں ڈال دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسّلام خداوند تعالےٰ کے پاس سے آئے۔ اور حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو خداوند تعالےٰ نے پیغام دیا۔ کہ اے موسےٰ علیہ السّلام

خدا آپ کو سلام دیتا ہے۔ اور سلام کے بعد ارشاد فرماتا ہے۔ کہ ہمارے ایک دوست نے دُنیا سے آخرت کو کوچ کیا۔ اور دشمنوں نے اس کو بنی اسرائیل کے کوڑے میں ڈال دیا۔ جا، اُس کو وہاں سے باہر نکال۔ اور تجہیز اور تکفین کر کر بنی اسرائیل کو اُس پر جنازہ پڑھنے کی رغبت دلا۔ تاکہ اِس فعل سے یعنی نماز پڑھنے سے وہ بخشے جاویں۔ اور قبولیت کا درجہ پائیں ✤

حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے حکم سے اُس میلا کی جگہ پر آئے۔ جب اُس آدمی کی لاش پر آپ کی نظر پڑی۔ تو دیکھا اور پہچان لیا کہ یہ وہی بدکار آدمی ہے جس نے دوسو برس فسق و فجور میں بسر کئے۔ حیران رہ گئے۔ لیکن چونکہ مامور تھے، خداوند تعالےٰ کے حسب ارشاد کمربستہ ہو گئے۔ اُس کے بعد خداوند تعالےٰ کی بارگاہ سے اُس کے حال کی بابت دریافت کیا۔ تو حق سُبحانہٗ و تعالےٰ نے اُن کو وحی کی۔ کہ اے موسےٰ۔ میرے بندوں نے جو جو گناہ اور بے ادبیاں اُس سے مشاہدہ کیں حقیقت میں وہ شخص سینکڑوں گنٗے بڑھ کر اُن کے پاداش کا سزاوار تھا۔ لیکن ایک دن اُس نے توریت کو کھولا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی، جو آخرت کے سردار ہیں، نعت کو پڑھا آنحضرتؐ کی محبت نے اُس کے دل نے جوش مارا۔ یہاں تک کہ وہ ورق جس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام محمدؐ لکھا ہوا تھا۔ اپنے چہرہ پر ملا۔ اور اس کو چُوما۔ پس اُس مُبارک نام کی برکت و بزرگی کے باعث اس کے دوسو برس کے گناہ میں نے معاف کر دیئے۔ اور اُس کو اپنے مقبول بندوں میں مَیں نے لے لیا ✤

ہاں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے در کے گدا۔ جب تیرے سر پر اُس دین و دُنیا کے سردار کا سایۂ عاطفت موجود ہے۔ تو حقیقت میں وہ دونوں جہان کی دولت و سعادت تیری گود میں ہے۔ اس دولت کی قدر پہچان۔ اور جو کچھ انبیاء علیہم السلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نصیب تھا۔ تجھے بھی دیا گیا ہے۔ جو چیز اُن کے لئے طفیلی تھی تجھ کو اصالتاً دی گئی ہے ✤ بیت

ندانم کہ دانی چہ دولت تراست
کہ فخر دو عالم ترا پیشوا است

(میں نہیں خیال کر سکتا کہ تجھے اور کونسی دولت مطلوب ہے۔ جب کہ دونوں جہانوں کا فخر

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا پیشوا ہے) +
ہر ایک سعادت مند آدمی، جو آنسرور کائنات کی محبّت میں ثانی ہو۔ اور آپ کی متابعت اور پیروی میں مستقل اور راسخ ہو۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درحقیقت بے واسطہ فیض پاتا ہے۔ اور اُس کے فیض کے ذریعہ سے خداوند تعالےٰ کی درگاہ کا مقرب اور مقبول ہوجاتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دراصل حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ کی محبت ہے۔ اور آپ کی محبت کے علامات میں سے ایک یہ علامت ہے کہ آنحضرت کی روح پُرفتوح پر ہمیشہ درود اور صلوٰہ نہایت عجز و اخلاص سے پہنچاتا رہے۔ تاکہ محبت اور اخلاص کی قدر پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت سے فیض یاب ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کے فیض و رحمت کے قابل ہو +
کتاب المصابیح میں مرقوم ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص ایک بار مجھ پر درود پڑھے۔ خداوند تعالےٰ دس بار اُس پر رحمت بھیجتا ہے۔ اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جب بندہ مومن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ ایک فرشتہ کو مقرر فرماتا ہے۔ تاکہ فی الفور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے پاک روضہ پر حاضر ہو کر کہے۔ کہ اے رسول اللہ فلاں شخص فلاں آدمی کے بیٹے نے تجھ پر ایک بار درود بھیجا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کمال فرحت و خوشنودی سے جواب میں فرماتے ہیں۔ کہ اگر اُس نے ایک دفعہ مجھ پر درود بھیجا ہے تو دس بار میری طرف سے اُس پر صلوٰۃ پڑھ +
پس وہ نہایت خوش گھڑی ہے کہ تیرا اسلام اور تسلیمات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچ جائے۔ اور کیا ہی نیک بختی اور خوش قسمتی ہے۔ کہ تیرا جذبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد اور اُن کے جواب باصواب سے سرفراز ہوجائے +
حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سب سے زیادہ مقرب قیامت کے دن میرے لئے وہ شخص ہوگا جو مجھ پر بہت دفعہ درود بھیجے۔ خاصکر جمعۃ المبارک کی رات کو اور جمعہ کے دن کو تو بہت ہی دفعہ درود پڑھے +
قال النبیّ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم من صلیٰ علیّ وعلیٰ الہٖ الیٰ مائۃ مرّۃ لیلۃ الجمعۃ غفر اللہ لہٗ ذنوب عشرین سنۃ ومن

Marfat.com

صلی علیّ وعلیٰ آلہ یوم الجمعۃ مائۃ مرۃ غفر اللہ ذنوب مائۃ سنۃ
جس نے مجھ پر اور میری آل پر جمعہ کے دن ایک سو بار درود پڑھا۔ اُس کے ایک سو برس کے گناہ معاف کئے گئے) اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جمعہ کی رات کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس رات میں خود بنفس نفیس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درود کو سُنتے ہیں ÷

اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ایک ہزار بار درود پڑھے وہ تب تک نہیں مرتا۔ جب تک اپنی جگہ بہشت میں نہیں دیکھ لیتا ÷

اور جو شخص جمعہ کی رات میں ہزار بار درود اور دو رکعت نماز اور ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ دفعہ آیت الکرسی اور گیارہ دفعہ سورۂ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد ایک سو بار اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ پڑھے۔ تو ضرور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا۔ اور جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے اُس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی ÷

پس کونسی سعادت اس سے بڑھ کر اور کونسی عبادت اس سے خوشتر ہوگی۔ کہ ایک سعادت مند بندہ اس کی کمالیت کے ذریعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جہان کے آراستہ کرنے والے جمال اور خوبصورت چہرہ سے شرف یاب ہو۔ اور اس دولتِ عظمےٰ کے پانے سے دین و دُنیا کا سعادتمند ہو جائے ÷

اگر خداوند تعالےٰ توفیق دے تو چار رکعت نماز عبہر ادا کرے۔ حضرت عمر بن خطاب و امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔ جس وقت ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دیدار فیض آثار کے مشتاق ہوتے ہیں۔ تو مذکورہ بالا نماز پڑھتے ہیں۔ اور آپ کے دیدارِ مبارک کا عالمِ خواب میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور نماز عبہر چار رکعت ہے ایک ہی سلام سے۔ اگر دن کا وقت ہو تو دو سلام سے ادا کرے۔ اور ہر رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد اِنَّآ اَنْزَلْنَا دس مرتبہ اور کلمہ تمجید پندرہ مرتبہ اور رکوع میں مسنونہ تسبیح کے بعد کلمہ مذکور دس دس اور قومہ میں تین مرتبہ اور سجدہ میں تسبیح مسنونہ کے بعد مذکورہ بالا کلمہ پانچ مرتبہ پڑھے۔ اور جلسہ میں کچھ نہ پڑھے۔ ایسے ہی دوسرے سجدہ میں پانچ مرتبہ۔ جب نماز ختم کر چکے تو کسی سے بات نہ کرے

Marfat.com

اور سورہ فاتحہ دس مرتبہ پڑھے۔ اور ایک مرتبہ مفصلہ ذیل دُعا کہے :۔

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ھُوَ اَھْلُہٗ ؂

اِس نماز کے اَور بھی بہت سے فضائل ہیں۔ لیکن اس مقام پر مختصر طور پر اتنے پر ہی قناعت کی جاتی ہے ؂

الحال پھر اصلی مُدعا کی طرف رجُوع کی جاتی ہے۔ اور درود شریف کی حقیقت میں عزبانِ قلم کو شیریں کیا جاتا ہے ؂

جاننا چاہئے کہ سب سے بڑھ کر سعادت اور بہتر عبادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درُود بھیجنا ہے۔ اس لئے کہ بہت درُود بھیجنے سے آنسرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت جو تمام سعادتوں کی سردار ہے، غالب آتی ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے انسان خداوند تعالےٰ کی پاک درگاہ میں قبولیت درجہ پاتا ہے۔ اور درود شریف کی برکت سے سب سئیات (گناہاں) حسنات (نیکیوں) سے بدل جاتے ہیں ؂

کہتے ہیں، کہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جہاد کو تشریف لے جانے لگے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت ساتھ تھی۔ خیمہ میں اُترے اور آپ نے کھانا مانگا۔ ایک روٹی جَو کی موجود تھی۔ وہ حاضر کی گئی۔ فرمایا کچھ لگاوُن (لازمہ سالن) بھی ہے؟ دوستوں نے عرض کیا کہ کچھ نہیں ؂

اتفاقاً ایک شہد کی مکھی اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کے سروں پر گھوم رہی تھی اور بڑے زور سے بھنبھناتی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! یہ مکھی کیوں اس قدر شور مچاتی ہے فرمایا) یہ کہتی ہے کہ ہم مکھیاں کے بیقرار اور ملول ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روٹی کو بغیر لگاوُن کے کھاتے ہیں۔ اور حالانکہ ہم نے اسی پڑوس کے پہاڑ میں شہد تیار کر رکھا ہے۔ لیکن اس کے یہاں لانے وسائل اور طاقت ہم میں نہیں ہے۔ کسی بلاتی ہیں، کہ وہاں سے شہد لاوے ؂

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اٹھ کھڑے ہوئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا چوبی پیالہ اپنے ساتھ لیا۔ اور مکھی کے پیچھے پہاڑ کی طرف گئے۔ مکھی اس غار میں چلی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس کا تعاقب کیا۔ نہایت صاف مصفا شہد دیکھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا۔ آپ نے وہ شہد دوستوں

Marfat.com

میں بانٹ دیا۔ اور سب کو حصہ مل گیا۔ لیکن وہ شہد کی مکھی ویسی ہی بھنبھنا رہی تھی۔ صحابہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا سبب دریافت کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ کہ ہمارے ساتھ سوال و جواب کر رہی ہے۔ میں نے اُس سے پوچھا ہے، کہ تمہاری خوراک کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا ہے۔ کہ اے اللہ کے رسُول اُس پہاڑ اور بیابان میں کڑوے پھُول، اور بے مزہ پتے ہم کھاتی ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ جب تمہاری خوراک ایسی کڑوی اور بے مزہ ہے تو ایسا صاف و مصفّا اور شیریں شہد کیونکر ہے۔ تو اُس نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسُول ہمارا ایک امیر اور سردار ہے۔ جس کے ہم سب تابع ہیں۔ جب ہم پھُولوں کی رس چوسنے بیٹھتی ہیں۔ تو ہمارا امیر آپ پر درود بھیجنے کے لئے زبان کھولتا ہے۔ ہم سب اُس کے ہم آواز ہوتی ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درُود بھیجتی ہیں۔ وہ تلخ پھُول اور بے مزہ پتے درُود شریف کی برکت سے ہمارے حلق میں شیریں ہو جاتے ہیں۔ اور شہد نہایت صاف و مصفّا ہو جاتا ہے۔ اسی سبب سے لوگوں کے درد کی شفا اُس میں ہے ؎

جس حالت میں کہ شہد مکھیاں صدق و اخلاص سے درُود پڑھتی ہیں تو اُن کی غذا کی تلخی شیرینی سے بدل جاتی ہے۔ پھر اگر مومن بندہ بھی درُود صلوٰہ کا تحفہ، اُس موجودات کے باغ کے سردار کی پاک رُوح پر، محبت و اخلاص بھیجے گا۔ تو اُمید ہے کہ اُس کے سب گناہ نیکیوں سے تبدیل ہو جاویں گے۔ اور اُس کے ذریعہ سے رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقرب اور درگاہ الٰہی کا واصل ہو گا +

حدیث قدسی میں وارد ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو وحی کی! کہ اے موسےٰ کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ میں اُس سے بھی زیادہ تر نزدیک ہوں کہ جس قدر تیری زبان میں تیرا کلام ہے۔ یا تیرا اندیشہ تیرے دل میں ہے یا جیسا کہ تیرے بدن کا تیرے رُوح کے ساتھ۔ یا تیری آنکھوں کے نور تیری آنکھ کے ساتھ۔ یا تیری شنوائی کو تیرے کانوں کے ساتھ۔ یا تیرے آب دہن کو تیرے دہن کے ساتھ۔ یا تیری آنکھ کی سیاہی کو اس کی سفیدی کے ساتھ ہے ؎

موسےٰ علیہ السلام عرض کیا :-

اے خداوند میری عرض تیری جناب میں یہی ہے کہ میں تیرا نہایت ہی مقرب

ہو جاؤں گا تب خداوند تعالےٰ نے فرمایا کہ اے موسےٰ، حضرت محمدؐ رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر بہت درود بھیجا کر۔ تاکہ یہ دولت تیرے نصیب ہو۔ اور بنی اسرائیل کو میرا یہ پیغام پہنچا دے۔ کہ جو شخص مجھ سے ملاقات کرے اس حال میں کہ وہ حضرت محمدؐ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر ہو۔ اس پر شعلۂ دوزخ کو مقرر کروں گا۔ اور اپنے دیدار سے اُسے محروم رکھوں گا۔ تاکہ میرے دیکھنے کی سعادت نہ پا سکے۔ اور کوئی فرشتہ اُس پر رحم نہ کھائے۔ اور کوئی پیغمبر اُس کی شفاعت نہ کرے۔ اور فرشتے اُس کو پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیں۔ جہاں کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے۔ اور کبھی وہاں سے چھٹکارا نہ پائے ۔

موسےٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ کہ اے خداوند محمدؐ کون ہے۔ کہ کوئی شخص اُس پر صلوٰۃ اور درود بھیجے بغیر۔ تیرے نزدیک تر اور قرب کی دولت کے قابل ہی نہیں ہو سکتا۔ خداوند نے فرمایا۔ کہ اے موسےٰ۔ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اُس کی اُمّت نہ ہوتی تو نہ میں بہشت کو پیدا کرتا نہ دوزخ کو، نہ سورج کو ظاہر کرتا۔ نہ چاند کو، نہ دن کو پیدا کرتا نہ رات کو، نہ ہی مقرب فرشتوں۔ نبیوں رسولوں کو۔ اور نہ تجھ کو اے موسےٰ۔ اگر تو محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار نہ کرے گا۔ اور اُس پر درود نہ بھیجے۔ تو تجھ کو دوزخ کی آگ میں جلا دوں۔ اگرچہ ابراہیم خلیل ہی کیوں نہ ہو ۔

موسےٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ کے بہت بزرگ ہونے کی میں نے گواہی دی۔ اور اُس پر بہت بہت درود بھیجتا ہوں۔ لیکن میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تو مجھے زیادہ دوست رکھتا ہے یا محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو۔ خداوند نے فرمایا۔ اے موسےٰ تو کلیم ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم حبیب ہے۔ اور میرے نزدیک کلیم سے حبیب زیادہ پیارا ہے

پس اس سے زیادہ نزدیک کوئی راستہ نہیں ہے کہ سالک کو اسی راستہ سے (قضاد قدر) قبول کریں۔ اور درود کی برکت سے حقیقی دولت کا دریچہ کھولیں۔ لیکن انسان کو لازم ہے کہ درود شریف پڑھنے کے وقت باوضو ہو۔ اور اُس کے تمام آداب بجا لاوے۔ یعنی جس وقت درود شریف شروع کرے۔ قبلہ کی طرف منہ کرے۔ اور نہایت تعظیم کے ساتھ بیٹھے اور پاک و صاف جگہ میں پڑھے۔ میلی جگہ راستہ پر اور کوچہ بازار میں نہ پڑھے ۔

Marfat.com

اور اپنے ظاہر اور باطن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب میں متوجہ کرے۔ اور اپنے دل کو آپ کی محبت میں دیدے۔ اور ان کے ذوق میں ڈوب جائے۔ کیونکہ کوئی بھی مزہ زیادہ تر شیریں اور کوئی بھی مٹھاس اس سے خوش تر نہیں ہے ؞

اور اگر حاصل ہو سکے۔ تو کچھ خوشبوئی بھی ساتھ رکھ لے۔ اور ایسا خیال باندھے کہ آپ حاضر ہیں۔ اور سُنتے ہیں۔ اور منتظر اور امیدوار رہے۔ تاکہ درود شریف کے ذریعہ سے آنحضرت کی پاک جناب سے فیض پہنچے۔ اور دنیا و دین میں سعادت مند ہو۔ اور درود شریف سے فارغ ہوکر نہایت عجز و نیاز کے ساتھ پڑھے ؞

یا رسول اللہ انت سیّد المرسلین وانت شفیع المذنبین وانت هادی المضلین انا عاجز مسکین لا مغاذی ولا ملاذی سواك یا رسول اللہ انظر الی احوالی بعین الکرمت واعطی مائدۃً من نوالی حضورك ؞

اے اللہ کے رسول تو تمام رسولوں کا سردار ہے، تو سب گنا ہگاروں کا شفاعت کرنے والا ہے۔ تو گمراہوں کو صراط مستقیم دکھانے والا ہے۔ میں عاجز و مسکین ہوں۔ کوئی بازگشت کی اور پناہ کی جگہ تیرے سوائے نہیں ہے۔ اے اللہ کے رسول میرے احوال کی طرف دیکھ بزرگی کی آنکھ سے۔ اور اپنے مبارک حضور کے دسترخوان سے مجھے عطا فرمانا۔ آمین آمین ثم آمین ؞

اشعار

کجائی اے رسول اللہ کجائی ۔۔۔ چرا در دیدۂ تارم نیائی
منم مشتاق با صد آرزو ہا ۔۔۔ چہ خوش باشد دیدارم نمائی
بہ بوئیت زندہ ام ہر جا کہ ہستم ۔۔۔ بہ دیدت آرزومندم کجائی

(اے اللہ کے رسول تو کہاں ہے۔ تو میری تاریک آنکھوں میں کیوں دکھائی نہیں دیتا؟ میں سینکڑوں آرزوں کے ساتھ تیرے دیدار کا مشتاق ہوں۔ پھر میری کیا ہی خوش قسمتی ہو۔ کہ تو مجھے اپنا جمال دکھاوے ؞ میں جہاں ہوں تیری ہی خوشبو سے زندہ ہوں۔ تیرے دیدار کا آرزومند ہوں تو کہاں ہے؟) ؞

اور اللہ تعالے کا درود اور سلام اس پر اور اسکی آل پر اسکے صحابہ اور تابعین پر ہو۔ آمین ثم آمین ؞

Marfat.com

دوسرا مقصد

اس میں مفصلہ الذیل امور کا بیان ہے

(۱) نفس کشی ٭

(۲) نفس سے لڑائی ٭

(۳) اپنی حقیقت یا اصلیت کو پہچاننا ٭

(۴) تقسیم اوقات ٭

(۵) قرآن پڑھنے کے فضائل ٭

(۶) تہذیب اخلاق ٭

(۷) نفس کشی اور اس کے ساتھ لڑائی کے کئی ایک دیگر فائدے ٭

جان اے عزیز! قضا و قدر نے روح لطیف کو کہ جسم کثیف میں پھنسا دیا ہے۔ اور اس بے گھونسلہ پرندے کو اس تنگ و تاریک پنجرے میں ڈال دیا ہے۔ تو اس کا اصل یہ ہے۔ کہ اس ذرہ خاک کو محنت کشی کی کٹھالی میں گلا کر اپنی مانند پاک و صاف کر۔ اور ہمیشہ کی توجہ کے ساتھ طاعات اور عبادات کے ذریعہ سے اس کو مجلاّ و مصفا کرے۔ تاکہ بمصداق آیہ کریمہ اِنّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (میں اپنا نائب زمین میں بنانے والا ہوں) وہ نہایت کے قابل ہو جائے۔ اور فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (تو میرے خاص بندوں میں بلکہ بہشت میں داخل ہو جا) کے سزاوار بن جائے۔ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ ریاضت اور مشقت کے سوائے قضا و قدر نیک بختی کا راستہ نہیں دکھاتے۔ اور محنت اور عبادت کے بغیر فتوحات کے دروازے نہیں کھولتے۔ جس طرح پر کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (یعنی جن لوگوں نے خدا کے راستہ میں مجاہدہ کیا، ان کو ہم اپنا راستہ دکھاتے ہیں) ٭

Marfat.com

یہ بات کاملانِ اہلِ معانی کے نزدیک تحقیق شدہ ہے کہ جو چیز بیش قیمت ہے وہ بغیر بہت سے رنج اور محنت کے ہاتھ نہیں آتی۔ اور جو چیز سہل اور کم قدر ہو، وہ تھوڑی سی کوشش سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ دُکھ و تکلیف کا بوجھ سوائے جوانمردوں کے کوئی اُٹھاتا۔ اور سعادت کا خزانہ تکلیف اُٹھائے بغیر قبضہ میں نہیں آتا۔ اور رسمی طاعت اور عادی عبادت سے یہ مشکل حل نہیں ہوتی۔ اس لئے (خالص) بندگی میں کمر ہمت چست باندھنی چاہیئے اور اپنے وجود کے شیشہ کو ریاضت اور نیک اعمال کی رہتی سے، بشری مَیل سے پاک و صاف کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے اپنے دیدار کا وعدہ نیک اعمال پر منحصر رکھا ہے۔ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (پس جو شخص اپنے پروردگار کے دیدار کی امید رکھتا ہے، اس کو چاہیئے کہ نیک عمل کرے، اور اپنے رب کی عبادت میں کسی ایک کو بھی شریک کرے) +

پس عقلمند آدمی کو لازم ہے کہ کسی وقت بھی اپنے رب کی عبادت سے آرام نہ کرے کہ انسان کی بزرگی اور بلند درجہ کا حصول، خدا کی بندگی کے لوازمات کے ادا کرنے پر ہی موقوف ہے۔ اگر بندہ بندگی میں قصور کرے اور اختیار کی باگ نفس و شیطان کے ہاتھ میں دیدے۔ تو ایسا بندہ چوپایوں اور حیوانوں سے بدتر ہے +

قولہ تعالیٰ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ (وہ لوگ چارپایوں (مویشی) کی طرح ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ وہی لوگ غافل ہیں) اس لیے کہ جو ان کی پیدائش کا مقصود تھا، وہ حاصل نہ کیا +

اگر طاعت گذاری اور فرمانبرداری پر جیسا کہ حق ہے ٹھیرا رہے۔ اور اپنے اوقات کو ایسی وجہ پر کہ سوائے اس کے مصروف نہیں ہو سکتا۔ تنگ رکھے۔ اور مقام اعلےٰ علیین کا صدر نشین ہو جائے۔ تو فرشتوں سے بھی بزرگ ہو جائے۔ کیونکہ فرشتوں میں شہوت اور حرص پیدا نہیں کی گئی۔ اور انسان کی طبیعت میں عقل و حرص دونوں رکھے گئے ہیں۔ اگر عقل و حرص کو ہوا پر غلبہ دے کر، خدا کے راستہ میں لگ جائے۔ اور حق سبحانہٗ تعالےٰ کی خوشنودی اور رضامندی میں کوشش کرے۔ اور فرشتوں سے بھی زیادہ بزرگ ہو جائے +

Marfat.com

پس جو شخص مجاہدہ اور نفس کشی کو اپنا کام سمجھ لے۔ اور خواہشوں کے دروازے اپنے پر بند کر دے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ اے میرے فرشتو! دُنیا میں میرے مومن بندہ کی طرف نگاہ کرو۔ کہ اُس کو میں نے کھانے پینے میں گرفتار کیا۔ اور ہر ایک قسم کی شہوات کو اس پر مقرر کر دیا۔ اور اُس نے محض ہماری رضا مندی کیلئے اپنی خواہشات کو چھوڑ دیا۔ اور نفس کی لذات سے منہ موڑ لیا ہے۔ اور میرا مطیع اور حکم بردار غلام بن گیا ہے +

صاحب کشف المحجوب قدس سرہٗ نے کہا ہے۔ کہ ہر ایک آدمی کو ہمیشہ دو دو دعوتیں ہوتی رہتی ہیں، ایک تو عقل سے اور دوسری حرص و ہوا سے۔ جو شخص عقل کی دعوت کے تابع ہو جاتا ہے۔ وہ ایمان کی خلعت (سرِ پا) سے عزت پاتا ہے۔ اور جو شخص حرص و ہوا کے بلانے میں آکر پکڑا جاوے وہ اسی میں ڈوب جاتا ہے۔ اور حرص و ہوا سب کی سب نفس امّارہ کی خواہش سے ہے۔ لیکن اس حرص و ہوا کو ریاضت اور عبادت کے سوائے اور کوئی توڑنے والا نہیں ہے +

اِس شخص پر لاکھ آفرین، جو اپنے نفس کی ہوا پر غالب آتا ہے۔ اور اپنی حقیقت کو پہچانتا ہے۔ اور اپنے وجود کی طاقت کو معلوم کرتا ہے۔ کہ بنی نوع انسان کو کس فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور یہ سب عجائب و غرائب اُس میں کس لیئے رکھے گئے ہیں۔

ہاں جس کو انہوں نے نوازا۔ اُس کو واقف کر دیا

کاملانِ طریقت نے کہا ہے، کہ اپنے تئیں پہچان۔ تاکہ تو خدا کو پہچانے۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچانا۔ بےشک اُس نے اپنے پروردگار کو پہچانا +

اور نفس کی شناخت یہ ہے کہ آدمی جان لے۔ کہ میری پیدائش ایک بے قدر گندہ پانی کی بوند سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں فرمایا ہے۔ اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِينٍ یعنی کیا ہم نے تمہیں خوار پانی سے پیدا نہیں کیا؟

اور یہ وجود انسانی جو چار مخالف عنصروں کے ملاپ سے مرکب ہے۔ تو تو ایک ذات جامع الکمالات ہے جس نے مٹی۔ ہوا۔ پانی اور آگ اپنی قدرت کاملہ سے باہم آمیز کر دیا ہے۔ اور ان چاروں چیزوں کو جوڑ کر ایک جسم بنا دیا۔ اور اُس

Marfat.com

جسم کو روح سے زندہ کر کر پرلے درجہ کے حسن و جمال سے اُسے آراستہ کر دیا۔ اور اس جسم میں دس حصّوں پیدا کیا جس میں پانچ ظاہری اور پانچ باطنی +

ظاہر کے پانچ یہ ہیں (۱) دیکھنے کی حس (۲) بولنے کی (۳) چکھنے کی (۴) سننے کی (۵) مس کرنے یا چھونے کی +

اور اندر کی پانچ یہ ہیں۔ عقل۔ وہم۔ خیال۔ سمجھنے کی طاقت۔ یاد رکھنے کی طاقت ان سب چیزوں کی جسم میں ایک جگہ جمع کر کر انسان کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اور آیت کریمہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی "ہم شاہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں" کے خلعت سے مشرف کیا۔ اور بمصداق نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ یعنی مَیں نے اُس (انسان میں اپنی روح میں سے پھونکا۔ پھر سب (فرشتوں) نے اُس کو سجدہ کیا" کے اکرام سے مکرم کیا۔ اور اپنی عظیم الشان بخششوں سے اس کو سرفراز کیا۔ اور قسم قسم کی عنایتوں سے بہرہ مند کیا۔ اور بندگی کے لئے حکم فرمایا +

جب بندہ نے عبودیت کو تحقیق کر لیا۔ کہ مَیں بندہ ہوں۔ اور وہ پاک خدا میرا پروردگار ہے۔ جو کمال درجہ کی صفتوں سے آراستہ ہے۔ جس نے ایسی عمدہ چیزیں مجھ میں، میری سرشت میں رکھ دی ہیں۔ اور مجھے اپنی عبادت کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا ہے:۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ (اے لوگو! تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ جس نے تم سب کو پیدا کیا) +

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ (اور ہم نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا۔ مگر عبادت ہی کے واسطے) +

پس جس شخص نے ان مطالب کو یقین دل سے جان لیا۔ اُس نے اپنی ذات کو بندہ ہونا اور خداوند تعالےٰ کو اپنے پروردگار ہونا مان لیا +

اب اپنے اصل حقیقت پر ایک نظر ڈال۔ اور جان کہ کیا چیز ہے۔ کہاں سے آیا۔ کس مطلب کے لئے آیا۔ اور پھر کہاں جائے گا۔ اور انسان کے اندر ان سب عجائبات کے پیدا کرنے کا کیا باعث ہے +

چنانچہ اس مطلب کو مختصر طور پر عمدہ مثالوں سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ تاکہ نیک بخت

آدمی اپنے ظاہر و باطن کو اللہ تعالےٰ کی عبادت سے آراستہ رکھے۔ اور خدا کی نزدیکی کے قابل ہو جائے ؛

جاننا چاہیئے کہ خداوند تعالےٰ نے انی جاعل فی الارض خلیفہ (میں زمین میں اپنا نائب مقرر کرنے والا ہوں) لطیفہ رُوح کو اپنی کمال قدرت کاملہ سے وجود انسانی کی سلطنت کا خلیفہ و حاکم بنایا۔ اور انسانی ملک کی محافظت اور ایمانی دولت کی حراست اور پاسبانی کا حکم فرمایا۔ اور عقل کامل کو جو ہر نیک کو بد سے جُدا کرنے والی ہے۔ اُس کا وزیر اور مشیر قرار دیا۔ اور نفس امّارہ اور شیطان بدکارہ جو پرلے درجہ کے باغی اور سرکش ہیں، اس کے دشمن اور ڈاکو بنایا۔ اور لشکر ظاہری و باطنی۔ اندرونی و بیرونی کو اس کے تابع کر دیا۔ تاکہ بادشاہ اپنے بے نظیر وزیر کے صلاح و مشورہ سے اپنی بادشاہت پر حکومت کرے۔ اور اپنے بدن کے تمام لشکر اور رعیت کو کج روی اور ہوا پرستی سے درستی اور خدا پرستی کے راستہ پر لائے۔ اور انسانی وجود کی بادشاہت کی جو انوار غیبی کا گنجینہ اور اسرار لاریبی کا خزینہ ہے۔ طاعت، عبادت اور مراقبہ میں بہت ذکر کرنے سے نورانی رکھے۔ اور اہلکاروں کے تمام لشکر کو، خدا کے دشمنوں کا فریب کھانے سے بچا کر اپنے کام میں مشغول رکھے۔ چنانچہ ظاہری لشکر ہاتھ پاؤں۔ ناک کان۔ زبان اور بدن کے دیگر اعضا ہیں۔ ان سب کو طاعت اور عبادت کے زیور سے آراستہ رکھے۔ اور ہر ایک عضو کو خدا کا حکم قبول کرنے کے لائق بنائے۔ تاکہ اُس کا وجود خدا کی رحمت کے قابل ہو جائے۔ اور انسانی اوصاف سے ترقی کر کر فرشتوں کی صفتوں تک پہنچ جائے۔ اور تخلقوا باخلاقِ اللہ کے رتبہ پر سرفراز ہو جائے ؛

معنوی یا اندرونی لشکر، باطنی حسّیں ہیں، جیسے قوت تخیلہ۔ قوت حافظہ۔ قوت مدرکہ۔ قوت اندیشہ۔ ان سب کو ایک طرف لگائے۔ اور جھوٹی تدبیروں اور ما سوائے اللہ کے خیالات سے نجات پا کر سب باطنی یعنی ذکر و فکر۔ مراقبہ اور خطروں کے دور کرنے میں مشغول کرے تاکہ باطن کی بادشاہت غیروں کے شور و غل سے جن کا نام حدیث نفس ہے خالی ہو۔ اور الٰہی فیوضات کے کرنے کے قابل ہو جائے اور نہ دشمنوں کی فوج کو زک ملے۔ جب ظاہر و باطن خدا کے نور سے منور ہو جائے۔ تو ان دونوں فوجوں کی مدد اور اعانت سے سعادتوں کے خزانے جمع کر کر اپنے اصلی مطلب کے راستہ کی منزلوں

Marfat.com

کو طے کرے۔ اور قربِ الٰہی کی سعادت کو پہنچے۔ اور ذخیروں کے درہم برہم کرنے۔ اور ظالم نفس کی کدورت سے بچ کر خداوند تعالےٰ عزّ اسمہٗ کے جمال کے نظارہ سے بہت حصّہ پائے۔ اور نہایت خوشی و آرام سے، اس فانی دُنیا اور اندھیری گلی سے صحیح و سالم گذرے ۔

اور اگر وزیر عقل نفس و شیطان کے تابع ہو جائے اور غفلت اختیار کرے اور تمام مثلاً حرص و ہوا۔ شہوت۔ تکبّر۔ بخل۔ حسد۔ سخن چینی۔ خود بینی جو کل بدبختیوں کی متاع ہے غالب آجائے۔ اور عنصری مُلک کا بادشاہ نحیف اور کمزور ہو جائے تو جسم کے شہر کا تمام لشکر اندرونی و بیرونی گمراہ ہو جائے۔ اور ابدی سعادتوں کے ذخیروں سے محروم رہ جائے اور مقصود کا راستہ اس پہ بند ہو جائے۔ اور جسم کی بادشاہت دشمنوں اور ڈاکوؤں کے قبضہ میں آجائے۔ اور خراب و ویران ہو جائے۔ لیکن میرے سرمایہ کا اصل حصول محبت کا کام ہے۔ جب تک کہ خداوند تعالےٰ کی کمال درجہ تک محبت نہ ہو اور انسان سلوک کے میدان میں قدم نہ رکھے (تب تک) اس سلطنت کی حقیقت کو نہیں پائیگا۔ اور بدن کے شہر کو دشمنوں کی فوج کے حملوں سے نہ بچا سکے گا ۔

پس ہرگز ہرگز اپنی حقیقت۔ سلطنت۔ رُتبہ۔ اور بزرگی سے تو غافل نہ رہ! کیونکہ خداوند تعالےٰ نے تجھ کو تمام مخلوقات سے زیادہ بزرگ اور اشرف بنایا۔ اور تیرے وجود کی بادشاہت کا تجھ کو بادشاہ کیا۔ اور سعادتوں کے خزانے جمع کرنے کے لئے، اندرونی اور بیرونی، افواج تیرے سپرد کیں۔ اور تجھ کو اپنی طرف بُلایا۔ تاکہ فرش زمین سے اعرش بریں تک پہنچ جائے۔ اور اس خالق بے ہمتا کی نزدیکی کی نیک بختی کا شرف تیرے نصیب ہو ۔

پس نیک بختوں کی ایک یہ نشانی ہے، کہ انسان اپنے تمام اعضائے ظاہری اور حواس باطنی کو اس کام میں اکٹھا کرے۔ اور کسی وقت بھی اپنے تائیں عبادت اور یادِ خدا سے خالی نہ رکھے۔ اور اپنے ظاہر و باطن کو بندگی اور فرمانبرداری کے کام میں لائے۔ اس لئے کہ سب سے بڑھکر بزرگ وہی شخص ہے جو اپنی تمام ہمت کو ظاہری اور باطنی صفائی میں مصروف رکھے۔ اور اپنی عزیز عمر کو غفلت اور گناہگاری کا سرمایہ نہ بنائے کیونکہ ایمان کا درخت یادِ خدا کے سوائے مضبوط اور مستحکم نہیں ہو سکتا۔ اور دین اسلام کا کارخانہ

Marfat.com

بغیر عبادت رونق پذیر نہیں رہ سکتا۔ جب قضاء و قدر کسی سعادتمند کو اُس اعلےٰ علیین مقام پر پہنچاتے ہیں۔ تو اِن تمام سعادتوں کا اُسے حصہ دیتے ہیں۔ اب جس شخص کو اُس مطلب کی آرزو ہو۔ کہ نیک بختیوں کے خزانے جمع کرے تو اُس کو لازم ہے کہ اِس راستہ میں مضبوط قدم رکھے۔ اور اپنے رات و دن کے تمام وقتوں کو یادِ خدا میں محفوظ رکھے۔ اور اِن وقتوں میں سے ہر ایک وقت کو اُس ترتیب سے جو آگے بیان کی جاتی ہے۔ خداوند تعالےٰ کی عبادت میں صرف کرے۔ تاکہ اِس عزیز اور لاثانی وقت کا کوئی حصہ بھی بے فائدہ اور رائیگاں نہ جائے۔ جس کے تلف ہو جانے کی آخر کار اُس کو حسرت اور شرمندگی ہو۔ جب آدھی رات گذر جائے تو جاگ پڑے۔ اور تازہ طہارت (وضو وغیرہ) کر کر تحیۃ الوضو کی دو رکعت پڑھے۔ اور نماز تہجد میں مشغول ہو جائے +

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَانِ فِی جَوْفِ اللَّیْلِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا (رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کے جوف کی دو رکعت تمام دُنیا و مافیہا سے بہتر ہیں) +

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تہجد پڑھے، مَیں اور وہ دونوں ایک ساتھ بہشت میں جاوینگے۔ اور وہ قیامت کے دن پورے ایک ہزار آدمی کی شفاعت کریگا۔ اور جب وہ قبر سے اُٹھے گا۔ اس کا تمام چہرہ سُورج سے بھی زیادہ روشن ہو گا +

ایک گروہ نے خواجہ جنید بغدادی قدّس سرہٗ کو اُن کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ بہشت کیسا سلوک کیا۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ اُن تمام عبادتوں نے کچھ بھی نفع نہ دیا۔ مگر وہ دو رکعتیں نماز کام میں آئیں۔ جو آدھی رات کو ادا کی جاتی تھیں +

جاننا چاہیئے کہ نماز تہجد کم از کم چار رکعتیں ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہر ایک رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۂ یٰسین۔ سورۂ مزمّل۔ سورۂ اخلاص یہ سے جس کی توفیق پائے پڑھے۔ لیکن سورۂ یٰسین کا پڑھنا افضل واقعہ ہؤا ہے +

بزرگوں کا قول ہے کہ سورۂ یٰسین قرآن کریم کا دل ہے۔ اور جب کہ قرآن کریم کا دل، مومن کا دل، رات کا دل باہم جمع ہوں۔ اُس وقت بہت سی فتوحات کی کشائش

حاصل ہوتی ہے انسان کا دل روشن اور نورانی ہوتا ہے +

نماز تہجد کے ادا کرنے کے بعد اُسی مصلّے پر بیٹھے اور نہایت ہی عجز و انکسار کے ساتھ استغفار میں مشغول ہو - جو شخص اُس وقت استغفار چاہتا ہے - اللہ تعالےٰ رحمت کے صاف پانی سے اُس کے گناہوں کو دھو ڈالتا ہے - پھر اس کے بعد نیاز کے ہاتھ اُٹھا کر حق سبحانہٗ تعالےٰ کے فضل و کرم کے خزانوں اور رحمت کے دریاؤں سے مغفرت اور بخشش کا طالب ہو - کیونکہ ایسے وقت رحمت کے دروازے کھلے ہوتے ہیں اور لطف الٰہی کی ہوا چلنے لگتی ہے +

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ خداوند تعالےٰ حیا اور فضل و کرم کی تمام صفتوں سے موصوف ہے - جب کوئی بندہ اس کے حضور میں دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہے - تو اللہ تعالےٰ کو اِس بات سے شرم آتی ہے کہ اُس کے ہاتھوں کو اپنے فضل و کرم کے خزانوں سے خالی ہٹاوے - پس خداوند تعالےٰ کے نزدیک کوئی چیز دُعا سے بہت بزرگ نہیں ہے +

چنانچہ حدیث میں آیا ہے - لیس اکرم علے اللّٰہ من الدعاء - کہ کوئی چیز خدا کے حضور میں دُعا مانگنے سے زیادہ عزیز نہیں ہے لیکن انسان کو لازم ہے - کہ دُعا مانگنے کے آداب اور شرطیں بجا لاوے تاکہ بہت جلد قبول ہو +

جاننا چاہئے کہ سب سے زیادہ کامل ادب دُعا کے لئے توبہ - استغفار - اخلاص دل کو حاضر رکھنا - وجہ حلال کی روٹی کھانا - کپڑوں کو پاک رکھنا - با وضو ہونا - اور قبلہ کی طرف رُخ کر کے دونوں ہاتھ اُٹھانا - دو زانو ہو کر بیٹھنا ہے +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دُعا مانگتے دو زانو ہو کر قبلہ رُو بیٹھتے - اور اللہ تعالےٰ کی تعریف یا مدح - اور دُعا کے شروع اور اختتام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا - اور دونوں ہاتھوں کو ننگا کر کر اپنے کندھوں کے برابر لانا - اور نہایت عجز و نیاز - فروتنی - شکستگی اور بیچارگی کو عمل میں لانا - اور دُعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اور اولیاء اللہ اور صالحین کو اپنا وسیلہ بنانا اور دُعا میں بہت ہی مُبالغہ کرنا - کیونکہ خداوند تعالےٰ دُعا میں مبالغہ کرنے والوں کو بہت ہی دوست رکھتا ہے - اور دُعا سے فراغت حاصل کرنے کے بعد دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرہ پر پھیرنا +

Marfat.com

لیکن دعائے مانگنے میں جلدی نہ کرے۔ اور چونکہ خدائے تعالےٰ کا ارشاد ہے (قرآن مجید میں) کہ ادعونی استجب لکم "تم مجھ سے دعا مانگو! اور میں اُن کو قبول کروں گا" نا اُمید نہ ہوجائے۔ اگر دنیا میں دُعا کے منظور ہونے کا اثر نہ ہو گا۔ تو خدائے تعالےٰ اس جہان میں اپنے خاص ثواب کا خزانہ عطا فرمائے گا +

جب دُعا سے فارغ ہو۔ تو اپنے باطنی سبق یعنی ذکر و فکر میں مشغول ہو۔ کیونکہ نیک وقت کا نیک کاموں میں خرچ کرنا بہتر ہے اور سب سے نیک کام حق سُبحانہٗ تعالیٰ کی یاد ہے +

اگر نیند غلبہ کرے۔ تو مُنہ اور آنکھوں کو پانی سے دھوئے یا تازہ وضو کرے۔ تاکہ سُستی اور کاہلی ہٹ جائے۔ اگر کچھ دیر سو جائے۔ تو صبح سے پہلے جاگ پڑے۔ اور از سرِ نو وضو کرے اور اپنی اسی جگہ پر فجر کی سُنتیں ادا کرے اور یہ دُعا تین بار حضورِ دِل سے پڑھے:۔

یاحیّ یا قیوم یاحنان یامنان یا بدیع السمٰوٰتِ والارض یاذوالجلال والاکرام یامن لا اِلٰہ اِلّا انتَ اسئلک ان تحیی لقلبی بنورِ معرفتک یااللہ یااللہ یااللہ +

کیونکہ دل کے زندہ رکھنے کے لئے اس دعا میں بڑا اثر ہے۔ اور اگر فرصت ہو تو ایک سو بار یہ دُعا پڑھے:۔

سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ سبحان اللہ العظیم۔ استغفر واللہ وَ اتوب الیہ +

قال النبیّ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فِی المیزان الی الرحمٰن سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم وَبحمدہٖ +

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو کلمے خفیف ہیں زبان پر اور وہ بھاری ہیں وزن میں۔ قبول کئے جاتے ہیں خدا کی طرف سے پاک ہے اللہ ساتھ تعریف اپنی کے اور پاک اللہ بزرگ تعریف کیا گیا" +

اس کے بعد مسجد میں جائے۔ اور گھر سے نکلتے وقت آیۃ الکرسی پڑھے جو شخص

Marfat.com

گھر سے نکلتے وقت آیۃ الکرسی پڑھے۔ اللہ تعالےٰ ستر ہزار فرشتوں کو بھیجتا ہے تاکہ اس کے لئے دُعائے استغفار کریں۔ اور اس کے گھر کو واپس آنے تک آگے اور پیچھے سے اس کی نگہبانی کریں۔ اور یہ ایک بہت ہی بزرگ عبادت ہے ❊

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ثواب کے رُو سے آیت الکرسی سے بڑھ کر کوئی آیت بزرگتر نہیں ہے۔ اِس آیت کے نزول ہونے کے وقت ستر ہزار فرشتے جبرائیل علیہ السلام کے ہمراہ آئے تھے +

جب مسجد کے دروازے پر پہنچے تو اندر جانے کے وقت یہ دُعا پڑھے :-

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَجْہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ❊

پہلے دائیں پاؤں کو مسجد میں رکھے اور کہے :-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ ❊

اور جب مسجد کے اندر جائے تو یہ دُعا پڑھے :-

بِسْمِ اللّٰہِ دَخَلْنَا عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے جو شخص نماز باجماعت کو دوست رکھے۔ خداوند تعالےٰ اس کو دوست رکھتا ہے اور نماز باجماعت کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں ہیں اور بے شمار ثواب ہے +

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے جس کی نماز باجماعت فوت ہوتی۔ وہ سات روز کا ماتم کرتا۔ اور اگر تکبیر اولےٰ فوت ہوتی۔ تو تین دن ماتم کرتا ❊

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا۔ کہ ایک آدمی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ لیکن جماعت میں حاضر نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ وہ دوزخی ہے۔ چنانچہ ایک ماہ تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال ہوتا رہا اور یہی جواب ملتا رہا +

اور نیز حدیث شریف میں وارد ہے کہ گویا ایک شخص نے اتنی نمازیں ادا کی ہوں جتنی میری تمام اُمت نے کی ہیں۔ اور اسی قدر اُس نے روزے۔ زکوٰۃ۔ اور تمام عبادتیں

Marfat.com

ادا کی ہیں - اگر جان بوجھ کر سنّت جماعت کا تارک ہو - تو قیامت کے دن مالک کو حکم ہوگا - کہ اس شخص کو دوزخ میں ڈالیں - اور اُلٹا کر دیں - اور اس کو یہ نہ پوچھیں کہ تو کہاں تھا اور یہ کیا کہتا ہے - اللہ تعالےٰ دنیا و آخرت میں اس پر رحمت کی نظر نہ کرے گا اور اس کی توبہ قبول نہ کرے گا +

اس کے بعد انہوں نے عرض کی - کہ اے اللہ کے رسول - اگر وہ شخص نماز فرض ادا کرے تو اس کا کیا حال ہوگا ؟ فرمایا - کہ اگرچہ اکیلے پن میں نماز فرض پڑھا کرے - جبتک کہ جماعت میں حاضر نہ ہو - اس کی جگہ دوزخ میں ہی ہوگی +

اور کتاب محک الطالبین میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین علیہ السلام سے نماز باجماعت کی فضیلت کے باب میں دریافت کیا - اس کے جواب میں حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا :-

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر دو آدمی ایک جگہ مل کر نماز ادا کریں تو خدائے تعالےٰ ان دونوں میں سے ہر ایک کو ایک سو نماز کا ثواب عطا فرمائے گا - اور جب تین شخص ایک جگہ مل کر نماز ادا کریں تو اللہ تعالےٰ ہر ایک کو ان میں سے - ہر رکعت کے مقابلہ میں ۶۰۰ نماز کا ثواب عنایت فرمائے گا +

اگر چار آدمی جمع ہوں - تو ہر ایک رکعت میں ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک ہزار نماز کا ثواب ملیگا +

اور جب پانچ آدمی باہم مل کر نماز ادا کریں - تو ہر ایک کو ہر ایک رکعت کے مقابلہ میں دو ہزار ایک سو نماز ثواب ہوگا +

اور جب چھ آدمی ایک جگہ جمع ہو کر نماز ادا کریں - تو ہر ایک کے لئے ہر ایک رکعت کے مقابلہ میں چار ہزار چار سو نماز کا ثواب ہوگا +

اور جب سات آدمی ایک جگہ جمع ہو کر نماز باجماعت ادا کریں - تو ہر ایک کے لئے ہر رکعت کے مقابلہ میں سات لاکھ سات سو نماز کا ثواب ہوگا +

اگر آٹھ آدمی ہوں تو ہر ایک کے لئے ہر رکعت کے مقابلہ میں ایک کروڑ آٹھ سو نماز کا ثواب ہوگا +

اور جب نو آدمی ہوں - تو خداوند تعالےٰ ہر ایک کے لئے ہر ایک رکعت کے مقابلہ میں

Marfat.com

میں ستر کروڑ نو لاکھ نماز کا ثواب عطا کرے گا +

جب دس آدمی جمع ہوں اور مل کر نماز ادا کریں۔ تو حق سبحانہ تعالےٰ ہر ایک کو ہر ایک رکعت کے مقابلہ میں اسّی کروڑ دس لاکھ نماز کا ثواب دے گا +

اور جب گیارہ آدمی ہوں۔ تو اگر آسمان کے ساتوں سمندر اور ساتوں زمینیں سیاہی (روشنائی) ہو جائیں۔ اور چودہ طبق کاغذ ہو جائیں اور جہان کے سب درخت قلمیں ہو جائیں اور کل آدمی اور فرشتے لکھنے لگیں۔ تو ہر ایک کے ثواب کو ہرگز نہیں لکھ سکیں گے۔ اور اس ثواب کو سوائے خداوند تعالےٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ لیکن یہ ثواب کامل اُس وقت ہوتا ہے۔ کہ امام پرہیزگار ہو۔ جس شخص نے پرہیزگار امام کے پیچھے نماز پڑھی گویا اُس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ اور فرض۔ واجب۔ سنت۔ مستحب اور دیگر نماز کے آداب میں پوری پوری احتیاط کی جائے۔ اور حضور دل کے ساتھ پڑھے۔ کیونکہ اطاعت میں حضور ایسا ہی ہے جیسا جسم میں رُوح کہ الحضور فی الطاعت کالروح فی الجسد +

اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب جماعت میں حاضر ہو تو تکبیر اولےٰ کا ثواب پائے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اِس کی فضیلت میں یوں ارشاد فرمایا ہے۔ تکبیرۃ اولیٰ خیر من الدنیا وما فیہا (تکبیر اولےٰ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے) جو شخص ایسی دولت کو جو دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے، ہاتھ سے دے۔ وہ بڑا نادان اور پرلے درجہ کا زیاں کار ہے +

اور نماز فریضہ کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم من قرأت الکرسی وکل صلوٰۃ مکتوبۃ لم یمنعہ من دخول الجنۃ الا موت حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے اس کے اور بہشت کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے، مگر موت۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہر ایک فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی۔ اس کو سوائے موت کے اور کوئی چیز بہشت میں داخل ہونے سے مانع نہیں ہے +

اور ۳۳ بار سُبحان اللہ۔ اور ۳۳ بار الحمد شریف اور ۳۴ بار اللہ اکبر، جُدا جُدا

؎ من صلی خلف امام تقی فکانما صلی خلف نبی +

پڑھے اور ایک بار یہ دُعا پڑھے :-

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

اس کے بعد مراقبہ اور باطنی شغل میں مشغول ہو۔ کیونکہ علی الصباح ہی کام میں مصروف ہو جانا تمام دن کی بنیاد کو مضبوط کرنا ہوتا ہے۔ اگر وقت کے اول حصہ میں خلل پڑھ جائے اور ہرج واقعہ ہو جائے تو سارے کا سارا دن بے مزگی اور پریشانی میں گذر یگا ۔

جب تک مسجد میں موجود رہے۔ سوائے ذکر الٰہی کے دنیاوی مطالب کی بات نہ کرے ۔

حدیث شریف میں وارد ہے۔ مَنْ تَكَلَّمَ بِكَلَامِ الدُّنْيَا فِي الْمَسْجِدِ اَحْبَطَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَمَلَهٗ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً یعنی جس نے دنیا کے مطالب کی بات مسجد میں کی، خدا نے اس کی عمر کے گذشتہ چالیس برس کے نیک اعمال ضائع کیے ۔

جب سورج اچھی طرح نکل پڑے، تو دو رکعت نماز اشراق ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے پانچ دفعہ سورہ اخلاص پڑھے ۔

کہتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شیطان کو بہت ہی اداس اور دلگیر دیکھا۔ فرمایا کہ اے شیطان تجھے اس قدر رنج و اندوہ کس لیے دامنگیر ہوا ہے اُس نے جواب دیا۔ اے اللہ رسُول۔ ان لوگوں کے ہاتھ سے جو فجر کی نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ اور فوراً یادِ خدا میں بیٹھ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ سورج چڑھ جاتا ہے۔ تو اس وقت وہ نماز اشراق پڑھتے ہیں۔ اور یہ بھی شیطان نے کہا کہ اے اللہ کے رسول جب میں فرشتوں کے عالم میں تھا تو مَیں نے عرش بریں پر لکھا ہُوا پڑھا تھا۔ کہ جو شخص فجر کی نماز ادا کرے اور وہیں بیٹھ کر حق سبحانہٗ تعالیٰ کی یاد میں سورج نکلنے تک مشغول ہو۔ پھر نماز اشراق ادا کرے تو اس کے ستر ہزار گناہ بھی ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے بخش دیتا ہے۔ اور اس کو دوزخ کی آگ سے خلاصی دیتا ہے ۔

پس جو شخص یہ دو رکعت نماز ادا کرے۔ وہ ایسا ہی ہے کہ گویا اُس نے تمام دن خدا کی اطاعت اور عبادت کی۔ اور اُس کو اس قدر ثواب ملتا ہے جو لکھنے پڑھنے میں نہیں آتا ۔

اس کے بعد پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص

Marfat.com

پڑھے۔ اور پھر دُعا مانگے۔ اور خداوند تعالےٰ سے استعانت طلب کرے تاکہ اس تمام دن میں کسی قسم کی گناہ گاری اور بے فرمانی، وقوع میں نہ آئے۔

اس کے بعد اپنے مکان میں واپس ہو کر یاران اہل شوق، اور دوستان صاحب ذوق کے ساتھ جو ہمیشہ خدا کی جناب میں توجہ رکھتے ہیں، صحبت رکھے۔ اور جاہلوں اور عام لوگوں کے ساتھ جو غفلت میں مدہوش رہتے ہیں میل ملاپ رکھے۔ اس لئے نیک آدمیوں کی صحبت نیک کام سے اچھی ہے۔ اور بُرے لوگوں کی صحبت بُرے کام سے زیادہ بُری ہے خاصکر بتدی کو ان لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ جو مسخرا پن۔ گالیوں اور بیہودہ قصوں کے پڑھنے کے عادی ہیں۔ اور غافلوں اور بڑ بکواسیوں کی صحبت سے جو کھیل کود میں مشغول ہیں، بچنا ہے۔ اگر عالم ہے۔ پڑھائی میں مصروف ہو۔ اگر عالم نہیں ہے۔ تو مشائخ کے حالات اور اولیاء اللہ کے مناقب کے چند ورق مطالعہ کرے۔ کیونکہ اولیاء اللہ کا کلام اس رستے کے چلنے والے کے لئے ایک کوڑا ہے۔ جو بندگی میں چست اور دلیر بنا دیتا ہے۔ اور ذوق شوق کو بہت تازہ کرتا ہے اور اس بات پر اطلاع دیتا ہے کہ مخالفوں کو سوائے اس کے کیا پریشانی ہے۔ اور موافقوں کو کیا بزرگی اور شادمانی ہے۔ جب سعادتمند طالب ان مخول کی طرف نظر کرتا ہے۔ تو طاعت اور عبادت پر اس کی خواہش زیادہ سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ لیکن ہر وقت اس بات کی طرف غور کرے۔ کہ کوئی بھی ظاہری شغل۔ اس کے دل میں غفلت اور حجاب تو نہیں لاتا۔ اور حضور مع اللہ میں کچھ فتور تو نہیں ڈالتا۔ اس لئے کہ ریاضت عبادت علم اور نیکیوں کے تمام حالات وغیرہ کے مطالعہ سے صرف اسی قدر مطلب ہے کہ ہر گھڑی حضور الٰہی تازہ تر ہو اور اس راستہ کی ترقی کا ذریعہ۔

ہر ایک شغل (اور کام) عام ہے کہ نیک ہے یا بد جب محب اور محبوب (بندہ اور خدا) کے درمیان ایک پردہ ہو۔ تو اہل معنی کے مذہب میں اس کا چھوڑ دینا ہی اچھا ہے۔ اور سب سے اعلےٰ اور عمدہ کام خداوند تعالےٰ کی جناب میں توجہ کرنا ہے اور چاہیے۔ کہ ہمیشہ باوضو رہے۔ "وضو مومن کا ہتھیار ہے" پس جو شخص ہمیشہ ہتھیار بند رہے دشمن اس پر کبھی فتح نہیں پا سکتا۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ جب تک مومن باوضو ہے فرشتے اس کے حق میں بخشش مانگتے رہتے ہیں۔ اور اگر باوضو ہونے کی حالت میں اس دُنیا سے رحلت فرما جائے تو اس کو شہیدی کا درجہ ملتا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ

Marfat.com

لا یداطب علے الوضوا لا مومن یعنی مومن کے واسطے کوئی شخص با وضونہیں رہتا۔ جو لوگ اپنے تئیں پاک صاف رکھتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ اُن کو دوست رکھتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ بعض اولیاءاللہ کسی وقت بھی بے وضو نہیں رہتے۔ اور سوائے قضائے حاجت کے کبھی اُن کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور مسواک کو بھی ترک نہ کرے ؛

حدیث صحیح میں وارد ہے کہ مسواک کے ساتھ ایک نماز، بے مسواک کی ستّر نمازوں سے بہتر ہے۔ اور وضو کرتے وقت اِن دعاؤں کے سوا جو سُنّت ہیں۔ اور کلمہ شہادت کے سوائے اور کسی قسم کا بیہودہ کلام نہ کرے۔ حدیث شریف میں وارد ہے جو شخص وضو کے وقت بیہودہ کلام کرتا ہے۔ اس کے اعضا گناہوں سے پاک نہیں ہوتے اور اگر اِس قسم کا کلام نہ کرے تو اس کے اعضا پاک ہو جاتے ہیں ؛

وضو سے فارغ ہوتے وقت اِنَّآ اَنْزَلْنَاہُ تین مرتبہ اور کلمہ شہادت اور مفصلہ ذیل دُعا پڑھے :۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ؛

بارخدایا! تو مجھے توبہ کرنے والوں، پاک رہنے والوں اور اپنے نیک بندوں سے کر۔ اور مجھے اِن لوگوں سے بنا، جن پر قیامت کے دن نہ کوئی خوف ہوگا۔ نہ کسی قسم کی غمگینی ؛

حدیث شریف میں وارد ہے :۔

مَنْ قَرَأَ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ ثَلٰثَ مَرَّۃٍ اَعْطَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَجْرَ اَلْفِ شَھِیْدٍ وَالَّذِیْنَ قَاتَلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی ؛

جس نے وضو کے بعد اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ یہ تین مرتبہ پڑھی۔ اس کو اللہ تعالےٰ ایک ہزار شہید، اور اُن نفوس قدسیہ کا جنہوں نے خدا کے راستہ میں جہاد کیا۔ اجر عطا فرماتا ہے اور نیز تین مرتبہ یہ دُعا پڑھے :۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ ؛

اور پھر وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضوا دا کرے۔ اس لئے کہ تحیۃ الوضو کی

نماز میں بہت بڑا ثواب ہے +

حدیث شریف میں ہے۔ جو شخص پوری احتیاط سے وضو کرے یعنی اس کے فرائض سُنتیں۔ اور سب کے سب آداب ، بجالائے۔ اور پھر اُٹھ کر حضور دل کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرے۔ تو بلاشک وشبہ وہ بہشت میں جاوے گا +

نقل ہے کہ حضرت رُسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں ترقی اور عروج فرماتے تھے ۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی نعلین کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز اپنے آگے آگے سُنتے تھے۔ جب معراج شریف سے عالم دُنیا میں واپس تشریف لائے۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اس امر کی تفتیش فرمائی کہ کس عمل سے تو اس درجہ تک پہنچا۔ اور کون سے نمایاں عمل کی بدولت تو وہاں آگے آگے دوڑ رہا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جواب میں عرض کیا۔ کہ صرف ایک عمل میرے پاس ہے۔ کہ تحیۃ الوضو کی دو رکعت ادا کرتا ہوں اور کبھی اُن کو میں نے ترک نہیں کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ کہ وہاں بیشک اسی عمل سے تو اس عظیم الشان مقام پر پہنچا +

اس کے بعد دعائے مغفرت مانگے۔ حدیث شریف میں آیا ہے ۔ من لم یسئل اللہ یغضب علیہ کہ جو شخص اللہ تعالےٰ سے کچھ نہیں مانگتا اللہ تعالےٰ اُس پر ناراض ہوتا ہے +

لیکن جاننا چاہیئے کہ سالکان اہل معنی کے نزدیک طہارت (پاکیزگی) کی کئی ایک قسمیں ہیں :-

اوّل ۔ ظاہری طہارت ۔ یعنی ظاہری اعضا کا پاک صاف پانی سے دھونا۔ جو ہر ایک کو معلوم ہے +

دوم ۔ باطنی طہارت ۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جب ہاتھ دھوئے تو چاہیئے کہ دنیا کی محبت سے ہاتھ دھوئے۔ جب مُنہ میں پانی ڈالے۔ تو مُنہ کو غیروں کے ذکر سے خالی کرے۔ جب ناک میں پانی ڈالے تو گویا خود بینی کو اپنی ذات سے الگ کرے۔ جب مُنہ دھووے تو اپنے دل کا مُنہ غیر اللہ کے نقوش سے دھوئے۔ جب ہاتھ دھوئے تو گویا دنیا کی تمام بُری حرکات اور مناہی سے توبہ کرے۔ جب سر کا مسح کرے۔ تو تکبر اور خودی (میں پن) کو اپنے سر سے دور کرے۔ جب پاؤں دھوئے۔ تو خداوند تعالےٰ

Marfat.com

سے شریعت کے راستہ پر مستقیم رہنے کی توفیق اور مدد مانگے۔ تاکہ دونوں ظاہری اور باطنی طہارتیں حاصل ہوں +

نقل ہے کہ جو شخص ظاہری طہارت کرتا ہے۔ اس کو فرشتے دوست رکھتے ہیں۔ اور جو شخص باطنی طہارت رکھے اس کو فرشتوں کا رب دوست رکھتا ہے۔ پس اس سے زیادہ اور کونسی سعادت ہے کہ بندہ کو حق سبحانہ تعالےٰ آپ دوست رکھے۔ سالک کو لازم ہے۔ کہ ظاہری اور باطنی طہارت رکھا کرے۔ تاکہ عارفان اہل کمال اور کاملانِ صاحب حال کے زمرہ میں اُسے جگہ ملے +

اس کے بعد نفی اثبات کا ذکر، یا اسم ذات یا پاس انفاس، جو کچھ پیر طریقت سے اس کو شغل ارشاد ہوا ہو۔ اس میں مصروف و مشغول رہے اور اس کی لذت سے متلذذ ہو۔ اکثر اوقات رو بقبلہ بیٹھے۔ اس لئے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل ہے۔ اور اپنے ظاہر و باطن کو حق سبحانہ تعالےٰ کی طرف متوجہ کرلے۔ اور تمام وقتوں میں حق سبحانہٗ و تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانے اور اٹھنے بیٹھنے میں خضوع و خشوع اور تمام آداب کو لازم رکھے۔ اور ناشائستہ حرکات و سکنات سے باز رہے +

نقل ہے کہ ایک دن آنحضرت صلے اللہ علیہ سلم تازہ وضو فرما رہے تھے اور اپنی انگشتری کو اپنے دست مبارک میں پھیرتے تھے۔ فرمان الٰہی نازل ہوکر اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تجھ کو کھیل کے لئے ہم نے نہیں پیدا کیا۔ اس کے بعد پھر کبھی آپ نے ایسا نہ کیا۔ فرماتے تھے۔ کہ خداوند تعالےٰ نے مجھے ایسا ادب دیا۔ کہ جملہ آداب سے برتر و بہتر ہے۔ اس لئے کہ ظاہر ادب کی خوبی درحقیقت باطنی خوبی کا سرنامہ ہے۔ اور ظاہر و باطن کا تابع ہے +

اگر کوئی دنیوی کام پیش آجائے۔ تو اس کو کسی اور شخص کے سپرد کرے۔ اور آپ فراغ دل کے ساتھ یادِ خدا میں مشغول ہو۔ جو آدمی اپنے کاموں کو خدائے تعالےٰ کے سپرد کردیتا ہے۔ اُس کے کاموں کا اہتمام نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے آراستہ و پیراستہ کیا جاتا ہے +

حضرت سلیمان علیہ السلام باوجودیکہ تمام روئے زمین کی سلطنت و مملکت کے مالک تھے۔ کبھی بھی دُنیا کے مال اور اس کی حکایت کو لب تک نہ لاتے تھے۔ اگر اس حال

Marfat.com

میں اور خزانہ داخل کرنے کے لئے لاتے۔ تو ایک شخص کے حوالے کر دیتے جو اس کام کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اور فرماتے۔ جتنا کہ میں اس مال میں مصروف رہوں۔ اتنا خدائے تعالےٰ کے ذکر میں کیوں مشغول نہ رہوں ⁂ و اگر بامرلاچاری کوئی دنیا کا کام دامنگیر ہو، اور اس کی فکر نہ چھوڑے۔ تو لازم ہے کہ بےقراری اور جلد بازی کو اس میں راستہ نہ دے۔ بمصداق آیت کریمہ۔ لا تلھیھم تجارۃٌ ولا بیعٌ عن ذکر اللہ ⁂

اُن (نفوسِ قدسیہ) کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالےٰ کے ذکر سے نہیں روک سکتی ⁂

ظاہراً نہایت ہی حوصلہ اور بردباری اور آہستگی سے اُس کا سرانجام کرے اور باطن کو حق سُبحانہٗ و تعالےٰ کے سپرد کرے۔ اور ایسا نہ ہو کہ (ظاہر و باطن) دونوں ہی کو ضائع کر دے ⁂

اور کسی ایک کے ساتھ بھی بد کلامی اور ترش روئی سے پیش نہ آئے۔ بلکہ ہر ایک کے ساتھ شیریں کلامی اور کشادہ پیشانی سے نرم اور ملائم باتیں کرے۔ اس لئے کہ بزرگی کا سب سے بہتر پیرایہ۔ خدا کی خلقت کے ساتھ اچھے اخلاق اور فروتنی سے پیش آنا ہے اور دین و دنیا کے سب سے اعلےٰ درجوں پر پہنچنے کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ اور اسی کے حسبِ حال بہت سی جگہوں میں دیکھا گیا ہے۔ کہ جو شخص بلند قدر۔ اور صاحبِ رتبہ ہے اُس میں نیک اخلاق اور فروتنی ضرور ہی پائی جاتی ہے ⁂

اگرچہ فروتنی ہر ایک آدمی کے لئے زیب و زینت اور خوش آیندہ ہے لیکن بلند رتبہ بزرگوں سے خوش تر اور زیبا تر ہے۔ اس کے لئے کہ اچھے خلقوں کی بدولت بڑوں کی بڑائی خدا اور خلق خدا کے سامنے بہت ہی بڑھ کر دکھلائی دیتی ہے۔ بیت

ہر کہ دارد در جہاں خلق نکو
مخزنِ اسرار باشد جان او

اس دُنیا میں جو شخص نیک خلق ہے۔ اُس کی جان (خدا کے) بھیدوں کا خزانہ ہے ⁂

حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ نیک اخلاق کی بدولت نیک آدمی کو وہ درجہ ملتا ہے۔ جو رات کو (تہجد کی) نماز پڑھنے والوں۔ اور دن کو (ماہ رمضان کے) روزہ رکھنے والوں کے نصیب ہوتا ہے ⁂

Marfat.com

ابو عبداللہ شمائلی قدس سرہٗ کی خدمت میں لوگوں نے عرض کیا کہ اولیاء اللہ کی خلقت میں کیا شناخت ہے؟ اُنہوں نے فرمایا۔ کہ زبان کی نرمی۔ نیک خلاق۔ تازہ روئی کسی پر اعتراض نہ کرنے۔ عذر قبول کرنے اور سب نیکو کاروں اور بدکاروں پر شفقت کرنے سے +

لیکن خلقِ خدا کے ساتھ تواضع، خاص اللہ ہی کے لئے کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ تواضع سے مراد فروتنی ہے (اپنے نفس کو حقیر ترین جاننا) خداوند تعالےٰ کے حضور میں، اس کی خلقت کے سامنے۔ دیگر انسانوں سے بدرجہ کمال پاک ہونے کی یہی قابلیت ہے پس جو کوئی اللہ تعالےٰ کی پاکیزگی کے لائق ہونا چاہئے۔ تو وہ تواضع کے ساتھ ہی اس تعظیم کا سزاوار ہوسکتا ہے۔ وہ یہ نیت کرلے کہ شاید اس (دوسرے) شخص کا درجہ خدا کے نزدیک مجھ سے بہت زیادہ ہے۔ اور یہ کامل عارفوں کی مثال ہے۔ کہ ہر ایک انسان کو اپنی ذات سے بہتر اور برتر جانتے ہیں۔ اور اپنے نفس کو نہایت ذلیل اور خوار گنتے ہیں۔ اگر ان کے در پر کوئی سوالی۔ محتاج۔ فقیر۔ اور شکستہ دل آئے تو بمصداق آیت کریمہ وَ اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (لیکن سوالی۔ پس اس کو جھڑکی مت دے) +

اس کے سوال رد نہیں کرتے۔ اور حتی المقدور اس کو خالی ہاتھ اپنے دروازے سے نہیں چلاتے۔ کیونکہ تمام نیک صفتوں میں سے کوئی صفت بھی سخاوت سے زیادہ نیک نہیں ہے +

اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے کلمات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو شخص سوالی کو اپنے در سے خالی ہانکتا ہے۔ ایک ہفتہ تک فرشتے اس کے گھر میں نہیں جاتے +

اور جو کچھ بطور خیرات کرے۔ نہایت خوش دلی اور تازہ روئی سے خرچ کرے۔ ناپسندیدگی اور سخت گوئی کو عمل میں نہ لائے +

نقل ہے۔ کہ کل قیامت کے دن فقیروں میں سے ایک فقیر کو لائیں گے جس کے پاس۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور عبادت سے بہت سرمایہ ہوگا۔ وہ سب کا سب خدا کی درگاہ میں قبول نہ ہوگا۔ اور فرشتوں کو ارشاد ہوگا۔ کہ اس (فقیر) کو دوزخ کی طرف لیجاؤ۔ وہ عرض کریگا کہ بار خدایا! میں نے دنیا میں بہت سے نیک عمل کئے تھے۔ کس جرم کی پاداش میں مجھے دوزخ میں ڈالا جاتا ہے۔ حکم ہوگا۔ کہ بہت سے

Marfat.com

فقیر۔ درویش ۔سوالی دنیا میں تیرے در پر آئے تھے۔ اور تو ان سے منہ پھیر لیا تھا۔ آج کے دن ہم نے تجھ سے منہ پھیر لیا ہے۔ اور تیری طاعت کو تیرے منہ پر مارا ہے ۔

پس جو فقیر اور مسافر آئے ، تو اُس کو حقارت کی آنکھ سے نہ دیکھے۔ اس لئے کہ وہ خداوند تعالےٰ کا بھیجا ہوا ہے۔ بلکہ سب فقیروں۔ صالح لوگوں۔ اور درویشوں کو اپنے عیال اور بال بچوں سے زیادہ دوست رکھے۔ اس لئے کہ فقیر اور صالح لوگ ۔ خدا کی یاد دلاتے ہیں۔ اور آخرت کے ثواب کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اور انسان کے عیال اور بال بچے دنیا یاد دلاتے ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ سے غافل کرتے ہیں ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ جس دن اُن کے ہاں کوئی سوالی نہ جاتا۔ فرماتے کیا ہوا۔ کہ آج ہمارے گناہوں کا دھونے والا کوئی نہ آیا ۔

اور سلوک کی دُنیا میں یہ ایک عظیم الشان صفت ہے۔ لیکن سخاوت کی چند شرطیں ہیں :۔

شرطِ اوّل ۔ چھپا کر خیرات کرے۔ اور اپنے تئیں سخی مشہور نہ کرے تاکہ دکھلاوے سے دُور اور اخلاص سے نزدیک ہو۔ اور اپنی سخاوت گھمنڈ نہ کرے۔ اور مال کے نشہ میں اپنی ذات کو فقیروں اور درویشوں سے بہتر جانے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک۔ بزرگی فقیروں ہی کو ہے ، نہ دولت مندوں کو۔ اور اگر کوئی فقیر یا درویش آئے تو اُس کو پہلے سلام علیک کہے۔ اور اُس کی بہت ہی بزرگ داشت کرے۔ اس لئے کہ وہ خداوند تعالےٰ کا بھیجا ہُوا ہے ۔

حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ خیرات پہلے خداوند تعالےٰ کے لُطف کے ہاتھ میں جاتی ہے۔ اُس کے بعد فقیروں کے ہاتھ میں آتی ہے۔ پس جو دولت مند آدمی کہ فقیر کو کچھ للہ دیتا ہے ، درحقیقت وہ خدائے تعالےٰ کو دیتا۔ اس لئے فقیر خداوند تعالیٰ کا نائب ہے ۔

شرطِ دوم ۔ اور جو کچھ کہ دیوے خوش دلی سے دیوے۔ اگر کراہت سے دے تو اس بات کا ڈر ہے کہ شاید قبول نہ ہو۔ اور جو کچھ حلال ، بہتر۔ اور اپنے نفس کے نزدیک عزیز ہو اور بہت ہی دوست ہو ، خداوند تعالےٰ کے راستہ میں خرچ کرے۔ کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ پاک ہے اور پاک ہی کو دوست رکھتا ہے جیسا کہ خود اُس نے اپنے پاک کلام

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْہِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْہِ ۔ اور مت ارادہ کرو پلید کا اُس میں سے ، کہ خرچ کرو۔ اُس کو حالانکہ تم اُس کے لینے والے نہیں ہو۔ مگر یہ کہ آنکھ میچ لو پیچھے اُس کے ۔

یعنی جو چیز تم کو دی جائے ، اور تم اُس کو ناپسندیدگی کے ساتھ لو۔ تو ایسی چیز کو خدا کے راستہ میں کیوں خرچ کرتے ہو ۔

شرطِ سوم ۔ اور خداوند تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔ کہ اُس نے ایک محتاج کو میرے پاس بھیجا۔ جس کا مطلب میرے ہاتھ سے نکلنا ہے ۔

اور آدھ پہر دن چڑھے نماز چاشت یعنی نماز ضحیٰ ادا کرے ۔ اگرچہ اہل حدیث کے نزدیک اشراق اور ضحیٰ ایک ہی نماز ہے۔ مگر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل دونوں کے لئے نقل کرتے ہیں ، تو دونوں کو پڑھنا اولیٰ ہے۔ اس لئے کہ یہ عبادت ہے۔ بلکہ بعضے بزرگوں نے اس نماز کو اشراق کے متصل ہی پڑھا ہے۔ اس لحاظ سے کہ کہیں فوت ہی نہ ہو جائے۔ اور یہ نماز تہجد کے رنگ میں ہے۔ چار رکعت سے لے کر بارہ رکعت تک ۔ غرض کہ پہلی رکعت میں سورۂ والشمس ۔ دوسری سورۂ واللیل تیسری میں سورۂ والضحیٰ ۔ چوتھی میں سورۂ الم نشرح ۔ اور اگر باقی رکعتوں میں بھی لذت حاصل ہو تو ہر ایک میں آیت الکرسی ۔ اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھے ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میں ایک دروازہ ہے کہ اُس کو باب الضحیٰ کہتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو ایک پکارنے والا آواز دے گا۔ کہ وہ لوگ کہاں ہیں۔ جو دُنیا میں نماز ضحیٰ ادا کرتے تھے ۔ اور اُس پر مداومت رکھتے تھے۔ انھیں اور بہشت میں آویں خدائے تعالیٰ کی خوشنودی سے ۔

اور نماز ضحیٰ سے فارغ ہو کر ابوذر غفاریؓ والی دعا پڑھے ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا دَائِمًا وَّاَسْئَلُکَ قَلْبًا خَاشِعًا وَّاَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّاَسْئَلُکَ یَقِیْنًا صَادِقًا وَّاَسْئَلُکَ دِیْنًا قَیِّمًا وَّاَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ مِنْ کُلِّ بَلِیَّۃٍ وَّاَسْئَلُکَ تَمَامَ الْعَافِیَۃِ وَاَسْئَلُکَ دَوَامَ الْعَافِیَۃِ وَاَسْئَلُکَ الشُّکْرَ عَلَی الْعَافِیَۃِ وَاَسْئَلُکَ غِنًا عَنِ النَّاسِ ۔

بار خدایا! اے میرا عاجز تیری درگاہ میں نہایت نیاز و زاری سے دائمی ایمان ۔

Marfat.com

خوفناک دل۔ نفع مند علم۔ سچے یقین۔ پکے دین۔ عافیت۔ ہر ایک قسم کے آرام اور اُس آرام کے شکر۔ اور لوگوں سے بے پرواہی کی درخواست کرتا ہے"۔

اور روزی کا ڈر اپنے دل سے دور کرے۔ اور اُس کے پیچھے بے آرام اور بیچین نہ ہو اور اُس کے فکر میں اپنے دل کو متردد نہ کرے۔ اور اس مطلب کے لئے اندیشہ ناک نہ ہو۔ کہ کیا کھاؤنگا اور کیا پہنونگا۔ (ہمارا) رزق بندہ کو اسی طرح ڈھونڈتا ہے۔ جس طرح کہ بندہ روزی کو ڈھونڈتا ہے۔

پس سالک کو لازم ہے کہ اپنے یقین کو اس مطلب میں مضبوط رکھے۔ کہ جو روزی میری قسمت میں پہلے دن سے لکھی ہے۔ میری کوشش اور تلاش کے بغیر بھی مجھے آملیگی اُس کے پیچھے دوڑنا اور در بدر خاک چھانتے پھرنا حقیقت میں اپنی عمر کے سرمایہ کو ضائع کرنا ہے۔ جس طرح پر کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہٗ جو شخص اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرے اللہ تعالےٰ اُس کا کارساز ہے۔

اور نیز فرمایا۔ مامن دآبۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا۔ خدا کی زمین میں کوئی چلنے والا نہیں ہے۔ جس کو روزی دینا خداوند تعالےٰ نے اپنے ذمہ نہ کر لیا ہو۔

پس خداوند تعالےٰ کے اس وعدہ پر اپنے یقین کو مضبوط کر کر فراغ دل کے ساتھ خدا کے کام میں لگا رہنا چاہیئے۔ اور اپنی تدبیروں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔

ایک بزرگ نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔ کہ جس قدر تعلق انسان کو رزق کے ساتھ ہے اگر رزق دینے والے (خدا) کے ساتھ ہو۔ تو ہرگز رزق کے لئے اس قدر در ماندہ نہ ہو۔ اور جو شخص اپنے کاموں کو خدا کے سپرد کر دیتا ہے اور خدا میں مشغول ہو جاتا ہے۔ وہ غیب الغیب سے روزی پاتا ہے۔ لیکن بعضے بزرگوں نے جو کسب یا سبب کو اختیار کیا ہے۔ تو اپنے حالات کے پوشیدہ رکھنے کے لئے یا اپنے پیغمبروں کے طریق کو مدنظر رکھ کر ایسا کیا ہے۔ اگر کوئی کامل سالک سد رمق کے لئے کوشش کرے تو اُس کے لئے کچھ منع نہیں ہے۔ کیونکہ اُس کی نگاہ اسباب سے بالکل الگ ہو گئی ہے۔ اور وہ سببوں میں سوائے اسباب بنانے والے (خدا) کے کچھ بھی نہیں دیکھتا۔ اور اس کے درمیان غیر کو نہیں دیکھتا۔

شیخ عبداللہ انطاکی قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ تمام لوگوں کا جمال اسباب کے ثابت ہونے

Marfat.com

کھانے کے آداب

میں موقوف ہے۔ لیکن فقیروں کا جمال۔ مسبّب کے نفی و اثبات اور اُس کی طرف رجوع ہونے اور اُس کے حکموں پر راضی ہونے میں ہے +

اور جو کچھ کسب حلال سے اُس کو ملے، اُس میں سے اپنی بھوک کے تیسرے حصّہ کے برابر کھائے۔ اور اگر اس میں کچھ فضولی کرے تو اس کا دماغ کمزور ہو جائے گا۔ اور عقل کے جوہر میں نیک و بد میں جدائی کی متاع ہے خلل پڑ جاوے گا۔ دماغ کی کمزوری کے باعث حقائق و معارف ربانی سمجھے نہیں جا سکتے۔ لیکن زیادہ کھانے کی بابت۔ سو زیادہ کھا جانے سے سینکڑوں بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ خاصکر سالک کا پیٹ بھر کر کھانا۔ گناہوں میں داخل ہے۔ اس لئے کہ پیٹ بھر کر کھانا کاہلی اور سستی لاتا ہے۔ اور نیک کاموں کے کرنے سے روکتا ہے +

اور شیخ عبداللہ مختار ہروی قدس سرہٗ نے کہا۔ کہ تو اس طرح پر روٹی کھا کر تو نے اُس کو کھایا ہو! نہ اُس نے تجھ کو۔ اگر تو نے اُس کو کھایا۔ تو سب کا سب نور ہو جاوے گا۔ اگر اُس نے تجھے کھایا ہے۔ تو سب کا سب دھواں ہو جاوے گا۔ حاصل کلام کم کھایا کر اور اوسط کو نگاہ رکھا کر۔ اور لقمہ کھانے میں پوری احتیاط رکھے۔ جو ہر ایک قسم کے شک و شبہ سے خالی ہو جو شخص لقمہ حلال اور پاک کھاتا ہے۔ اُس کا پھل یہ ہے کہ اُس کو طاعت کی زیادہ تر توفیق ہوتی ہے۔ اور جو شخص لقمہ حرام کھاوے۔ اُس کا پھل گناہ اور غفلت پیدا کرنا ہے۔ جو اعضاء اور جوارح (ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھ۔ کان وغیرہ) حلال روٹی سے پرورش پا گئے اُن سے سراسر نیک کام صادر ہوتے ہیں۔ اور حلال روزی کا کم سے کم یہ درجہ ہے۔ کہ شریعت اُسکی ہجو اور برائی نہ کہے۔ اور کھانے کے وقت خدا کو نہ بھولے۔ اور غفلت سے نہ کھاوے اس لئے کھاتے وقت خدا کے حاضر ہونے کی رعایت۔ نعمتوں کے حقوق کا ادا کرنا۔ اور باطنی صفائی کا ذریعہ ہے +

شیخ نجم الدین کبرا قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب دل کے، دل کے سامنے کوئی بڑا حجاب۔ غلیظ اور زیادہ لقمہ کھانے سے بڑھ کر نہیں ہے۔ جو غفلت سے کھایا جائے +

اور ہر لقمہ کے ساتھ بسم اللہ پڑھے اور آخر پر الحمد للہ۔ جو شخص لقمہ شروع کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے۔ اُس کھانے میں شیطان اُس کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔ اور کھانا کھانے کے اوّل آخر نمک چکھے۔ اور کھانا کھانے کے اثنا میں پانی کم پئے تاکہ نیند کا

Marfat.com

غلبہ نہ ہو۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھووے۔ اور کھاتے وقت دایاں گھٹنا اٹھاوے اور بائیں پنڈلی پر بیٹھے۔ اور (دیوار۔ تکیہ وغیرہ پر) سہارا لگا کر نہ کھاوے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں بندہ ہوں اور بندہ کی طرح بیٹھتا ہوں ✢

اور جب تک بھوک نہ لگے، ہرگز نہ کھاوے۔ اور ابھی بھوکا ہی ہو کہ کھانے سے ہاتھ اٹھا لے۔ اور خوانچہ یا دسترخوان پر بہت تکلف نہ کرے۔ اور اکیلے نہ کھائے اور کھانے میں جتنے زیادہ ہاتھ ہوں۔ اُتنی ہی زیادہ برکت ہوتی ہے ✢ — مہمان

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام، مہمان کی[7] میں ایک دو میل تک جاتے۔ اور جب تک کوئی مہمان نہ ملتا۔ اکیلے نہ کھاتے۔ اور بزرگان سلف کی یہ عادت تھی کہ کبھی بھی تنہائی کی حالت میں کھانا نہ کھاتے ✢ — 7 تلاش

حدیث شریف میں وارد ہے، جو شخص مہماندار نہیں ہے، اُس میں بھلائی اور برکت نہیں ہے۔ اور اپنے عیال۔ بال بچوں۔ درویشوں اور فقیروں کو برابر دیوے۔ اور اُن میں فرق نہ کرے۔ بلکہ زیادہ لذت دار ہو تو دوسروں پر اُسے نثار کرے۔ اور مہمانوں کو بہت ہی عزیز اور بزرگ رکھے۔ اور اس کا دل خوش کرے۔ کھانا کھانے سے اصلی مقصود یہ ہو۔ کہ عبادت کی طاقت بڑھے، نہ نفس کی خوشی۔ اور کھاتے وقت کھیل۔ بیہودہ بک بک اور جھوٹی کہانیاں نہ کہے۔ اگر اولیاء اللہ کا ذکر یا نیک لوگوں کی حکایت بیان کرے، تو کچھ منع نہیں ہے۔ اور سوکھے ٹکڑے اور تر لقمے یا چرب نوالہ میں فرق نہ کرے۔ جو کچھ خداوند تعالےٰ دے، اس پر صبر کرے۔ اور خدا کا شکر ادا کرے۔ اور اس کی بُرائی نہ کہے۔ اور شکر کی حقیقت یہ ہے۔ کہ نعمت سے جو کچھ حاصل ہو، اُس کو نعمت دینے والے (خدا) کی طاعت میں خرچ کرے۔ اگرچہ حلال کی روٹی کھائی ہو، تو خدا کا شکر بجا لائے۔ اور اگر کوئی مشتبہ چیز کھا گیا ہے۔ تو رووے اور خدا سے مغفرت مانگے۔ اندوہناک ہو۔ اور توبہ کرے۔ تاکہ پھر کبھی اس طرح کا شکی لقمہ نہ کھایا جائے ✢ — حلال

عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر اتنے روزے رکھو کہ سوکھ کر بال کی طرح باریک (دُبلے) ہو جاؤ۔ تو بیفائدہ ہے۔ اور خدا اُنہیں قبول نہیں کرتا۔ مگر حرام لقمہ سے پرہیز کرنے میں۔ اور جو نعمت حاصل ہو۔ اور جہاں سے ملے حق سبحانہٗ تعالےٰ کی بخشش اور عنایت سے جانے۔ نہ کسی کی طرف سے ✢

Marfat.com

نقل ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ایک دن (خدا کی درگاہ میں) مناجات کی ۔ جس کا مضمون یہ ہے :۔

"بارِ خدایا! میں تیری نعمتوں کا شکر کس طریق سے ادا کروں"۔ حکم ہوا کہ جس نعمت کو ہماری دی ہوئی یقین کرتا ہے۔ اُن تمام کا شکر ادا کرتا رہ ٭

لیکن ان نعمتوں کے لینے والے پر لازم ہے کہ عطا کرنے والے کے حق میں دعائے خیر کہے ٭

جب کھانے سے فارغ ہو۔ سورۂ الحمد و سورہ لئیلاف و سورہ اخلاص پڑھے اور ہاتھ دھوئے۔ اور دوبارہ وضو کرے۔ اگرچہ پہلے بھی باوضو ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ وضو کا نور کھانے کے بوجھ اور کساوت کو دل سے دُور کرتا ہے اور طبیعت کو ہلکا اور راضی کرتا ہے۔ اور طعام سے فراغت پاکر دو رکعت نماز، کھانے کے شکرانہ میں اداکرے۔ تاکہ وہ گرد و غبار جو کھانے کے سبب سے دل پر بیٹھ گیا تھا۔ دور ہو جائے اُس کے بعد رات کی سستی اور ماندگی کے دُور کرنے کے لئے تھوڑے عرصہ کے لئے لیٹ جائے۔ تاکہ رات کا جاگنا بغیر سستی کے حاصل ہو۔ لیکن پیشین (ظہر) سے پہلے ہی جاگ پڑے۔ اور نیند کی تاریکی کی کسافت دُور کرنے کے لئے نفی و اثبات قلبی یا زبانی میں، جس کے لئے ارشاد کیا گیا ہو، مشغول ہو ٭

اُس کے بعد تازہ وضو کرے اور پیشین کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرکے قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہو۔ کہ سب عبادتوں سے بہتر اور سب طاقتوں سے بڑھ کر قرآن مجید کا پڑھنا اور اُس پر عمل کرنا ہے۔ کل قیامت کے دن قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی شفاعت کرنے والا نہ ہوگا ٭

حدیث شریف میں وارد ہے کہ قرآن مجید کی بزرگی، تمام کلاموں پر ایسی ہی ہے۔ جیسی خدا کے فضل کو تمام مخلوقات پر ٭

نقل ہے۔ کہ امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالےٰ کو خواب میں دیکھا عرض کیا۔ کہ اے خداوند! کس ذریعہ سے تیری درگاہ کا قرب حاصل کروں؟ حکم ہوا کہ "میرے کلام مجید کے پڑھنے سے"۔ پھر عرض کیا کہ سمجھ کر پڑھا جائے یا بے سمجھے؟ حکم ہوا کہ "سمجھ کر یا بے سمجھ" ٭ (المتجر الرابح)

نماز ظہر
نفی و اثبات
تلاوت قرآن
طاقتوں

Marfat.com

اور نیز قرآن مجید کے فضائل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ کہ اگر کوئی
کوئی شخص نماز میں کھڑا ہو کر قرآن مجید پڑھے۔ تو ہر ایک حرف کے صلہ میں ایک سو نیکی اُس کو عطا ہوتی ہے۔ اور اگر سوائے نماز کے باوضو ہو کر، توپچیس نیکیاں۔ اور اگر بے وضو پڑھے تو دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں +

اور تمام قرآنِ مجید کے حروف عبداللہ بن مسعود کی روایت کے مطابق ، تین لاکھ بیس ہزار چھ سو ستر (۳۲۰۶۷۰) ہیں۔ پس قرآن مجید کے پڑھنے والے کو ہر حرف کے مقابلہ میں دس ثواب ہیں۔ لیکن کمال درجہ کی پیروی اُس وقت حاصل ہوتی ہے۔ کہ قرآن مجید کے پڑھنے کے آداب کو نگہ رکھے۔ اور ذوق کو قائم رکھے۔ اول یہ ہے کہ باوضو ہو۔ اور پاک صاف جگہ میں قبلہ رُو نہایت ادب کے ساتھ بیٹھے۔ کیونکہ جس کے دل پر خداوند تعالےٰ کے جلال و عظمت کا غلبہ ہو۔ وہ خدا کا کلام پڑھنے میں بھی باادب ہو اور فحش۔ جھوٹ۔ چغلی۔ اور بیہودہ کلام سے اپنی زبان کو پاک رکھے۔ جس زبان پر اللہ تعالےٰ کا کلام جاری ہو، اُس کو بیہودہ باتوں میں آلودہ نہ کرے۔ تاکہ قرآن مجید کی لذت اور مٹھاس دل پر اثر کرے۔ جب قرآن مجید کی روشنی، پڑھنے والے شخص کے دل پر پہنچتی ہے۔ اور زبان سے جان تک آتی ہے۔ تو ایسے ایسے اسرار ربانی ظاہر ہوتے ہیں۔ کہ کسی کتاب اور تفسیر کے مطالعہ سے نہیں ملتے۔ اور ایک ایسی محبت اور فرحت رونماہ ہوتی ہے کہ ہرگز ہرگز کسی بیان اور تقریر سے حاصل نہیں ہوتی +

اور قرآن مجید کو ناظرہ پڑھے۔ اگرچہ اُس کو یاد ہی ہو۔ جو شخص ناظرہ پڑھے۔ اُس کو دوگنا ثواب ملتا ہے۔ اور ناظرہ پڑھنے سے صحت اور غلطی بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ اور آنکھیں بھی ثواب سے بہرہ یاب ہوتی ہیں۔ لیکن جو شخص قرآن مجید کا حافظ ہے۔ وہ دونوں جہانوں کا سعادتمند ہے۔ اور اس کی فضل و بزرگی محتاج بیان نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن مجید حق تعالےٰ کے خزانوں میں سے ایک بہت بڑا خزانہ ہے۔ جس شخص کے سینہ میں ایسا گنجینہ ہو۔ حقیقت میں اُس نے بہت بڑی سعادت حاصل کرلی ہوتی ہے۔ پس کون ہے جس نے اتنی بڑی بھاری دولت (خدا سے) پائی ہے۔ اور جو شخص اپنے صفحہ دل پر ربانی کلام حفظ رکھتا ہو۔ اُس کو اس سے بڑھ کر سعادت اور برتر فضیلت کیا چاہیئے۔ کہ بندہ کی زبان ربانی کلام سے جاری رہے +

حفظِ قرآن

ابو یعقوب النہرجوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید سے پوچھا کہ کیا تجھے قرآن مجید حفظ ہے؟ اُس نے کہا "نہیں" فرمایا اللہ کی پناہ جس مرید کو قرآن مجید یاد نہ ہو، وہ ایسے پھول کی طرح ہے۔ جس میں بُو نہ ہو۔ پھر کس چیز پر ناز کر سکتا ہے اور کیونکر بول سکتا ہے اور کس طرح اللہ تعالےٰ کے تقرّب کی سعی کر سکتا ہے۔

آدابِ تلاوت

اور چاہیئے کہ تین دن میں ختم کرے۔ ورنہ ایک ہفتہ میں۔ لیکن ایک مقررہ قرأت ظاہری لوگوں کے لئے ہے۔ اہل معنی اپنے حسبِ حال اور دل کی جمعیت کے موافق جس قدر طاقت رکھ سکے پڑھے۔ اور شروع کرتے وقت أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے۔ قرآن مجید میں ہے۔ "جب تو قرآن مجید پڑھنے لگے تو اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگ" اس لئے کہ تعوّذ کے باعث قرآن خوانی میں انسان وسوسہ شیطانی سے بچا رہتا ہے۔ اور شیطان کا کسی قسم کا غلبہ اور تصرف (اُس پر) نہیں رہتا۔ اور قرآن مجید کی تلاوت میں ایک ایک لفظ کو واضح کرے۔ اور ایک ایک حرف کو اُس کے مخرج سے نکالے۔

اور جو شخص تلفظ اور قرآن خوانی کے قواعد سے نابلد ہو۔ اُس کو چاہیئے کہ قاری اُستادوں سے جو اس علم میں پُوری مہارت رکھتے ہیں، سیکھ لے۔ اور الفاظ کو دُرست کر لے۔ اگر غلط پڑھے تو گناہ گار ہوتا ہے۔

آہستہ اور جہر

اور قرآن مجید کی آیات کو راگ کے رنگ میں نہ پڑھے۔ اگر دکھلاوے اور لوگوں میں خلل اندازی کا ڈر نہ ہو۔ تو اونچی آواز سے پڑھے۔ نہیں تو آہستہ دل میں پڑھنا بہتر ہے۔ "پوشیدہ عمل کو ظاہری پر بزرگی ہے"۔

اور نیز حدیث شریف میں وارد ہے۔ چھپ کر پڑھنے (سرّی قرأت) کو۔ بلند آواز (جہری قرأت) پر وہی بزرگی ہے۔ جو چھپا کر خیرات کرنے کو علانیہ کرنے پر ہے۔ لیکن اولےٰ و افضل یہی ہے کہ نہ ہی بہت بلند آواز سے پڑھے اور نہ ہی بہت آہستہ۔ (درمیانہ روی کو عمل میں لائے) اور باطنی حصوں کو قرآن مجید پڑھنے میں۔ خوب اکٹھا کرے۔ تاکہ توجہ بگڑ نہ جائے۔ اور اپنے تئیں گریہ وزاری میں لاوے۔ اگر رونا نہ آئے تو رونی صورت بنائے اس لئے ایسا کرنا۔ عجز و نیاز کے بہت ہی قریب ہے اور جو عمل عجز و نیاز کے قریب ہے اُس کی بہت قبولیت ہوتی ہے۔

اور اس بات پر لالچی نہ ہو کہ جلدی ختم ہو جائے۔ بلکہ جس قدر تلاوت قرآن مجید کرے

Marfat.com

چاہیئے کہ حوصلہ مندی اور فکر کے ساتھ ہو۔ اور معانی قرآن کو حاضر رکھ کر کرے۔ زبان سے گذار دینا ہی مُدعا ہو۔ اس لئے کہ قرآن مجید کا پڑھنا حقیقت میں حق سبحانہ تعالےٰ کے ساتھ کلام کرنا ہے +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ من اراد ان یتکلم مع اللہ تعالیٰ فلیقرا ء القرآن "جو شخص خداوند تعالےٰ کے ساتھ کلام کرنا چاہیے اُس کو چاہیئے کہ قرآن مجید پڑھے" +

پس جو غفلت سے پڑھا گیا ہے اُس کو ان پڑھا سمجھے۔ اور دوبارہ پڑھے۔ اور اگر عالم ہے تو قرآن شریف کے معنوں میں غور و فکر کرے +

قولہٗ تعالیٰ اِنَّ فِی ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ +

بیشک قرآن مجید (کے پڑھنے سُننے) میں نصیحت ہے۔ اُس شخص کے لئے جس کا دل بہت سے مجاہدہ۔ ریاضت۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے باعث بشریّت کے لالچ۔ اور نفس کی پلیدیوں سے پاک ہے۔ اور ہوش کے کان لگا کر سُنے" +

اور سمجھ وہ ہے۔ جو امر و نہی۔ وعدہ وعید۔ عبادت طاعت۔ حلال حرام۔ اور معاملات میں سے ربانی کلام میں ہے۔ جس وقت کوئی عذاب کی آیت آئے۔ کانپ جائے اور خوف کھائے۔ اور دردمند اور غمناک ہو۔ اور جب رحمت کی آیت پر پہنچے۔ تو راضی اور خوش دل ہو۔ اور رحمت کی آیت کو دوبارہ پڑھے۔ اور جب سجدہ والی آیت پڑھے تو فوراً سجدہ تلاوت کرے۔ اگر سالک صاحب معنی ہے تو اپنے آپ میں ڈوب جائے۔ یعنی اپنے محبوب کی صورت کے لئے اُس کا کلام پڑھ کر بہت ہی مشتاق ہو۔ جس قدر کہ دل کی صفائی زیادہ تر قرآن مجید کے پڑھنے سے دل کی تسلی اور باطن کی ترقی کا بڑھ کر "ذریعہ ہے۔ **بیت**

عروس چہرۂ قرآں نقاب آنگاہ بکشاید
کہ دار الملک ایماں را مجرد بایداز غوغا

"قرآن مجید کے چہرہ کی دُلھن اپنے مُنہ سے نقاب اُس وقت اتارتی ہے۔ جب ایمان کی بادشاہت کو شور و غوغا سے علیحدہ دیکھتی ہے" +

Marfat.com

اے عزیز! اگرچہ خدا کا کلام سب لوگ پڑھتے ہیں۔ لیکن ظاہری لوگوں کا پڑھنا اَور ہے۔ اور اہل معانی کا پڑھنا اَور۔ اس لئے کہ قرآنی انوار (قضا و قدر) اُس وقت ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اُس کا دل نفسانی حرص نہ ہوا، اور بشریت کی صفتوں سے پاک ہو۔ اور قرآن مجید کے خوبصورت چہرہ کا عکس، اُس شخص پر جلوہ گر کرتے ہیں۔ جس کا دل ما سوائے اللہ کی غفلت اور تاریکی کے غبار سے صاف و شفاف ہو۔ جاننا چاہیئے۔ کہ ہر ایک چیز کی ایک صورت اور حقیقت ہے۔ سو ظاہر لوگ قرآن مجید کے آواز اور لفظوں سے ہی فائدہ پاتے ہیں اور آخرت کے نیک درجے اور دینی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ لیکن اُن کے دلوں کو اتنی شائستگی نہیں ہے۔ کہ قرآن مجید کے انوار کو لے سکیں۔ لیکن اہل دل۔ اُسکی حقیقت سے نفع لیتے ہیں۔ اور اُس کے معنوں کی خوشبو سے، جان کے مغز کو عطر ناک کرتے ہیں۔ بلکہ جو لوگ روشن دل اور صاف باطن ہیں، اُن کے لیئے ہر ایک حرف قرآنی حروف میں سے۔ اسرار معانی کے بھید کا پردہ کھولنے والا ہے اور حضرت حق سُبحانہٗ تعالیٰ کے خوبصورت چہرہ کا آئینہ ہے۔ بیت

قومے ز وجودِ خویش فانی
رفتہ ز حروف در معانی

"جس قوم نے اپنے وجود کو فنا فی اللہ کر دیا ہے۔ وہ حرفوں سے بڑھ کر معنوں تک پہنچ گئی ہے" ٭

حدیث شریف میں وارد ہے، کہ جب حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مناجات کرتے اور خدا کا کلام سُننے سے لوٹ کر آتے، تو لوگوں سے بھاگتے۔ اور اپنے کانوں میں انگلیاں دیتے۔ تاکہ لوگوں کی بات نہ سُن سکیں۔ اس وقت اُن کو عوام کی بڑ بڑ گدھے کی آواز سے بھی زیادہ ناپسندیدہ معلوم ہوتی تھی ٭

پس اے عزیز! تو جان لے، کہ اللہ تعالےٰ کا کلام جو سب سے بہتر اور تمام آسمانی کتابوں سے بزرگتر ہے جب تو پڑھتا اور سُنتا ہو، تو تجھے لازم ہے کہ پڑھتے وقت ما سوائے اللہ سے بھاگ کھڑا ہووے۔ اور لوگوں کا کلام سُننے سے کانوں میں روئی ڈال کر اور دل کی توجہ ایک طرف کر کر، ربانی کلام کے انوار سے پاک خدا میں ایسا مرِ مٹے اور غرق ہو جائے۔ کہ کسی اور طرف کی تجھے خبر تک نہ ہو۔ تاکہ اس ذریعہ سے حجاب کاٹا جاوے

Marfat.com

اور خدا کے قرب میں ترقی ہو +

نمازِ عصر

جب عصر کا وقت پہنچے، تو پھر تازہ وضو کرے۔ اور چار رکعت سُنّت عصر پڑھ کر نماز فرض جماعت کے ساتھ ادا کرے اور مراقبہ میں جاوے۔ اور اپنے معشوق (خدا) میں مستغرق ہو۔ کیونکہ ایک گھڑی کے مشاہدہ کا استغراق، ہزار ریاضت اور مجاہدے سے بہتر ہے۔ اور شام کے وقت تک اور کسی کے ساتھ سوائے یادِ خدا کے بات نہ کرے۔ جو شخص صبح و شام ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو، وہ اُسی کے ذکر میں گِنا جاتا ہے۔ اور اُس کو غافل کہا جا سکتا +

نہیں

قولہٗ تعالیٰ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ +

"اے خدا اپنے پروردگار کو اپنے دل میں، گریہ و زاری اور خوف سے اور ایسی آواز سے جو بلند نہ ہو، صبح و شام خدا کو یاد کیا کر۔ اور غافلوں کی فہرست میں اپنا نام درج نہ کرا" +

اور اس وقت کی بزرگی اس لیے ہے کہ ان دونوں وقتوں (صبح و شام) میں فرشتے جمع ہوتے ہیں اور بندہ کے اعمال (خدا کے حضور میں) لیجاتے ہیں +

اے عزیز! جو آدمی ان دونوں وقتوں میں۔ اہلِ کرم دولت مندوں کے در پر جاتا ہے تو وہ اُن کی بخشش سے بے نصیب نہیں رہتا۔ تو پھر اگر مومن بندہ ہر صبح و شام پوری محبت کے ساتھ یادِ الٰہی میں مصروف ہوگا۔ تو وہ اُس پاک و بے عیب واہب الخطایا خدا کی رحمت اور بخشش سے کیونکر محروم ہو سکے گا +

نمازِ شام
نفل حفظِ ایمان

اور جب شام کا وقت آئے، تو نماز فرض جماعت کے ساتھ ادا کر، دو رکعت سُنّت مؤکدہ حفظِ ایمان۔ جن میں سے ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار۔ سورہ اخلاص چھ بار، اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے +

نفل سلامتیٔ ایمان

اور علاوہ اس کے دو رکعت اور ایمان کی سلامتی کے لئے، جن میں سے ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پانچ آیتیں سورہ انعام کی پڑھی جائیں۔ ادا کرے۔ اور ان دو رکعتوں پر بلا ناغہ پابند رہے۔ کیونکہ بہت ہی فضیلت ہے۔ اور ان کے ادا کرنے میں ثواب بیشمار ہے +

ایصال ثواب

اس کے بعد دو رکعت نماز ہر ایک رکعت میں چاروں قُل پڑھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم، تمام اصحاب، ازواج مطہرات، اہل بیت، تابعین، تبع تابعین، مجتہدین، اور اپنے سلسلہ کے تمام پیروں اور سب مشائخوں پر فاتحہ پڑھے۔ اور ان کے مُبارک رُوحوں سے مدد مانگے۔ کیونکہ جو شخص بزرگوں کے ارواح کو فاتحہ سے یاد کرتا ہے۔ تو اُن کو اطلاع ہو جاتی ہے۔ اور ضرور ہی وہ مدد کرتے ہیں ۔

حدیث شریف میں وارد ہے، کہ دُعا اور فاتحہ کے بڑے بھاری ثواب کو نور کی طشتریوں میں رکھ کر ارواح کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ فلاں فلاں اشخاص کی طرف سے ہدیہ ہے۔ وہ ایسے خوش ہوتے ہیں۔ جیسے کوئی زندہ خوب و عمدہ تحفہ سے خوش ہوتا ہے ۔

اور اُس وقت کی محافظت میں پوری پوری احتیاط کام میں لائے۔ کہ خدا کی یاد اور حق جل و علے کی عبادت کے سوا ے کسی اور کام میں مصروف نہ ہو۔ اس لئے کہ اس وقت کو صبح ثانی کہتے ہیں۔ بلکہ اُس سے بھی زیادہ بزرگ ہے۔ کیونکہ صبح کی جو گھڑی گذرتی ہے، وہ جدائی لاتی ہے۔ اور جو گھڑی شام کی جاتی ہے وہ باہم ملنے کی تسلی بڑھ جاتی ہے۔ اور بے غل غباڑ۔ خدا کی یاد حاصل ہوتی ہے ۔

درود شریف

اس کے بعد درود پڑھنے میں مشغول ہو۔ اور نیاز اور سچائی کے رُو سے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ اور آپ کی پاک درگاہ میں توجہ کرے۔ اور آپ کے بے مثال جمال کا آرزو مند ہو۔ کیونکہ درود کا پڑھنا، ہزاروں برکتوں کا سرچشمہ اور سعادتوں کے دروازوں کی چابی ہے۔ اور اس وقت میں درود کا مقرر کرنا۔ اس لئے ہے۔ کہ شاید اس ذریعہ سے خواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دیدار فیض آثار کا شرف حاصل ہو جائے۔ اور اس عظیم الشان دولت کے حصول سے دین و دنیا کی سعادت نصیب ہو (اگر خداوند تعالے صاحب فضل عظیم کی عنایت ہو) اور درود شریف کی فضیلت پہلے مقصد میں لکھی جا چکی ہے ۔

درود خمسہ

اور اگرچہ ہر ایک درود کی خوبیاں اور خاصیتیں مشائخوں کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ لکھی ہوئی موجود ہیں۔ لیکن تجربہ میں یہی آیا ہے۔ کہ درود خمسہ کو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب میں زیادہ قبولیت ہے۔ اور پُورا پُورا اثر ہے۔ لیکن درود کی فضیلت

Marfat.com

سوا اُس کے قبول ہونے کا یہی موجب ہے۔ نماز میں تشاہد کے بعد پڑھتے ہیں ÷

نمازِ عشا

جب درودوں سے فراغت حاصل ہو۔ تو عشا (خفتن) کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے۔ اور نماز ہو چکنے کے بعد اپنے گھر میں واپس آئے۔ اور گھر میں داخل ہوتے وقت حسب ذیل دعا پڑھے :۔

رَبِّ انزلنی منزلاً مُبارکاً و انت خیرالمنزلین ÷

اور کسی کے ساتھ باتیں نہ کرے۔ مگر اپنے گھر کے لوگوں کو سلام علیک کہے کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت مُبارک ہے ÷

نھی عن النوم قبل العشاء وعن التکلم بعد العشاء (عشا کے پہلے سونا اور اُس کے بعد باتیں کرنا منع ہے) ÷

اس کے بعد اپنے تکیہ گاہ میں آئے۔ اور گذشتہ وقتوں کی طرف نگاہ کرے۔ اگر تمام دن خدا کی یاد اور رضامندی میں گذرا ہے، تو شکر کرے۔ تاکہ بمصداق آیۃ کریمہ لئن شکرتم لازیدنکم (اگر تم شکر کروگے تو میں اپنی نعمتوں کو تم پر اور بھی زیادہ کرونگا) یاد خدا سے اُس کو ہو۔ اور خلاف مُدعا یا غفلت سے گذرا یا بندگی میں کچھ قصور ہوگیا۔ تو اُس سے نادم اور پشیمان ہو اور کمال عجز و زاری کے ساتھ ستر بار استغفار پڑھے۔ کہ قصوروں کا معاف ہونا۔ اور رحمت کا نازل ہونا، زیادہ تر عجز و نیاز سے ہوتا ہے ÷

؟

وتر

اور اگر اُسے یقین ہو کہ میں جاگ پڑوں گا۔ تو وتروں کی نماز تہجد کے بعد پڑھے جب اپنے مُصلے پر وتروں کی نماز میں دیر کرے۔ اور پچھلی رات میں پڑھے۔ تو رات کے اعمال کے لکھنے والے، اُس کے نام پر نیکیاں لکھتے ہیں۔ جب تک کہ وہ وتروں سے فراغت حاصل نہ کرلے۔ اور تمام رات بھر کچھ نہ کھائے۔ اور اگر اشتہا دامنگیر ہو تو بہت تھوڑا کھائے۔ تاکہ گرانی اور کاہلی نہ آنے پائے۔ اس لئے کہ تھوڑا کھانے میں دل کی صفائی۔ روح کی لطافت جسم کی صحت۔ اعضاء کا ہلکاپن۔ وضو کا نہ ٹوٹنا۔ نیند کا نہ آنا۔ یہ سب کچھ حاصل ہوتا ہے ÷

کم کھانا

آداب نوم

اور اگر نیند غلبہ کرے تو بستر پر آکر سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور تینوں قُل پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں میں پھونک کر بدن پر ملے۔ کہ یہ عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کا ہے۔ اگر وضو ہو تو بہتر ہے۔ نہیں تو وضو دوبارہ کرلے۔ جو شخص باوضو ہو کر سوتا ہے۔ اُس کو قائم اور روزہ دار کا ثواب ملتا ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے۔ جو شخص پاک صاف ہو کر سوتا ہے۔ اُس کی جان کو (قضا و قدر) کے اجازت دیتے ہیں۔ کہ جا سیر کر اور عرشِ بریں کا طواف کر، اور اللہ تعالےٰ کے حضور میں سجدہ کر اور اس طرح پر سوئے کہ سر اُتر کی طرف یا دکن کی طرف اور دائیں ہتھیلی اپنے مُنہ کے کے نیچے اور مُنہ کو قبلہ رُو لادے۔ اور اُس وقت کو یاد کرے کہ اس طریق سے اُس کو قبر میں سُلائیں گے ◆

چاہیئے کہ استغفار پڑھ کر اور اپنے دل کو تمام علاقوں سے کاٹ کر خدا کی طرف متوجہ کرے۔ اور اپنا آخری دم خیال کرے۔ جیسے آدمی کی جان کہ اُس کو بحالت خواب قبض کرتے ہیں۔ تو اُس کو کیا خبر ہے کہ دوبارہ اُس زندہ کریں گے یا نہیں۔ النوم اخ الموت "نیند موت کی بہن ہے" اور تکلف (بناوٹ) سے نہ سوئے۔ اور خدا کے ذکر میں اپنے مشہود میں مستغرق رہے۔ اور ذوق حاصل کرے۔ یہاں تک کہ نیند غالب ہو جائے ◆

ایسی خواب (جس کا اوپر ذکر ہوا) نیک بختوں کی ہے۔ بلکہ (اصل بات پوچھو تو ایک عمدہ) ہے۔ اور جس وقت جاگے، ہوشیار ہوتے ہی، دل کو حاضر۔ زبان کو ذاکر بمصداق آیہ کریمہ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (سورۃ السجدۃ) ◆

"دور ہوتی ہیں کروٹیں اُن کی، بچھونوں سے۔ پکارتے ہیں پروردگار اپنے کو ڈر سے اور طمع سے اور اُس چیز سے کہ ہم نے اُن کو رزق دیا ہے۔ خرچ کرتے ہیں" ◆

طارق بن شہاب جو تابعین میں سے ایک معتبر شخص تھے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک سفر میں سلمان فارسی کے ساتھ تھا۔ جو ایک مشہور و معروف بزرگ تواریخ اسلام میں ہے، میں تہجد کی نماز کے لئے اُٹھا۔ مگر وہ نہ اُٹھا۔ ہاں صبح ہونے سے پہلے اُس نے چند رکعتیں ادا کیں۔ مجھے اس بات سے تعجب ہوا کہ حالانکہ وہ مجھ سے افضل تھا۔ اور پھر نہ اُٹھا (اس کا باعث کیا ہے) جب اُس نے میرے تعجب کو معلوم کیا، تو کہا۔ کہ میں تو رات بھر نماز میں تھا۔ جب میں جاگتا تھا۔ تو کیا تو نہیں دیکھتا تھا۔ کہ میں خدا کے

Marfat.com

ذکر میں مشغول تھا۔ یاں تک کہ میں پھر سو جاتا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ بیشک۔ اُس نے کہا کہ
وُہی ذکر بجائے نماز ہے +

اُور تمام وقتوں کو خدا کے یاد کرنے اُور حق تعالےٰ کی عبادت میں قائم رہنے کو
اپنے پر لازم رکھے۔ کہ خداوند تعالےٰ نے آدمی کو اُس کی عمر کا تمام وقت ایک سرمایہ
دیا ہے۔ تاکہ اُس سے نفع حاصل کرے۔ پھر اگر سرمایہ رائگاں جائے۔ تو نفع کہاں سے
ہاتھ لگے گا +

پس جو شخص باقاعدہ زندگی بسر کرنا چاہئے، یا اس کو لازم ہے کہ مذکورہ بالا طریق
پر اپنے وقتوں کو تقسیم کرے۔ تاکہ دونوں جہان کا سعادتمند اور دین و دنیا میں مقبول ہو۔ اور
ہر ایک عبادت سے تازہ حضور۔ اور بے اندازہ ترقی حاصل کرے۔ اور ہر ایک
عمل سے ایک تازہ مزہ پائے۔ جس طرح پر کہ صاحبان نعمت کے دسترخوانوں پر قسم قسم
کے کھانے چُنتے ہیں، اور ہر ایک کھانے سے ایک علیحدہ مزہ اور نرالی لذت پاتے ہیں۔
اسی طرح پر ازلی سعادتمند اور خدا کی درگاہ کے مقبول۔ قسم قسم کی عبادتوں میں اپنے
وقتوں کو آباد رکھتے ہیں۔ اور طرح طرح کی عبادتوں سے نیک بختیوں کے خزانوں کے
ذخیرے ظاہر کرتے ہیں +

حدیث شریف میں ہے۔ ہر ایک روز، سورج چڑھے آواز دیتے ہیں۔ کہ
"اے آدم کے بیٹے مجھ سے اپنا حصہ لے۔ یعنی بہت سی بندگی اور بکثرت نیکی کر۔ جب
میں تجھ سے جُدا ہو جاؤں گا۔ تو پھر کبھی بھی تیرے پاس لوٹ کر (واپس) نہ آؤں گا۔ پس
جس شخص کو تقدیر الٰہی کے کارخانہ سے کامل عقل، اور عالی فطرت نصیب ہوئی ہے۔ وہ
اپنے نفع و نقصان کو سمجھتا ہے۔ اور اتنا جانتا ہے۔ کہ سانسوں (انفاس) کے جواہرات
کا خزانہ، بیفائدہ خرچ کرنا ہوشمندوں کا کام نہیں ہے۔ اور عمر کی پونجی کو رائگاں دینا
عقلمندوں کا انجام نہیں ہے۔ اس لئے کہ عقل کامل، ایک ایسی متاع ہے۔ کہ انسان
کو بزرگی کے رُتبہ پر پہنچاتی ہے۔ اور اس (انسان) میں جو حیوانات والی صفتیں ہیں۔ اُن کو
فرشتوں والی خوبی سے مبدل کر دیتی ہے۔ اور کامل عقل سے، عقل معاد (دینی کام
کی عقل) مراد ہے۔ نہ دنیاوی عقل۔ اور دین کے بزرگوں، اور یقین کے راستہ
چلنے والوں کے نزدیک، عقل کا مآل یہ ہے۔ کہ آدمی اپنے کاموں کی صورت۔ اپنے

احوال۔اقوال اور افعال کو عقل کی عینک لگا کر دیکھے۔اور ناپسندیدہ خصلت اپنی ذات میں موجود ہے۔اس سے پرہیز کر کر صفات حمیدہ سے موصوف ہو۔تاکہ کامل انسان بن جائے ٭

اور انسان دو چیزوں سے ملا ہوا ہے (۱) صورت (۲) صفت۔اور حکم صفت کو ہے۔اس لئے کہ صورت فنا ہو جاتی ہے۔اور صفت قائم و باقی رہتی ہے اسی باعث سے ہے کہ کل قیامت کے دن، ہر ایک حشر اپنی صفتوں پر ہو گا۔اور صورت معنوں کے رنگ میں رنگی جائیگی۔اور جو صفت اندر ہے باہر نکل آئے گی۔اگرچہ الحال محسوسات کے شغل سے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔لیکن جس وقت جان تن سے نکل جائے گی۔اصل حقیقت روشن ہو جائے گی٭

پس آدمی کو لازم ہے کہ اچھی صفتوں کا اپنی ذات پر غلبہ دے اور رات دن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے۔لیکن جب تک تو پسندیدہ صفتوں اور بُرے عملوں میں تمیز نہ کرے۔اپنی ذات کو اچھی صورت۔نیک اخلاق سے سنوار نہیں سکتا۔پس اچھی صفتوں کو کان لگا کر سُن، جو حسب ذیل ہیں:۔

علم۔حیا۔رضا۔عفو۔رافت۔نصیحت۔تواضع۔مُروت۔مُدارات۔محبت شجاعت۔سخاوت۔عدل۔تقوےٰ۔زہد۔ورع۔توکل۔اخلاص۔اور تصدیق وغیرہ٭

اور بُری صفتیں یہ ہیں:۔

دُنیا اور اُس کے بلند رُتبوں کی محبت۔کینہ۔خودی۔بُخل۔غصہ۔خود بینی۔جھوٹ چُغلی کھانا۔تہمت۔حرص۔ظُلم۔دکھلاوا۔لمبی اُمیدیں رکھنا۔خلقت کے عیبوں میں نظر ڈالنا۔رحمت کی کمی نصیحت سے مُنہ پھیرنا۔دشمنی رکھنا۔لالچ۔اپنے برابر کسی کو نہ سمجھنا۔بہت کھانا۔شھوۃ وغیرہ٭

العلم والحیاء والرضاء والعفو والرافۃ والنصیحۃ والتواضع والمروت والمدارات والمحبت والشجاعت والسخاوت والعدل والتقوی والزھد والورع والتوکل والاخلاص والصدق وغیر ذالک٭

حب الدنیا والجاہ والحقد والکبر والبخل والغضب والعجب والکذب والغیبۃ والتھمۃ والحرص والظلم والریاء وطول الامل والنظر فی عیب الخلق

Marfat.com

وقلة الرحمة و ترك النصيحة والعداوة والطمع والرعونة وكثرة الاكل والشهوة +

اس لئے کاملانِ اہل معنی نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ اچھے خلقوں کے ساتھ اگر تھوڑی عبادت بھی ہو، تو اُسے قبول کر لیتے ہیں۔ اگر اچھے اخلاق نہ ہوں اور عبادت بہت ہو، تو کسی سے قبول نہیں ہوتی +

حدیث شریف میں ہے کہ جب نیکو کار بندہ کو قبر میں رکھتے ہیں تو اللہ تعالےٰ اُس بندہ کے نیک عملوں سے ایک نہایت خوبصورت شکل پیدا کرتا ہے تاکہ اُس آدمی کی مونس اور غمگسار ہو۔ اور وہ (آدمی) اُس شکل کے حُسن وجمال کے دیکھنے سے خوش ہوتا ہے۔ اُس شکل کے گلے میں موتیوں کا ہار رہتا ہے۔ آدمی اُس شکل میں ہاتھ ڈالتا ہے، تو وہ ہار ٹوٹ جاتا ہے۔ اور موتی زمیں پر بکھر جاتے ہیں۔ تب وہ بندہ شرمندہ ہو جاتا ہے۔ مگر وہ شکل جمیلہ کہتی ہے، کہ کچھ غم نہ کر۔ اور آکر موتیوں کو زمین سے چُن لیں۔ ابھی پُورے چُن نہ چکے ہونگے کہ حضرت اسرافیل صور (بگل) پھونک دینگے۔ اور قیامت برپا ہو جائے گی +

قوله تعالىٰ لم يلبثوا الساعة من النهار "ابھی دن کی ایک گھڑی بھی نہیں گذری" +

اور جو شخص بدکردار ہو، اُس کے بُرے کاموں سے ایک بُری شکل بناتا ہے۔ جس کا منہ کالا ہوتا ہے اور دانت لمبے اور اس کے مُنہ سے سخت بدبو آتی ہے اور وہ بدکردار بندہ کہتا ہے کہ بُری شکل مجھ سے کب دُور ہوگی۔ وہ کہتی ہے کہ میں تجھ سے کبھی علٰحدہ نہ ہونگی۔ میں تیری بدکرداریوں کا مجموعہ ہوں جو تو دنیا میں کرتا تھا۔ اس آدمی کے لئے ایک ایک گھڑی۔ ایک ایک برس ہو کر گذرے گی +

حضرت رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اُس نیکو کار بندہ کو وہ شکل جمیلہ ایسی پسند آتی ہے کہ وہ مرا ہوا قبر سے نہیں اُٹھتا۔ اور اُس کی حوریں اور غلمان جو بہشت میں کہیں گے "اے اللہ ہمارا مالک کہاں ہے"۔ فرشتوں کو حکم ہو گا کہ جاؤ اس بندے کو ساتھ لاؤ۔ فرشتے آکر اُس بندہ کے گرداگرد کھڑے ہو جائینگے۔ اور کہینگے اے خدا کے دوست اُٹھ اور بہشت چل۔ وہ کہے گا کہ یہی جگہ بہشت ہے۔ حکم ہوگا۔ کہ اُس کے گلے میں نور کا طوق

ڈالیں۔ اور بہشت میں لائیں۔ کیونکہ ابھی بیچارے نے بہشت کو نہیں دیکھا۔ جب وہ بہشت کو دیکھے گا تو اپنی اُس قبر اور شکل کو بھول جائے گا ✦

پس بُری خصلتوں سے الگ رہنا اور نیک صفتوں کا خوگر ہونا۔ سعادتمندوں کی عادت ہے۔ عقلمند آدمی کو لازم ہے کہ نیک کاموں کو ہمیشہ نجات کی پونجی جانے۔ اور جلد گذر جانے والی عمر پر بھروسہ نہ کرے۔ فرصتِ وقت کو غنیمت گنے۔ اور آخرت کے توشہ سے غافل نہ ہو۔ اور ہمیشہ اپنے اصلی وطن کو جانے کے لئے تیار رہے۔ اَور اپنے تئیں راستہ پر سرائے کا مسافر جانے۔ موت کو بہت یاد کرے۔ اور اپنے نفس کو مردہ جانے۔ اور دنیا کے فائدوں کے ساتھ کم ہی محبت۔ میلان۔ اور رغبت کرے۔ اَور جو کچھ خدا کے سوا ہے، اس کو ہیچ اَور نابود جانے۔ کسی کے ساتھ۔ دُکھ۔ کینہ۔ بخل۔ تکبر۔ نہ کرے۔ اَور نفسانی حرص و ہوا کی متابعت کو ترک کرے۔ اور دُنیا سے ہمیشہ نفرت اور کراہت کرے۔ اور اپنی تمام ہمّت کو ایسا یک سو کر لے۔ کہ سوائے خدا کے کسی اور طرف نہ پھرے۔ اور اپنے ظاہر کو بندگی اور شریعت کی پابندی سے آراستہ رکھے۔ اور دل کو غیر حق سے پاک و صاف۔ اور ایک دم بھی خدا کی یاد سے غافل نہ رہے۔ اور اپنے پروردگار کو بھول نہ جائے۔ اور اپنی جسمی عبادت کو حضورِ دلی کے ساتھ جمع کرے۔ اور اپنے خداوند تعالےٰ کے وعدہ پر ٹھیک یقین رکھے۔ توکّل اور قناعت کو اپنے وجود پر اختیار کرے۔ اور جس قدر رزق اس کو خدا تعالےٰ نے دیا ہے اِس پر راضی اور شکرگذار رہے اَور دوں کی کمائی پر آنکھ نہ رکھے۔ اَور زیادہ طلبی میں اپنے عزیز وقت کو ضائع نہ کرے۔ اور خدا کی خدمت کو خلقت کی خدمت پر مقدم رکھے۔ بدعقیدوں اور جاہلوں سے صحبت نہ رکھے اور بدکاروں اور بے حیاؤں کی دوستی میں گرفتار نہ ہو جائے۔ اور دلی ارادہ پر عمل کرے۔ اور رخصت سے دُور رہے ✦

شبہ اور حرام سے پرہیز کرے۔ حلال کی روٹی میں کوشش کرے۔ مال کے جمع کرنے پر لالچی نہ بنے۔ اور اگر دُنیا کی ثروت حاصل ہو جائے تو اس کا دھوکا نہ کھائے۔ اگر نہ ملے تو اس کی تلاش میں اپنی جان کو (در بدر) خوار نہ کرے۔ اَور جو کچھ خدا کی یاد کے ساتھ (کما سکتا ہے یا حاصل کر سکتا ہے) اُسی پر راضی اور صابر ہو ✦

گلہ اور شکایت کو لب تک نہ لائے۔ اور باقی کو فانی سے تبدیل نہ کرے۔ دکھلاوا

Marfat.com

سے دُور رہے۔ اور خدا کی عبادت کو غرض آلودہ نہ کرے۔ جو کچھ کرے، خلوص دل کے ساتھ کرے۔ اس میں کسی قسم کا لالچ نہ ہو +

فقیروں اور درویشوں کو حقارت کی آنکھ سے نہ دیکھے۔ اور شکستہ دل اور بے نواؤں کے دل ہاتھ میں لاوے۔ کسی کے دل کو آزردہ نہ کرے۔ کسی کے دکھانے سے نہ دیکھے اور جس شخص کو ستانا چاہیے اُس کو بھی نہ ستائے۔ اور بھلائی و پرہیزگاری کو اپنا دوست بنائے۔ خداوند تعالےٰ کی عبادت اور دین کے کاموں میں سُستی نہ کرے۔ اور اپنے عملوں کو اپنی نظر میں جگہ نہ دے۔ اور اُن کی قدروقیمت جانے۔ اور خوفِ خدا اور آخرت کا غم اپنے دل سے دُور نہ کرے۔ سوائے خدائے تعالےٰ کے اور کسی سے دل نہ لگائے اور ہمیشہ خدا کی رضامندی میں کوشاں رہے۔ اور لوگوں کے عیبوں سے پردہ پوشی کو عمل میں لاوے۔ اور جس کے ساتھ نیکی کرے اُس کو کبھی زبان پر نہ لاوے۔ جو شخص اس سے بُرائی کرے، اُس سے بدلہ نہ لے۔ بلکہ بدی کا بدلہ نیکی سے کرے۔ اور دوست دشمن یکساں دیکھے۔ اپنے نفع کے لئے کسی دوسرے کا نقصان پسند نہ کرے۔ اور ایسی صحبت میں جس میں لغو اور بیہودہ باتیں ہوتی ہیں، ہرگز نہ بیٹھے۔ اور کسی کو جواب دینے میں تیز مزاج اور ترش رُو نہ ہو۔ بات وہی کرے جو ٹھیک اور دُرست ہو۔ کم کھانے اور کم سونے کا عادی بنے۔ اپنے نفس کا فرمانبردار اور تابع نہ ہو جاوے۔ بلکہ اُس کے عیبوں اور بُرائیوں کو ہمیشہ دیکھتا رہے۔ بزرگانِ سلف کی باتیں دل کے کانوں سے سُنے۔ اُن پر عمل کرے۔ اور بزرگوں کی خصلتوں کو اپنا پیشوا بنائے۔ اس لئے کہ یہ سب اچھے اخلاق، خدا کے طالب کے لئے، ایک عظیم الشان سرمایہ۔ اور دین کی دولت کے نگہ رکھنے کے لئے ایک محکم قلعہ ہیں +

لیکن اس بات کو بھی جان لے۔ کہ بُری عادتیں جو مزاج کی زمین میں جڑ پکڑ گئی ہوں۔ وہ ریاضت اور مجاہدہ کے بغیر دور نہیں ہوتیں۔ اور اخلاق کی آراستگی اور صفات کی پسندیدگی، خداوند تعالےٰ کی طاعت اور عبادت کے سواء حاصل نہیں ہوتی۔ یہی تو باعث ہے کہ بڑے بڑے دینداروں اور یقین کے راستہ پر چلنے والوں نے مدت مدید اور عرصہ بعید سے۔ اپنے نفس کو ریاضت کی کٹھالی میں گلایا ہے۔ اور اُس کے ذریعہ دل کو بُری صفتوں اور بدعادتوں سے پاک کیا ہے۔ **مثنوی**

Marfat.com

آناںکہ گوئے عشق زمیداں ربودہ اند　　بنگر کہ وقت کار چہ جولاں نمودہ اند
در وسع آدمی نبود آنچہ کردہ اند　　ایشاں مگر ز طینتِ انسان نبودہ اند

"جو لوگ عشق کے میدان سے گیند لے گئے ہیں۔ تو دیکھ کہ کام کے وقت میں انہوں نے کیا کیا جولانیاں دکھلائی ہیں۔ چونکہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ آدمی کی بساط سے بڑھ کر ہے۔ تو ایسا سمجھ میں آتا ہے۔ کہ گویا انسانی طبیعت کے آدمی ہی نہ تھے" +

اے عزیز! جس گروہ نے ریاضت کی تلواروں۔ اور مخالفت کی چھریوں سے نفس امارہ کو مارا ہے۔ اور پورے مجاہدہ اور محنت سے اپنی جان کو پاک کیا۔ عزت اور اقبال کا تاج انہیں کے سر پر رکھا گیا۔ اور (روحانی) سلطنت کی قبا انہیں کے زیب تن ہوئی۔ اور دولت کی پیٹی انہیں کمر پر باندھی گئی۔ پس اگر تجھ میں بھی کچھ ہمت ہے، تو اس چند روزہ آرام کو اپنے پر حرام کر۔ اور دنیا کی خوشی اور آسودگی کو رخصت کر۔ اور بہادرانہ طریق پر اس راستہ میں آ۔ اور اپنے دل میں سوچ، کہ آدمی کو عالم دنیا میں کس لئے لائے ہیں۔ اگر کھانے۔ سونے۔ شہوت چلانے اور اکرام سے بیٹھنے کے لئے ہی پیدا کیا ہے تو چاہئے تھا۔ کہ چوپائے اور حیوانات بھی بزرگ ہوتے۔ حالانکہ ان سب کو خداوند تعالےٰ نے آدمی کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور آدمی کو خاص اپنی ذات کے لئے بنایا۔ جس بوجھ امانت کو زمین و آسمان اٹھا نہ سکے، اس کے سر پر ڈال دیا۔ جس طرح پر خداوند تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا +

"ہم نے اس امانت کو آسمانوں۔ زمین۔ اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے۔ اور (دیکھو) انسان نے اسے اٹھا لیا۔ یہ (آدمی) بڑا ہی ظالم اور جاہل ہے" +

حدیث شریف میں وارد ہے کہ دو فرشتے آواز دیتے ہیں۔ ایک کہتا ہے۔ اے افسوس! یہ خلقت پیدا نہ ہوئی ہوتی۔ دوسرا کہتا ہے پیدا ہوئی تھی تو جانتی۔

Marfat.com

کہ مجھ کو (قضا و قدر نے) کس لئے پیدا کیا ہے +

پس تو ہوشیار ہو۔ اور اپنی چند روزہ زندگی کو غنیمت جان۔ اُس میں خداوند تعالےٰ کی طرف توجہ کر۔ تو کس چیز پہ دھوکا کھا گیا ہے۔ اور کس اُمید پر بھروسہ کر بیٹھا ہے۔ جب عمر کے لئے کوئی خاص مہلت اور مدت مقرر نہیں ہے۔ تجھے کیا ہے کہ کس وقت تو اس دُنیا سے کوچ کر جاوے گا۔ آج کے دن ہمیشہ کی سعادت جستجو سے حاصل ہو سکتی ہے +

اور جب وہ وقت آجاوے۔ جس کی خداوند تعالےٰ نے قرآن مجید میں خبر دی ہے یعنی اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ +

جب اُن کی اجل آجاتی ہے۔ تو نہ ہی ایک دم (مقررہ وقت سے) آگے ہوتی ہے۔ نہ ہی پیچھے +

اور ابھی تیرے سب کام ادھورے ہی ہوتے ہیں۔ کہ تجھ کو عالم دُنیا سے اُٹھا لے جاتے ہیں۔ اُس وقت تو کیا عذر کرے گا۔ اپنی نجات کے لئے کونسی سند پیش کرے گا۔ ماں باپ۔ بی بی۔ بچے۔ بھائی۔ دوست۔ مال۔ مرتبہ۔ شان و شوکت سب کے سب سعادت کے راستہ سے کانٹے کرکٹ ہو گئے۔ اور انہوں نے اصلی مقصود سے تجھے دور ہٹا دیا۔ آخر کار سب کو اسی جگہ چھوڑ تنہا خاک کے تلے جانا ہے +

نقل ہے۔ کہ شاہنشاہ سکندر اعظم نے اپنے آخری وقت میں وصیت کی کہ میرے دونوں ہاتھوں کو کفن سے باہر رکھنا۔ انہوں نے اس کا سبب پوچھا۔ اُس نے کہا۔ اس لئے کہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے۔ کہ دنیا کے جہان سے خالی ہاتھ جاتا ہوں اور کسی چیز کو اپنے ہمراہ نہیں لے جاتا +

پس عبرت کی آنکھ سے دیکھ۔ کہ ہمارے وہ ساتھی، جو دُنیا کے مال و دولت سے مسرور تھے۔ اور جنہوں نے دنیاوی کاموں کے سرانجام دینے میں ایسی ایسی تدبیریں کی ہیں کہ عقل دنگ اور فکر حیران رہ جاتی ہے۔ وہ کہاں گئے۔ اُن کے وجود سے کوئی نشان باقی نہیں۔ اُن کے احوال سے کوئی واقف نہیں۔ تو کل کو ہمارا بھی ایسا ہی حال ہو گا +

Marfat.com

حدیث شریف میں وارد ہے، کہ جب میت کو قبر میں رکھتے ہیں۔ اور عذاب دیتے ہیں۔ تو اُس کے پڑوسیوں کی روحیں آواز دیتی ہیں کہ "اے عزیز! تو ہم سے تھوڑی سی دیر کر کے آیا۔ اور ہم تجھ سے پہلے یہاں پہنچ گئے تھے۔ ہمارا حال دیکھ کر تو نے کیوں عبرت نہ لی۔ اور جو ہم سے تغافل اور سستی وغیرہ ہوئی تھی۔ اُس کا تو نے تدارک کیوں نہ کیا؟ اور اپنی تمام قابلیت کو بیکار چھوڑ دیا۔ اور اپنی عمر کے متاع کو غفلت میں برباد کر دیا ✣

افسوس صد افسوس! ہم بے ہوشوں، بے عقلوں سے، اُس بُری خصلت یعنی بُری خصلتوں کے سوا اور کوئی نیک کام سرانجام ہی نہیں پاتا۔ اور پرلے درجہ کی غفلت کے باعث ہم کبھی ہوشیار اور واقف ہی نہیں ہوتے۔ اور اس دُنیا کے فنا پذیر۔ اور نفسانی لذتوں میں ہی خوش دل اور مسرور ہو رہے ہیں۔ ہم نے دین کے خرواریں حرص و شہوت کی آگ لگا رکھی ہے ✣

اے حسرت و شرمندگی! ہماری تمام عمر۔ نفسانی لالچوں کی متابعت میں ربانی حکموں کے برخلاف تباہ ہو گئی ہے۔ اور کوئی ایسا کام ہم سے نہ ہو سکا۔ جو ہماری آخری نجات کا ذریعہ ہوتا۔ اب جو بڑھاپے کی کمزوری نے ہم پر ڈیرہ ڈال دیا۔ اور وہ جوانی کی طاقت اور اُمنگ جاتی رہی۔ تو سوائے حسرت اور پشیمانی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ پس سب سے بڑھ کر عقلمند وہی آدمی ہے۔ جو اپنے تمام وقتوں کو خدا کی یاد میں محفوظ رکھ کر سعادتوں کے خزانے جمع کرے۔ اور اس چند روزہ زندگی کو نفسانی حرص و ہوا کے برخلاف خدا کے راستہ میں قربان کرے۔ کیونکہ نفسانی حرص و ہوا کی متابعت ہی ایک ایسا بڑا کام ہے۔ جو سعادت جاودانی کی روک ہے۔ اور جو انسانوں کو خدا کے راستہ سے دور لیجاتا ہے۔ اور لاکھوں خواہشوں کو برخلاف حکم ربانی ہمارے دلوں سے پیدا کرتا ہے۔ اور اپنی فوج کو جس کے بڑے بڑے افسر اور سپہ سالار حرص و ہوا۔ شہوت۔ تکبر۔ بخل۔ حسد۔ غضب۔ ایک کی بات لے کر دوسرے کو لگانا خود بینی وغیرہ ہیں۔ ہم پر مقرر کرتا ہے۔ پس نفس آدمی کا دوست نما دشمن ہے۔ اور ظاہر میں وہ آشنا ہے۔ لیکن در اصل بیگانہ۔ جو آدمی اُس کا مطیع اور فرمانبردار ہو۔ ہزاروں خرابیوں اور بلاؤں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور صغیرے اور کبیرے

Marfat.com

(چھوٹے بڑے) گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اور آخرت کی سعادت حاصل کرنے سے بالکل محروم رہجاتا ہے۔ اگرچہ آج کے دن انسان کو نفس کی بُرائیاں اور مکاریاں معلوم نہیں ہوتی۔ اور جو کچھ وہ حکم دے اُس کے مطابق کرتا ہے۔ لیکن کل دار الجزا یعنی بدلے کے دن کام کی حقیقت معلوم ہو جاے گی۔ اور جو کچھ آج کر رہا ہے۔ سب کا سب اپنی آنکھ سے دیکھ لے گا۔ پس جب تک نفس امارہ کی خود رائی، اور مَیں پن زندہ اور اس کا حکم قائم ہے۔ اسلام کے کارخانے میں خرابی در خرابی ہو رہی ہے +

جب نفس امارہ کی حالت، نفس مطمئنہ کے رنگ میں رنگی جاتی ہے۔ اور ریاضت و مجاہدہ سے قابو میں آتا ہے۔ تو فرمانبردار اور مطیع ہو جاتا ہے۔ اُس وقت انسان کے لئے امن ہی امن ہے اور مقام اعلے علیین ہے +

قولہٗ تعالیٰ۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی ﴿

"لیکن جو شخص اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہونے سے ڈرا ہو اور اپنے نفس کو شہوت سے روک رکھا ہو۔ پس تحقیق بہشت وہی ہے رہنے کی جگہ" +

یہی تو سبب ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نفس کے ساتھ جہاد کرنے کو۔ کافروں کے ساتھ جہاد کرنے پر بزرگی اور برتری دی ہے اور اپنے اصحاب رضی اللہ عنہ اجمعین کو فرمایا:۔

رجعنا من جھاد الاصغر الی جھاد الاکبر "اب ہم چھوٹے جہاد سے لوٹ کر بڑے جہاد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں"۔ تاکہ خدا کے حکم کے سوا کوئی کام نہ کرے۔ اور بندگی کے راستہ سے انحراف نہ اختیار کرے۔ اور انکار اور سرکشی کو چھوڑ کر چھوٹے دشمن (نفس امارہ) کے مذہب سے بیزار ہو کر خدا کی غلامی اور فرمانبرداری میں آئے۔ اور رات دن رضا الٰہی میں کوشش کرے +

پس اس مطلب کو بخوبی سمجھنا چاہئیے۔ کہ نفس امارہ اُس وقت قابو میں آتا ہے اور خداوند تعالےٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ کہ تو اس کو ریاضت سے پامال کرے۔ اس لیے مفصلہ الذیل چار صفتوں سے بڑھ کر تزکیۂ نفس کے لئے، اور کوئی زیادہ کامل

Marfat.com

ریاضت نہیں ہے +

خواجہ عبداللہ سہل تستری قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ تمام قسم خوبیا اور نیکیاں چار خصلتوں میں رکھی گئی ہیں۔ اور انہیں چار خصلتوں سے خدا کے لوگ۔ ابدال کے درجہ تک پہنچے ہیں۔ اس لئے کہ کمال مجاہدہ اور نہایت ریاضت جن سے نفس امارہ ٹوٹ پھوٹ کر ہموار اور صاف ہوتا ہے۔ اِن چاروں عادتوں پر ہی موقوف ہے:۔

اول۔ کم سونا +

دوم۔ کم کھانا +

سوم۔ کم بولنا +

چہارم۔ لوگوں کے پاس کم بیٹھنا +

چنانچہ اِن میں سے ہر ایک خوبیاں تفصیل وار بیان کی جاتی ہیں +

جاننا چاہئے، کہ خلوت (تنہائی) کا فائدہ۔ اور عوام کے ساتھ صحبت کرنے کا نقصان یہ ہے، کہ لوگوں کے ساتھ ملاپ رکھنے میں لاکھوں فتنے اور بلائیں، اپنا منہ کھاتی ہیں۔ اور غفلت جو تمام بدبختیوں کا سردار ہے، غالب آتی ہے۔ اور بُری صفتیں مثلاً حسد۔ کبر۔ غضب۔ ریا۔ جھوٹ۔ غیبت۔ چغل خوری۔ ڈھینگ مارنا۔ خود بینی۔ خود ستائی بناؤ سنگار۔ دُنیا کی محبت۔ رُتبہ کا لالچ۔ حرص و طمع اور نفاق پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ ردی خصلتیں۔ دین کی خرابی اور خداوند تعالےٰ سے دور ہونے کا باعث ہیں۔ اس لئے غافلوں کی صحبت میں ایک ایسا اندھیرا چھایا ہوا ہوتا ہے۔ جس کے دل کو سالکان صاف دل کے سوا اور کوئی شخص کم ہی جانتا ہے۔ پس جو شخص غافلوں کی صحبت میں بیٹھے تو اُن کی غفلت کا دھواں دل کی آنکھوں کو اندھا کر دیتا ہے۔ اور جو کچھ ان کی طبیعت میں ہے۔ اُن کے اہل صحبت میں سما جاتا ہے۔ یہی تو باعث ہے کہ اہل معنی بزرگوں نے خلقت کے میل جول سے الگ ہو کر گوشہ نشینی کو اختیار کیا ہے۔ اور اپنے دل کے شیشہ کو اندھیرے اور کھوٹ سے پاک و صاف رکھا ہے۔ تاکہ خداوند تعالےٰ کا ذکر و فکر اور عبادت حاصل ہو اور اُن کے دل کا باغ معانی کے ثمرات سے زینت ناک ہو۔ کیونکہ دنیا کے لوگ، حق سُبحانہٗ تعالےٰ کے راستہ سے بہکانے اور ہٹانے والے ہیں۔ خاصکر بندی کو تو خلقت کے ساتھ بلا ضرورت صحبت رکھنا نہ چاہئے +

Marfat.com

پس اے عزیز! تو ہوشیار ہو۔ اور اپنی ذات کو لوگوں کی صحبت سے دُور رکھ۔ کیونکہ اُن کے دلوں میں دُنیا کی محبت۔ بداخلاقیاں۔ اور غفلت اس طرح پر غالب اور قائم ہو گئی ہیں کہ اگر اُن کے ساتھ بیٹھیں۔ اُن میں بھی پُورا پُورا اثر کرتی ہے +

خواجہ ابوالحسن نوری قدس سرہٗ نے فرمایا ہے "جس طرح پر کہ ایک نیک بخت کی صحبت۔ بدبخت میں اثر کرتی ہے۔ اسی طرح پر بدبخت کی صحبت۔ نیک بخت میں بھی اپنا عمل دخل کرتی ہے۔ اور دل کو سیاہ کرتی ہے +

شیخ شبلی قدس سرہٗ۔ کو لوگوں نے پوچھا۔ تو خدا تعالےٰ تک کب پہنچا۔ فرمایا اُس وقت جب کہ میں نے چار تکبیریں کہیں۔ اُنہوں نے پوچھا چار تکبیریں کیسی ہوتی ہیں +

فرمایا کہ اوّل میں نے معلوم کیا، کہ تمام خلقت مرگئی ہے۔ سو میں نے اُن کے جنازہ پر چار تکبیریں پڑھیں۔ نہ میرا اُن کے ساتھ کوئی کام۔ نہ اُن کا میرے ساتھ کوئی سروکار۔ پس مجھے یقین ہو گیا، کہ عذاب۔ بخشش۔ رحمت کرنے اور روزی دینے والا فقط خداوند تعالےٰ ہے۔ اگر ظاہر طور پر نفع و نقصان اُن سے تھا بھی۔ تو وہ سب اُسی (خدا) کی تقدیر کے موافق و مطابق تھا +

نقل ہے۔ کہ ایک شخص نے داؤد طائی کو کہا، کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ فرمایا دنیا سے روزہ رکھ۔ اور اپنی مرگ کے وقت اُس کو افطار کر۔ لوگوں سے اس طرح پر بھاگ جس طرح شیر سے بھاگتے ہیں +

اور خواجہ حسن بصری قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ توریت میں مذکور ہے۔ جب انسان قناعت کرتا ہے۔ تو بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اور جب خلقت سے گوشنشینی اختیار کرے تو سلامت رہتا ہے +

ایک امیر نے حاتم اصم کو کہا، کہ آپ کو کچھ حاجت ہے تو فرما دیجئے کہ میں اس کو پورا کروں۔ فرمایا کہ ہاں ہے۔ اُس نے کہا وہ کیا ہے۔ فرمایا کہ نہ تو مجھے پھر دیکھ اور نہ میں تجھے پھر دیکھوں +

فضیل قدس سرہٗ نے کہا۔ جب رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے تو میرے دل میں ایک طرح کی خوشی آتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ دن نکلنے تک گوشہ میں بیٹھوں گا۔ اور لوگوں کے

Marfat.com

پریشان کئے بغیر۔ خداوند تعالے کی یاد میں مشغول ہو گا۔ اور جب دن کی روشنی نمودار ہوتی ہے۔ تو میرے دل میں ایک قسم کا رنج پیدا ہوتا ہے، کہتا ہوں۔ کہ اب لوگ مجھ کو یادِ حق سے روک دینگے۔ اور اپنی طرف مشغول کرینگے ❖

لقمان حکیم کو لوگوں نے پوچھا، تو تو ایک گڈریہ تھا۔ اس درجہ تک (جس پر تو اب ہے) کونسی طاعت سے پہنچا۔ اُس نے کہا سچ بولنے، چپ رہنے، بُری صحبت سے پرہیز کرنے سے ❖

پیر بسطامی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ خداوند تعالے کے پہچاننے کی یہ علامت ہے کہ خلقت سے متنفر اور ہمیشہ چُپ چاپ رہے ❖

یحییٰ معاذ قدس سرہٗ نے کہا۔ کہ اکیلا رہنا، صدیقوں کی عین آرزو ہے اور خدا کے ساتھ خوگر ہونا، مطلب ان کا ہے۔ پس دیکھ اور اچھی طرح نگاہ کر کہ خداوند تعالے کی درگاہ کے مُقرّب لوگ خلقت سے کس طرح بھاگتے تھے۔ اور لوگوں کی صحبت سے بیزار ہو کر اور تمام آفتوں سے چھوٹ کر گمنامی کے گوشہ میں، ربانی رضامندی انہوں نے حاصل کی۔ اور خاص بندوں میں داخل ہوئے۔ اور اکیلاپن کو مجلس آرائی سے بہتر جانا ❖

اس زمانے میں بعض کچے فقیر۔ جن کو شربت فنا اور بقا سے مس تک نہیں۔ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے کیا کیا مکاریاں عمل میں لاتے ہیں۔ اور کیسے جال پھیلاتے ہیں۔ اپنی دنیاوی عزت اور اقبال اور خلقت کو اپنی طرف رجوع کرنے کے لئے کیا کیا تدبیریں جاری کرتے ہیں۔ اور جو وقت کہ نیک عملوں کے کرنے کا تھا اُن کو رائگاں اور برباد دیتے ہیں ❖

افسوس صد افسوس! وہ نہیں جانتے، کہ شیخی کی یہ کرّوفر۔ اور مشائخی کا یہ طمطراق اور تزک و شان۔ جس میں صدق و صفا کی بُو تک نہیں۔ کل کو کسی کام نہ آئیگا۔ اور صدق و صفا کے حاصل کئے بغیر۔ فنا اور بقا کا درجہ۔ اور مشائخ اور اولیاء اللہ کے طریقوں پر چلنے کے سوائے سعادت کا دروازہ اُس پر ہرگز نہ کھولینگے ❖

وہ جماعت جو خلقت سے عزت و اقبال چاہتی ہے اور لوگوں کی مدح سرائی سے خوش ہو جاتی ہے، وہ خلقت کے پردہ میں اپنے حسب مراد نفس، خدائے تعالے کے فیض و رحمت کی نظر سے دور جا پڑے۔ اور خدا کے تقرب کی بزرگی شرف باب

Marfat.com

نہیں ہوتے ۔

لیکن کاملین اہل معنی کے نزدیک گوشہ نشینی کے یہ معنی ہیں۔ کہ سالک ایسے درجہ کو پہنچ جائے۔ کہ اپنی ذات میں گوشہ گیر ہو۔ یعنی ماسوائے اللہ سے چھوٹ کر اور حق تعالےٰ میں فانی ہو کر خدا کے جمال بے مثال میں ایسا محو و مستغرق ہو۔ کہ اُس کے نزدیک صحبت اور خلوت یکساں ایک سی ہو جائیں۔ اور ایک عمیق سمندر کی طرح کسی قسم کی مَیل سے گدلا نہ ہو۔ اگر اُس کا ظاہر لوگوں کے ساتھ ہو۔ مگر اس کا دل حضرت ذوالجلال کے ملاپ سے اُس کے جمال کے چمکاروں سے مالا مال ہو۔ یہاں تک کہ عارفوں کی منزل گاہ وہاں ہے۔ جہاں پر کسی غیر آدمی کا گذر تک نہیں۔ بلکہ اُن کی ذات کو بھی اپنی خبر نہیں ہے ؎

ہیچ کنجے بے ددو بے دام نیست
جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست

"کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جہاں درندے اور پھندا نہ ہو۔ خداوند تعالےٰ کی خلوت کے سوائے کہیں بھی آرام نہیں ہے" ۔

اگر اس مقام سے ذرہ نیچے اُتر آویں اور دل کو خلقت کی طرف لائیں۔ تو بھی فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ یعنی جدھر مُنہ کرو اُدھر ہی خدا ہے"۔ کے مقام میں ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک چیز میں اُس پاک ذات خداوند تعالےٰ کا ہی مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور غیر کا اُنہیں خیال بھی نہیں ہوتا۔ اور کسی مخلوق میں سوائے اُس ذاتِ حق کے نہیں دیکھتے ۔

دوم۔ کم کھانا۔ سو اُس کا یہ فائدہ ہے کہ جو شخص اپنے معدہ کو خالی رکھے اور تھوڑا کھانے کا عادی ہو جائے۔ اُس کا دل الٰہی فیض کے واردات کے قابل ہو جاتا ہے۔ اور شہوت اور حرص نفسانی اُس پر غالب نہیں آتی۔ اور ہمیشہ باوضو رہتا ہے اور سستی۔ نیند۔ کاہلی وغیرہ اُس پر غلبہ نہیں پا سکتیں۔ اور خدا کی خلقت پر شفیق اور رحمدل ہوتا ہے۔ اور جس قدر عبادت کرے لذت پاتا۔ اور شیطان اُس سے بھاگتا ہے ۔

نقل ہے۔ کہ شیطان کہتا ہے کہ جو شخص پُر شکم نماز میں ہو۔ اُس کے ساتھ

Marfat.com

بغلگیر ہوتا ہوں۔ اور جو شخص بھوکا نیند میں ہو، اُس سے بھاگتا ہوں ؁

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ "جو شخص بہت کھانا کھاتا ہے۔ اُس کے معدہ سے دھواں اُٹھتا ہے۔ اور فیض کے چشمہ کو بند کر دیتا ہے۔ اور پاک رُوحیں جو فیض کا ذریعہ ہیں۔ قلب کے مقابل نہیں ہوتیں۔ یہ بات مقرر ہے کہ جب تک معدہ خالی نہ ہو۔ دل پاک نہیں ہوتا۔ پس جو دل کہ پاک و صاف نہ ہو۔ وہ رحمت الہٰی کا کہاں مورد و محل ہو سکتا ہے ؁

اور بایزید بسطامی قدس سرہٗ السامی کو لوگوں نے پوچھا کیا سبب ہے۔ کہ تو بھوکا رہنے کی اتنی تعریف کرتا ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ اگر فرعون بھوکا ہوتا۔ تو یہ (کلمہ)۔ انا ربکم الاعلےٰ (میں ہی اعلےٰ رب ہوں) نہ کہتا۔ اور اگر قارون بھوکا ہوتا تو ہرگز سرکش نہ ہوتا۔ پس یہ نفس پلید۔ پلید حرکات سے باز نہیں آتا۔ اور غرور اور مَیں پن کے دعوے سے سوائے بھوکا رہنے کے۔ رُک نہیں سکتا ؁

نقل ہے۔ کہ جب خداوند تعالےٰ نے نفس کو پیدا کیا۔ اور حاضر کیا۔ تو اس کو خطاب فرمایا کہ مَیں کون ہوں۔ نفس نے جواب دیا انت انت وانا انا (تُو۔ تُو۔ اور مَیں مَیں) پس چند برس اُس کو آگ کا غذاب دیا گیا۔ پھر باہر نکالا۔ اور پوچھا۔ تو پھر بھی اُس نے یہی جواب دیا۔ یہاں تک کہ جس قسم کے غذاب سے اُس کو سزا دی گئی۔ اُس نے خدا کی ربوبیت کا اقرار نہ کیا۔ جب فاقہ اور بھوک کے عذاب میں گرفتار کیا۔ اور پھر اُس سے پوچھا گیا۔ تو اُس نے جواب دیا۔ انت اللّٰہ الذی لا الٰہ الا انت الواحد القہار۔ (تو وہی ہے کہ تجھ واحد قہار کے سوا کوئی معبود نہیں ہے) ؁

پس بھوک میں یہ خاصیت ہے کہ نفس امارہ کو مطمئنہ کے درجہ تک پہنچا دیتی ہے۔ اور بندگی اور فرمانبرداری لاتی ہے ؁

لیکن راستہ کے عبور کرنے والے (سالک) کو چاہیئے۔ کہ اعتدال کا راستہ ہاتھ سے نہ دے۔ اس لئے اگر پیٹ بھر کر کھاوے گا۔ تو فیض الہٰی کا راستہ بند ہو جاویگا۔ اور اگر طعام کھانا چھوڑ دیگا، تو کمزوری اور ناتوانی اُس پر غالب آجائیگی۔ اور عبادت کسب کمالات وغیرہ سے محروم رہ جائیگا۔ اور اعتدال یعنی درجہ اوسط یہ ہے۔ کہ نہ تو بہت سیر ہو کر کھائے۔ نہ طعام کھانا ہی چھوڑ دے۔ اس لئے کہ خداوند تعالےٰ نے

Marfat.com

قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ کُلُوا واشربوا ولا تسرفوا - یعنی کھاؤ پیو اور بیہودہ اصراف نہ کرو) کا حکم دیا ہے۔ خیر الامور اوسطہا (ہر ایک کام میں میانہ روی بہتر ہے) ٭

محبوب ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ ایک آدمی جس نے کھانا ترک کر دیا۔ اور دوسرا آدمی جس نے چند لذت دار لقمے لے کر طعام سے ہاتھ کھینچ لیا۔ ان دونوں میں سے دوسرا پہلے سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ یہ دوسرا طریق نفس پر بہت ہی شاق اور نہایت ہی سخت گذرتا ہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید
نہ چنداں کہ از ضعف جانت بر آید

یعنی اتنا ہی نہ کھا۔ کہ تیرے مُنہ سے باہر نکلنے لگے۔ اور اتنا بھی نہ ہو کہ کمزوری کے باعث تیری جان نکلنے لگے" ٭

بعض متقدمین مشائخ کے رسالوں میں لکھا ہے کہ کھانے کی اشیاء درجہ اعتدال کی رعایت رکھنا۔ اور اوسط پر کاربند رہنا۔ اپنے مطالب کے حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور جب تک سخت بھوک نہ لگے۔ کھانے کو ہاتھ نہ لگائے۔ کیونکہ سالک کو بھوک غالب آئے بغیر طعام کھانا حرام ہے ٭

مولانا جلال الدین رومی کو لوگوں نے پوچھا "کیا وہ درویش گناہ تو نہیں کرتا۔ جو پاک اور شبہ سے خالی لقمہ کھاتا ہے" ٭

فرمایا۔ جو شخص حرام کی روٹی کھاتا ہے۔ تو وہی صفتیں اس میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور اُس کے دل و رُوح پر حاکم ہو جاتی ہیں۔ شیطان اُس پر قابو پاتا ہے۔ اور جھوٹے خطروں سے اُس کے دل پر سیاہی ڈالتا ہے۔ اور طالب کے دل کی تسلی اور ذوق و شوق کو برباد کرتا ہے ٭

اس زمانہ میں خدا کے راستہ کے بیشمار طالب، روٹی کھانے میں احتیاط نہیں کرتے۔ اس لئے معنوں کے بھیدوں کا ظہور۔ و قلب کی صفائی۔ اور ذوق و شوق بہت ہی کم پاتے ہیں ٭

حدیث شریف میں ہے کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے "جو لوگ حرام کھانے سے پرہیز کرتے ہیں مجھے شرم آتی ہے کہ اُن سے حساب لوں" ٭

Marfat.com

اور اگر حلال اور پاک مِل سکے۔ تو اُتنا ہی کھائے کہ عبادت کی قوت حاصل ہو سکے
اِس لئے کہ نفس کو اتنا ہی دینا جائز ہے ٭

چونکہ آدمی کا بدن بمنزلہ سواری کے ہے۔ اور سوار کا گھوڑا اگر کمزور ہو جائے تو کام کے قابل نہیں رہتا اور راستہ نہیں چل سکتا ٭

اور طعام کھاتے وقت اپنے دل کو خداوند تعالےٰ کے سامنے حاضر رکھے۔ اور غفلت سے نہ کھائے۔ کہ نیک کاموں کا بیج۔ انسانی جسم میں بونا۔ لقمہ کا ہی استعمال ہے۔ اگر غفلت سے کھایا جاوے۔ تو ممکن نہیں ہے۔ کہ باطنی اطمینان اور دل کی تسلی حاصل ہو۔ بلکہ کھانا پکانے والا سالک ہی ہو۔ جو باوضو ہو۔ اور کھانا پکاتے وقت سوائے یادِ حق، کوئی اور بیہودہ کلام نہ کرے۔ تاکہ اس کے اندر کی سیاہی کھانے میں اثر نہ کرے ٭

سوم۔ (خاموشی) چپ چاپ رہنے کا یہ فائدہ ہے کہ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عبادت کے دس حصے ہیں، جن میں سے نو حصے خاموشی اور ایک حصہ اُن سے علاوہ عبادت ہے۔ یہی باعث ہے۔ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اپنے دہن مبارک میں کنکریوں کو دبائے رکھتے تھے۔ تاکہ کسی کے ساتھ بات نہ کی جائے۔ کیونکہ زبان میں وہ وہ آفتیں ہیں۔ جو کسی انسان کے عضو میں نہیں ہیں۔ جو سختی آدمی کے سر پر آتی ہے۔ اس بے لگام زبان کے باعث سے ہی آتی ہے۔ اور جو کالک کہ دل میں بڑھتی ہے۔ بہت باتیں کرنے سے ہی بڑھتی ہے ٭

نقل ہے۔ کہ جس دن خدا نے آدمی کے منہ میں زبان کو پیدا کیا۔ آواز دی کہ اے زبان! تیرے پیدا کرنے کا صرف اِسی قدر مطلب ہے، کہ تو میرے نام اور میرے کلام کے سوائے اور کچھ نہ کہے۔ اگر تو نے اس کے برخلاف کیا۔ تو خود اپنے تئیں اور دیگر تمام اعضا کو ہلاکت میں ڈالے گی۔ اس لئے۔ کہ تو (اے زبان!) آدمی کے بدن کے تمام اعضا کی رئیس اور سردار ہے۔ اگر سردار نیک ہو۔ تو جو لوگ اس کے مطیع ہیں وہ بھی نیک ہوتے ہیں۔ اور اطمینان اور آرام کے جھولے میں بیٹھتے ہیں ٭

پس سالک کو لازم ہے کہ زبان کے مُرغ کو منہ کے پنجرے میں بند رکھے

اور اعمال ناموں کے لکھنے والوں کو بیکار چھوڑے۔ اور کم آزاری کو اپنا شعار بنائے تاکہ تمام آفتوں سے چھٹکارا پائے۔ اور صغیرے اور کبیرے گناہوں یعنی لعنت کرنے گلہ گذاری۔ جھوٹ بولنے۔ بات لگانے۔ گالیاں سنانے۔ فخر اور تمسخر کرنے۔ کلمات کفر بکنے وغیرہ سے بچی رہے ✢

حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرما۔ کہ جب تک ایمان مستقیم اور درست نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ زبان ٹھیک اور درست اور اپنے قابو میں نہ ہو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ دسویں جز، جو تمہارے لئے سب عبادتوں سے زیادہ آسان ہے۔ یعنی زبان کو خاموش رکھنا۔ اور نیک خو ہے۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ انسان کے اکثر گناہ زبان ہی میں ہیں۔ جیسا کہ سالک کو بہت کھانا پینا، منع ہے۔ ویسا ہی، بہت سی باتیں کرنا بھی، منع ہے۔ اس لئے کہ بہت باتیں کرنے سے انسان کے دل کا آئینہ دُھندلا ہو جاتا ہے اور اُس کی تاریکی ذکر الٰہی کی لذت اور دل کی اطمینان کو بگاڑتی ہے۔ اس لئے اہل معنے بزرگوں کو جو کثرت کلام کی آفتوں کا علم حاصل ہوا۔ سو سوائے خاص ضرورت کے خاموشی کی مُہر اپنی زبان سے نہیں اُتارتے۔ اور بیہودہ کلام سے زبان کو آلودہ نہیں کرتے۔ اُنہوں نے اس بات کو یقین دل سے جان لیا ہے کہ خاموشی میں بہت سے نفعے اور کثرت کلام میں بے شمار مصیبتیں اور ان گنت مُضرتیں مرکوز ہیں۔ پس جس بات میں کسی قسم کا دینی اور دُنیوی فائدہ نہ ہو۔ بلکہ اُلٹا دُکھ و درد، اس کے بیان کرنے میں کیوں لب ہلائیں۔؟

اور حضرت رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو کسی مومن بندہ کو خاموش اور متین دیکھے، تو اُس کے ساتھ مل بیٹھ۔ کیونکہ وہ حکمت سے خالی نہیں ہے۔ اس لئے کہ کم بولنا صاحب رُتبہ بزرگوں کا اشعار ہے، اور با عزت لوگوں کا طریق۔ اور یہ بات اکثر جگہوں میں دیکھی گئی ہے۔ کہ بڑ بکواسیوں کی کہیں بھی عزت نہیں۔ اور کثرت کلام کرنے سے سوائے دماغ سوزی اور سخت دلی کے کچھ حاصل نہیں کرتے۔ پاک دل عارف لوگ جو خداوند تعالےٰ کی درگاہ کے انوار کے شہود میں غرق ہیں۔ قصہ خوانیوں اور لغو حکایتوں کے بیان کرنے سے اپنی زبان کو روکے رکھتے ہیں۔ رباعی

دانی کہ چرا اہل زبان خاموش اند ‏ ‏ در نکتۂ دل بجوخودے کوشند

مے از کفِ دست در نفس مینوشند سرے باز ند و سترِ حق مے پوشند

کیا تجھے خبر ہے، کہ اہل زبان کیوں خاموش ہیں؟ دل کے نکتہ میں اپنی ذات کو محو کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نفس (امّارہ) پر رفتح پانے کی خوشی ہیں) ہتھیلی میں لے کر شراب پیتے ہیں۔ اور خدا کے اسرار چھپاتے ہیں۔ اپنے سر پہ کھیل جانا اُن کا اصلی کام ہے" +

لیکن بعض مقاموں میں چپ رہنے کی جگہ کلام اچھا ہے۔ کیونکہ کلام کرنا نہ ہی ہر ایک جگہ میں بُرا ہے اور نہ ہی اچھا ہے۔ بلکہ ایسا کرنا کسی جگہ خار ہے اور کسی جگہ گلزار ہے اگر کسی نیک کام کے لیئے بقدر ضرورت بات کہی جاوے، تو کچھ منع نہیں ہے۔ مثلاً دو بگڑے دلوں میں صلح کرا دینا۔ دین کی درستی کے لیئے وعظ و نصیحت کرنا۔ ایک مسلمان بھائی کی سفارش کرنا یا کسی محتاج کے لیئے کلمۂ خیر کہنا۔ مگر اس میں بھی اختصار مدِ نظر ہو۔ اور طول کلامی نہ ہو +

قولہ تعالےٰ لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ÷

یعنی بات کہنے میں بھلائی نہیں۔ مگر خیرات کے لیئے حکم دینا۔ اور لوگوں میں اصلاح کرنے اور نیکی کا کام فرمانے میں" +

حضرت رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مجھ پر اور خدا پر ایمان لاوے۔ اُس کو لازم ہے کہ اچھی بات کہے۔ یا خاموش رہے +

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو لوگوں نے کہا۔ کہ ہمیں کوئی بھلائی کی ایسی بات سکھایئے۔ جس کے ذریعہ سے بہشت ہمارے نصیب ہو۔ فرمایا۔ باتیں کرنا چھوڑ دو انھوں نے عرض کیا کہ یہ تو ہم سے ہو نہیں سکتا۔ فرمایا کہ پھر (کم سے کم) اچھی بات کے سوائے نہ کہا کرو +

لیکن جاننا چاہیئے کہ اس کا مطلب۔ زبان کو اپنے بس میں رکھنا ہے، اور اہل معانی کا یہی مشرب ہے۔ کہ جس طرح زبان خاموش ہو، اُسی طرح دل بھی خاموش ہو۔ یعنی انسان کی خیالی طاقت ماسوے اللہ سے خالی اور فارغ ہو۔ اور کسی وقت میں بھی دل میں وہمی صُورتیں پیدا نہ ہوں +

اور اگر دل نفسانی باتوں سے بھرپور ہو۔ تو پھر زبان کو خاموش کرنے سے کیا حاصل ہوسکتا ہے ؛

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ فرماتے تھے۔ کہ خاموشی تین صفتوں سے خالی نہ چاہیئے۔ جو دل خداوند تعالےٰ کی پاک ذات کے نام سے گویا ہوگیا ہو۔ اُس سے ذکر الٰہی جاری رہنا ؛ ماسوائے اللہ کے اندیشوں اور تفکرات سے اپنے دل کو نگر رکھنا۔ تاکہ دُنیا کی صورتیں ہرگز دکھائی نہ دیں ؛ جو واردات دل پر گذریں اُن کے احوال کا مشاہدہ جاری رہے ؛

اے عزیز! جب تک ماسوائے اللہ کا خیال دل دور نہ ہو۔ اور مشاہدہ کے سمندر میں ہمیشہ کا استغراق واقعہ نہ ہو۔ مطلب کا حاصل ہونا محالات سے ہے ؛

چہارم۔ کم سونے کا فائدہ۔ جاننا چاہیئے کہ رات کے جاگنے کی دولت اُس شخص کو نصیب ہوتی ہے، جو ازلی سعادت مند ہو۔ اور خدا کا عشق و محبت اُس پر غالب ہو۔ اس لئے کہ رات کو جاگنا اور نیند کی حلاوت سے درہم برہم ہونا بڑے ہی بہادروں کا کام ہے۔ اور نفسانی حرص و ہوا کی مخالفت کرنا (خداوند تعالےٰ کے) ہمرازوں کا طریق ہے ؛

رات میں ایک ایسی خاصیت ہے کہ دن میں قطعاً پائی نہیں جاتی۔ اس لئے کہ اگر کوئی شخص اطمینان دل کے ساتھ رات کی ایک گھڑی خدا کی یاد میں بسر کرے۔ تمام دن کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس لئے خدا کی رحمت کا نزول۔ اور عبادت کی قبولیت زیادہ تر رات ہی کو ہوتی ہے۔ اور خدا کی بخشش مشتاقوں کے لئے غیروں کی نظر سے پوشیدہ، رات ہی کو ہوتی ہے۔ پردہ کا اٹھنا اور عاشقوں کے ملاپ کا وقت رات ہی کو ہوتا ہے۔ عابدوں کی عبادت کے فراغ کا مقام۔ اور خدا کے ذکر کرنے والوں کے آرام کا موقعہ رات ہی ہے۔ اس لئے کہ عاشقوں کے لئے رات کا وقت ایک ایسا خلوت خانہ ہے کہ اُس بے نیاز خدا کی درگاہ میں غیروں کے پریشان کئے بغیر اپنے راز و نیاز عرض کرتے ہیں۔ سعدی علیہ الرحمۃ۔ قطعہ

شب تاریک دوستانِ خدا ۔۔۔ می بتابد چو روز رخشندہ
وایں سعادت بزور بازو نیست ۔۔۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

Marfat.com

"خدا کے دوست کی اندھاری رات ایسی ہی روشن ہوتی ہے۔ جیسے روز رخشاں اور یہ سعادت دھینگا مشتی کی بدولت حاصل نہیں ہوسکتی۔ جب تک کہ وہ واہب العطایا اپنی خاص عنایت سے عطا نہ فرمائے" +

اے عزیز! تمام اولیاء اللہ، اور سب کے سب اہل اللہ، جو خدا تک پہنچے ہیں۔ تو وہ اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ کوئی طالب رات کو جاگنے بغیر اپنے مطلب کو نہیں پہنچا۔ اور کسی سالک نے عبادت کا خزینہ اور سعادت کا گنجینہ شب بیداری کے سوا حاصل نہیں کیا۔ فرد

دولتِ شبگیر خواہی خیز شب را زندہ دار
خفتہ نابینا بود دولت بہ بیداری رسد

"اگر تجھے دولت شبگیر چاہئے، تو اُٹھ اور رات رات بھر جاگتا رہ۔ سویا ہوا شخص (گویا) اندھا ہوتا ہے۔ اور دولتِ خدا کو جاگتا ہی پاتا ہے" +

اس لئے دن کو لاکھ در لاکھ مصیبتیں اور فتنے خدا کی یاد کو تباہ کرنے والے انسان کے سامنے آتے ہیں۔ اور دل کو پریشان اور کالا کر دیتے ہیں۔ اور رات کو آرام اور اطمینان کے سوائے کسی قسم کا تفرقہ سامنے نہیں آتا۔ پس سالک کو لازم ہے۔ کہ اپنے کام کی بنیاد رات ہی میں مضبوط کرے۔ اور اور کوئی سیاہی اور دھندلاپن دن کا اثر نہ کرنے پائے +

یہی باعث ہے، بہت سے سارکان طریقت اور بہادرانِ میدانِ حقیقت نے بیسیوں برس اپنی ہیٹھوں زمین پر نہیں لگایا۔ اور صبح کی نماز عشا کے وضو سے ادا کرتے رہے ہیں +

نقل ہے۔ کہ خواجہ اویس کرنی قدس سرہٗ تمام رات صرف ایک ہی رکوع سے گذار دیتے۔ اور دوسری رات کو صبح تک ایک ہی سجدہ سے بسر کرتے۔ لوگوں نے پوچھا۔ کہ اے اویس، اتنی لمبی رات تو ایک ہی حالت میں گذار دیتا ہے۔ کیا تجھ میں اس قدر طاقت ہے؟ فرمایا۔ لمبی رات کہاں ہے! افسوس ازل سے ابد تک ایک ہی رات ہوتی، تاکہ آخری سجدہ ایک ہی ہو جاتا +

خواجہ سری سقطی سرہٗ کو پورے ستر برس کسی نے سونے کی حالت میں

Marfat.com

نہ دیکھا۔ مگر موت کے وقت ؛

علی بن بکار رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ فجر کی نماز، عشا کے وضو سے پڑھتے ؛

شیخ علاؤالدین خوارزمی ۱۲ برس تک ایک ہی وضو سے پانچوں وقتوں کی نمازیں پڑھتے رہے ہیں۔ اور پندرہ برس تک اپنی پشت زمین پر نہ لگائی ؛

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ۴۲ برس تک فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کرتے رہے ؛

غرضکہ زمانۂ سلف کے حضرات مشائخین نے ایسی ایسی ریاضتیں اپنی جانوں پر گوارا کی تھیں (جن کا ایک شمہ اوپر عرض ہوا) تب جاکر کہیں اصلی مقصود پر پہنچے ہیں لیکن اس زمانہ میں چونکہ لوگوں کی ہمتیں پست ہو گئی ہیں۔ اس لئے رات کے پہلے حصے کا ایک پہر اور آخری حصے کے دو پہر جاگتا رہے۔ اور تمام رات میں صرف ایک پہر (۳ گھنٹے) نیند کرے۔ قولہ تعالیٰ کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون یعنی "وہ (خدا کے بندے) رات کو کم سوتے ہیں" ؛

لیکن آدمی کا نفس کئی ایک سالوں سے نیند کا عادی ہو رہا ہے۔ اس لئے دفعۃً ہی بیداری کی دولت کا حصول، بہت ہی مشکل دکھائی دیتا ہے۔ پس جس شخص کو اس سعادت کی خواہش ہو۔ اُسے چاہئے کہ دوپہر کے وقت میں خواب قیلولہ کرے۔ اس لئے دوپہر کے وقت تھوڑا سا نیند کرنا۔ طبیعت کو راحت اور دماغ کو مضبوط کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک عادت اسی پر تھی ؛

رات کو کھانے پینے کا کم استعمال کرے۔ اور سونے کا بچھونا یا بستر ابہت نرم۔ ملائم اور تکلف دار نہ بنائے۔ تاکہ جاگتے وقت دقت اور دشواری پیش نہ آئے۔ اور نفس بہانہ جو کو بوجھ اور کاہل نہ معلوم ہو۔ سونے سے پہلے وضو کے لئے پانی۔ مسواک۔ جائے نماز، اپنے سامنے موجود رکھے۔ اور نماز عشا پڑھ کر لیٹ جائے مگر رات سے پہلے جاگ پڑے۔ ایسا نہ کرے کہ پہلی رات تو جاگتا رہے اور رات کے پچھلے حصہ کی فضیلت کو فوت ہی کر دے۔ اس لئے کہ رات بھر ثواب کی نعمتوں کے دسترخوان اللہ تعالےٰ کی درگاہ کے فضل و رحمت کے خزانوں سے

Marfat.com

شب بیداری کرنے والوں کے لئے آراستہ اور بچھے رہتے ہیں۔ اور رات کے پچھلے حصہ میں بانٹتے ہیں۔ تو بانٹنے کے وقت اپنے تئیں حصہ لینے سے محروم نہ رکھے اور اگر نیند کرے تو لازم ہے کہ اس میں تین طرح کی نیت کرے:-

اوّل سستی اور کاہلی کے دفعہ کرنے کے لئے میری عبادت کی قوت تیز ہو جائے +

دوم - میں اس لئے سونے لگا ہوں - کہ کوئی گناہ اور نافرمانی میرے وجود سے سرزد نہ ہو +

سوم - کراماً کاتبین کو (یہ) لحظہ بھر آرام اور آسودگی حاصل ہو +

لیکن اس مقام پر ایک بہت ہی باریک مطلب ہے۔ اس کو کان لگا کر سُن۔ سالک کو لازم ہے - کہ باوصف اس ریاضت اور مجاہدہ کے عجز و نیاز کا طریق ہاتھ سے نہ دے۔ اور اپنی ذات کو نیستی کی قید میں مقید سمجھے۔ اور اپنے نیک عملوں کو بیقدر و قیمت خیال کرے۔ بلکہ اعمال کو تہمت سے متہم کر کر اُن پر کچھ بھی التفات نہ کرے اور اپنے دل میں یقین کرے - کہ نجات (خدا کی) عنایت اور فضل سے ہے۔ کسب عمل سے نہیں ہے۔ بلکہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کے فضل و رحمۃ پر منحصر ہے۔ خدا پناہ بخشے اگر کسی کی اپنے اعمال پر نظر ہو۔ تو وہ مدعی ہے۔ جو اپنے نفس کو اس (عمل) کے نظارہ سے خوش کرتا ہے۔ غرضیکہ اپنے عملوں پر نظر ڈالنا چھوڑ دینا چاہئے۔ نہ کہ عملوں کا ہی چھوڑ دینا +

پیر ہرا قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ عمل کو ترک نہ کر ہاں اُس کو کچھ وزن نہ دے +

پس بہادر وہی ہے کہ عمل بہت کرے۔ اور اُن کو بہت تھوڑا جانے۔ بلکہ کئے ہوئے کو نا کیا ہوا جانے۔ تاکہ اُس پر (غرور کی) نگاہ نہ پڑے۔ اور تکبر اور غرور پیدا نہ ہو +

اکابران دین نے کہا ہے - کہ اخلاص اُسے کہتے ہیں کہ اپنے اعمال کو اچھی نگاہ سے دیکھنا تجھ سے دُور ہو جائے۔ یعنی عملوں کو تو اپنی ذات میں نہ دیکھ جانے پس جو طاعت غرور اور خودی لاوے، ایسی عبادت کرنے سے نہ کرنا بہتر ہے۔ اس لئے خودی ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو کُل کاموں سے زیادہ تر بُرا کام اور کل فعلوں سے زیادہ تر

Marfat.com

بڑا فعل ہے۔ بیت

بسیار بکوش اند کے داں صد بار بکن تو لے یکے داں

"کوشش بہت کر لیکن اُس کو تھوڑا جان۔ سو دفعہ کر اور ایک دفعہ ہی (اُس کو) جان" ۔

اے عزیز! جاننا چاہیئے۔ کہ جو سالک اپنے اعمال سے قطع نظر کرے بلکہ اپنی عبادت کو معصیت کے رنگ میں نہ جانے۔ اُس کو مَردوں (پاک لوگوں) کا درجہ حاصل نہیں ہوتا۔ نہ یہ کہ رات کو دو رکعت نماز کر کر دن کو اُس پر گھمنڈ کیا کرے +

خواجہ یحیےٰ سری قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ جوان مَرد وہ (نیک ذات) ہے۔ جو پورب سے لے کر پچھم تک ساری زمین کو اپنے سجدہ سے بھر دے۔ اور اپنے دن و رات کے تمام وقتوں کو عبادت (الٰہی) میں صرف کر دے۔ اور تو بھی اپنی ذات کو مفلس اور ہیتوا الیقین کرے۔ اور عبادت کے ولولہ میں اپنی ذات کو کسی سے بہتر اور بزرگتر نہ جانے۔ اور نہ ہی اپنی زہد و عبادت کی لوگوں میں تشہیر کرتا پھرے +

افسوس یہ لقمہ بڑے بڑے شہبازوں کے لائق ہے۔ پھر ہر ایک چڑیا کے منہ میں کیسے سما سکتا۔ اور حلق سے کیسے نیچے اُتر سکتا ہے۔ کیونکہ بہت بڑے عالم کم گو اور اپنی عبادت سے شرمندہ اور شرمسار ہوتے ہیں۔ اور اپنے مال و اسباب کو راستہ کے لٹیروں سے ثابت لے جاتے ہیں +

کسی بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے کہ طاعت اور معصیت آفت سے خالی نہیں بہت سی بندگیاں، بندہ کو خدا سے دُور لے جاتی ہیں۔ اور بہت گنہگاریاں، خدا کے نزدیک +

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا۔ وہ کونسی طاعت ہے کہ بندہ کو خدا سے دور کرتی ہے۔ اور کونسی معصیت ہے کہ بندہ کو خدا کے نزدیک کرتی ہے۔ فرمایا۔ وہ طاعت جس کا اوائل امن سے ہو۔ مگر انجام کار خود بینی۔ وہ بندہ کو خدا سے دور کر دیتی ہے۔ جیسے شیطان۔ اوائل میں اُس نے کس غضب کی طاعت کی۔ مگر آخر کار خود ہی آگئی۔ جس نے صرف کام ہی نہ بگاڑ دیا۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے لعنت کا طوق اس کے گلے میں پڑا) اور وہ معصیت جس کا اوائل ہولناک ہو۔ مگر انجام کار

Marfat.com

عذر و توبہ۔ بندہ کو مقرب بارگاہ الٰہی بنا دیتی ہے۔ جیسے آدم علیہ السلام جس نے پہلے بے فرمانی کی تھی۔ اور انجام کار عذر و توبہ +

یہی تو باعث ہے، کہ اکابران نے دین نے فرمایا ہے۔ وہ گناہ جو عذر کے ساتھ ہو۔ اُس طاعت سے بہتر ہے جو خودی و تکبر کے ساتھ ہو۔ اس لئے کہ جب بندہ خدائے تعالےٰ کے حضور میں نہایت شرمساری اور عجز و زاری کے ساتھ رجوع لاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ بھی مغفرت کے ساتھ اُسے پیش آتا ہے +

کسی بزرگ نے لوگوں کو پوچھا۔ کہ سب سے بڑا عالم دُنیا میں کون ہے؟ فرمایا "وہ گنہگار جو خدا سے ڈرتا ہے" لوگوں نے کہا۔ کہ سب سے زیادہ جاہل کون ہے؟ جواب دیا "وہ مطیع جو نڈر ہو" +

ہاں واقعی بیباکی کا نتیجہ ضرر و مصیبت اور سختی میں ڈالتا ہے۔ اور ڈرتے رہنے کا پھل آخر کار نیکی اور بھلائی لاتا ہے۔ پس جو طاعت خودی پیدا کرے یا ریا میں ڈالے، اُس سے توبہ کرنا چاہیئے +

اور جو عمل کرے خاص اللہ تعالےٰ کے لئے، محبت و اخلاص یا عجز و نیاز کی رُو سے۔ نفس کا وہاں کچھ دخل نہ ہو۔ تاکہ خدا کے راستہ میں قرب و ترقی کا ذریعہ ہو۔ اس لئے کہ جس قدر طاعت و عبادت کے حقوق ادا کرنے میں اپنی ذات کو نکما اور ادھورا جانے، اتنی ہی زیادہ قبولیت ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے راستہ کی کشائش اپنا خوبصورت چہرہ دکھاتی ہے۔ لیکن (اس مقام میں) ایک عارفانہ نکتہ ہے یعنی جو سالک تکمیل کے درجہ تک پہنچ گئے ہیں۔ وہ کسی بندگی کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے اور اپنی ذات کو درمیان میں لاتے ہی نہیں۔ اور اپنے وجود کے میدان میں خداوند تعالےٰ کے قبضہ و تصرف کے سوائے اور کچھ دیکھتے ہی نہیں۔ جس طرح پر عام لوگ فعل ہی فعل کو دیکھتے ہیں۔ خاص لوگ غافل ہی غافل کو مشاہدہ کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ کام (اعمال) سے ہاتھ نہیں اُٹھاتے۔ لیکن اُس میں خودی اور خود بینی کا دھوکا نہیں کھاتے۔ کیونکہ کشف اور یقین سے یہ بات اُن کے دل پر بیٹھ گئی ہے۔ کہ انسان اصل میں اس کا مظہر ہونے کے سوائے کچھ بھی نہیں ہے۔ اور حقیقت میں اپنی طرف سے کوئی قوت یا طاقت اُس میں نہیں ہے۔ بلکہ سب قوتوں اور اعضا کی طاقت۔ یعنی قوت رکھنا۔ جاننا۔ دیکھنا

Marfat.com

بولنا۔ سُننا۔ الانسان ضعیف البنیان کو حق سبحانہٗ تعالےٰ کی بخشش اور عنایت سے ہی حاصل ہؤا ہے۔ اور حرکات اور سکنات اور افعال جو اس سے سرزد ہوتے ہیں۔ تو کسی اور ہی ذات کمالات کی طرف سے ہیں اور سب کے سب عاریتی ہیں۔ اور مانگے تانگے کو اپنی طرف سے جانا۔ اور کسی اور کے مال و متاع کو اپنی طرف منسوب کرنا۔ کمال درجہ کی جہالت اور نادانی نہیں، تو اور کیا ہے۔ لیکن اس کا جمال۔ سوائے اہل کمال کے اور کسی پر ظاہر نہیں ہوتا۔ اور عام لوگ اس انکشاف سے محروم ہیں +

جب تک سالک عام لوگوں کے رنگ ہیں۔ دو تن۔ مَیں پن۔ اور تُو پن میں گرفتار ہے۔ اور اپنے کاموں کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ مگر جب اس قید سے خلاصی پا جائے گا۔ اور بشری صفتوں اور تمام قسم کی پستوں سے خالی ہو جا رہے گا۔ بمصداق لا فعل فی الوجود اِلّا اللّٰہ "وجود میں کوئی فعل نہیں ہے مگر اللہ" +

اور اس حقیقت کو لَا تتحرّکُ ذرّۃ اِلّا بِاِذنِ اللّٰہ کہ "خدا کے حکم بغیر ایک ذرہ بھی حرکت نہیں کر سکتا" اُس پر ظاہر ہو جائے گا۔ تو کسی بندگی یا طاعت کو اپنی طرف نسبت نہ کرے گا۔ اور "میں" کے لفظ کو اپنی زبان پر نہ لائے گا +

خواجہ حسین منصور قدس سرہٗ نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے کو وصیت کی۔ کہ جب دُنیا کے لوگ اعمال میں کوشش کریں تو تجھے لازم ہے۔ کہ اُس بات میں سعی کرے۔ جس کا ایک ذرہ بھی دونوں جہان کے اعمالوں سے افضل اور بہتر ہو۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیا عمل ہے۔ فرمایا۔ وہ حقیقت کا علم ہے۔ اور جان لے کہ دنیا کے تمام حرکات اور سکنات خداوند تعالےٰ سے ہیں۔ اُس سے الگ نہیں ہیں +

خداوند تعالےٰ تمام سچے طالبوں کو یہی مشرب نصیب کرے اور نفس کے مَیں پن سے رہائی اور اپنی طرف سے آشنائی بخشے۔ آمین ثم آمین +

تیسرا مقصد

مفصلۂ الذیل حصوں پر مشتمل ہے:-

۱- ذکر کے فضائل +

۲- حق سبحانہ تعالےٰ کو یاد کرنا +

۳- دُنیا کی حقیقت +

۴- کلمہ طیبہ - نفی واثبات +

۵- کئی ایک اَور فائدے +

اے عزیز! خُوب جان لے، جس شخص نے غفلت کا پردہ اپنے دل سے اُٹھا دیا۔ اور دل کے شیشہ کو دل کی ریتی سے صاف وشفاف کرلیا۔ اُس کا سینہ ربّانی اسرار کا خزانہ ہوگیا۔ اور اس کا باطن سُبحانی انوار کا محیط ہوگیا۔ ہر ایک چیز کے (صاف وشفاف کرنے) لئے ایک ریتی ہوا کرتی ہے۔ لیکن دل کی ریتی، اللہ تعالےٰ کا ذکر ہے۔ اگر تو خدائے تعالےٰ کی دوستی کا شرف حاصل کیا چاہتا ہے۔ اور اس دولتِ عظیم کو اپنے قبضۂ اقتدار میں لایا چاہتا ہے۔ تو سب علاقوں کو اپنے سر سے پھینک کر۔ اُس کی یاد میں ڈوب جا۔ کیونکہ خدا کی دوستی کا یہی نشان ہے کہ اُسی کو یاد کیا جاوے +

مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ "جو شخص کسی چیز سے محبت رکھتا ہے۔ اُس کا بہت ہی ذکر کرتا ہے" خداوند تعالےٰ کی دوستی کی حقیقت، اس کی یاد سے عادی ہونا ہے +

ایک دن حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مناجات میں کہا۔ یا خداوندا! مجھے کیونکر معلوم ہو۔ کہ کون تیرا دوست ہے اور کون دشمن؟ حکم ہوا کہ (میرا) ذکر کرنیوالا دوست ہے۔ اور (مجھ سے) غافل میرا دشمن ہے +

پس طالبِ حق کا فرض ہے۔ کہ اپنے دل کے میدان کو جو حضرت کبریائے جل جلالہٗ کے انوار و اسرار کے ظاہر ہونے کا مقام ہے۔ بہت سے ذکر کے ساتھ اپنے پراگندہ دل

Marfat.com

کو خس وخاشاک سے پاک وصاف کرے تاکہ دوستی کے رتبہ پر (اُس کو) سرفراز فرمادیں - اور حقیقی دولت کی کھڑکی اُس پر کھولدیں +

خدا کے بھیدوں کے ظاہر ہونے کے محل خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ نے فرمایا - کہ ذکر الٰہی تیشہ کی طرح ہے - جو خطروں کے تمام کانٹوں کو دل کے جنگل سے تراش دیتا ہے - اور دل میں غیر کا نام ونشان تک نہیں چھوڑتا - جب باطن غیر حق سے پاک ہوجائے - اور ماسوا کی پکڑ سے دل چھٹکارا پاجاے - اور ذاکر کا مشہود یا معشوق (مذکورہ بالا) غیر نہ رہے - تو ظاہر وباطن میں اپنے مطلب کو جلوہ گر دیکھتا ہے - پس ایک لمحہ بھی یاد حق سے غافل نہ ہو - اور اپنے رات دن کے سب وقتوں کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھ کیونکہ اُس کے راستہ کی بنیاد - بہت ذکر کرنے پر ہی منحصر ہے - اور آخرت کی بھلائی بہت سی یاد پر ہی موقوف ہے +

قولہ تعالےٰ اذکر اللہ ذکرًا کثیرًا لعلکم تفلحون "خداوند تعالےٰ کا بہت ہی ذکر کرو تاکہ تمہیں بھلائی نصیب ہو" +

پس آدمی کے لئے اس سے بہتر اور کچھ نہیں ہے - کہ ہمیشہ اُس کے دل میں خدا کی یاد ہو - تاکہ اُس کی برکت سے خدا کے ذکر کی کثرت سے غیر اللہ کا خیال ہی جاتا رہے اور اپنے مظہر میں حق سبحانہٗ تعالےٰ کے سوا کسی کو نہ پاے - چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے - انا جلیس من ذکرنی "میں اُس شخص کا ہمنشین ہوں - جو مجھے یاد کرے" یہاں سے ہمنشینی ظاہر ہوتی ہے - اور اعلےٰ درجے اور بڑے بڑے رتبے حاصل ہوتے ہیں +

لیکن طبیعت کے دام کے گرفتاروں کو اس دولت سے کیا خبر - اور غفلت کی نیند کے خمار آلودوں کو اِس بیان سے کیا اثر - بیت

عندلیب مست داند قدرِ گل
جُغد را از گوشۂ ویرانہ پرس

پھول کی قدر مست بلبل ہی جانتی ہے - ویران جنگل کے کونہ کی بابت (اگر کچھ دریافت کرنا منظور ہے تو) اُلو سے پوچھ +

خدا کی محبت کے پیالے کے مست - جب دم بھر بھی حق سبحانہٗ تعالےٰ کی یاد سے

Marfat.com

غافل ہوجاتے ہیں۔ تو ایسے بے آرام بے چین ہوتے ہیں۔ جیسے خشکی پر مچھلی۔ بلکہ اُس دم کو مُردہ دم، اور بھاری گُناہ جانتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ کی یاد ایسی چیز ہے کہ ہر دم ایک تازہ درود۔ اور بے اندازہ شوق بڑھاتی ہے۔ اور ذکر کرنے والے کے باطن کو صاف و مُصفا کرتی ہے۔ اندرونی سیاہی اور نفسانی سختائی کو دور کرتی ہے۔ اور ماسوائے اللہ کے خیالات کو (دل سے) جلاتی ہے۔ اور اُس پاک ذات خدا کو اپنے دل میں حاضر رکھنے کی آگاہی دیتی ہے۔ اور فنا اور بیخودی کا مزہ چکھاتی ہے۔ یعنی تجھ کو تجھ سے غائب کرکر خدا کی طرف لاتی ہے۔ اور تجھ کو تجھ سے چھوڑا کر معشوق حقیقی کا راستہ دکھلاتی ہے۔ اور یہ مطالب تمام سالکوں کا مقصود۔ اور سب طالبوں کا مطلوب ہے +

اے عزیز! جو سانس غیروں کے بے روک ٹوک۔ محبت اور شوق کے رُو سے خدا کی یاد میں آتی ہے وہ دُنیا اور دُنیا کی چیزوں سے بہتر ہے۔ بلکہ وہ سانس عین بہشت ہے اُس سانس پر دُنیا ما فیہا کو قربان کردیا جاوے تو عین بجا اور سراسر زیبا ہے +

نقل ہے کہ ایک حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ایک آدمی سے سُنا کہ خداتعالےٰ نے سلیمان علیہ السّلام کو اتنی بڑی دولت و سلطنت کا مالک بنادیا ہے۔ کہ نہ کسی شخص کے نصیب ہوئی ہے نہ ہوگی۔ حضرت سلیمان علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا "اے ناواں خدا گواہ ہے۔ کہ ایک مواحد مومن کی صدق اور اخلاص کے ساتھ ایک تسبیح کا ثواب سلیمان کی بادشاہت سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ یہ بادشاہت فانی ہے۔ اور اس کی تسبیح کا ثواب باقی۔ اور باقی اگر اندازاً تھوڑی بھی ہو۔ تو فانی سے جو اندازاً بہت ہو، بہتر ہے +

ایک بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔ جو کوئی خدا سے محجوب اور غافل ہے۔ عین رنج و سختی میں ہے۔ اگرچہ بہت سے ملکوں اور خزانوں کی چابیاں اُس کے ہاتھ میں ہوں۔ اور یہ مفلس فقیر جو یادِ حق میں مستغرق ہے۔ وہ ہمیشہ اُس کے حضور میں ہے، اور دونوں جہانوں میں مغفور اور تمام سختیوں سے مسرور +

نقل ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو ایک شخص کی روُح قبض کرنے کا حکم ہوا۔ حضرت موصوف نے عالم دنیا میں اُس کی بہت ہی تلاش کی۔ مگر کہیں بھی سُراغ نہ چلا تب خداتعالےٰ کی درگاہ میں مناجات کی "خدایا! جس شخص کی جان قبض کرنے کا مجھے حکم ہوا وہ مجھے عالم دُنیا میں دستیاب نہیں ہوتا" ارشاد ہوا کہ "وہ شخص ہماری یاد میں مشغول ہے

سو جب تک وہ اس میں مشغول ہے۔ تو اُس نہیں پا سکتا۔ ہاں جب وہ ہمارے ذکر سے وہ غافل ہو جاوے " (تب تیرے قبضہ میں آجائیگا) +

لیکن اس سعادت کا تاج ہر ایک سر پر نہیں رکھتے۔ اور یہ شہبازوں کی خوراک ہر ایک کم ہمت کے مُنہ میں (نوالہ بناکر) نہیں دیتے۔ قولہ تعالیٰ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (یہ اللہ تعالیٰ ہی کا فضل و داد ہے وہ جسکو پسند کرتا ہے اُس عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فضل عظیم کا مالک ہے) مثنوی

ہر کسے را سوئے گنج از رہ بُدے ہر گدائے اندریں رہ شہ بُدے

چشم کو تا گنج بیند در جہاں گوش کو تا بشنود اوصاف آں

اگر ہر ایک شخص کا راستہ خزانہ کی طرف ہوتا۔ تو ہر ایک بھک منگا اس راستہ میں شاہنشاہ بن جاتا +

وہ آنکھ کہاں ہے جو اس خزانہ کو دیکھے۔ اور وہ کان کہاں ہیں۔ جو اُس کے اوصاف کو سنیں +

لیکن جب کہ ہر ایک دل اپنی غفلت کی خواری اور سخت گناہوں کی بہتات سے روسیاہ ہو رہا ہے۔ تو وہ خدائے تعالیٰ کے ذکر کے ذوق اور لذت سے بے نصیب ہے اگر تجھے اس کا پتہ ملے۔ کہ حق تعالیٰ کی یاد میں کیا کیا لذتیں اور راحتیں ہیں۔ تو قسم بخدا۔ کہ تو دم بھر بھی غافل نہ رہے +

خواجہ سری سقطی قدس سرہٗ دعا میں کہا کرتے تھے :۔

اے خدا! جب تو مجھے عذاب کرے۔ تو جس طرح پر تیری مرضی مبارک ہو اگر۔ لیکن حجاب کا عذاب نہ دے۔ اس لئے اس کی برداشت کی مجھے طاقت نہیں ہے +

عاشقوں کی لذت اور نعمت، خداوند تعالیٰ کی یاد ہے۔ اور مشتاقوں کی حب حضرت صمدیت کے چہرہ کا نظارہ ہے۔ ؎

عاشق در مشاہدہٗ دوست دست یافت

در ہر چہ بعد ازاں نگرد۔ اژدہائے اوست

جب عاشق نے اپنے دوست (خدا) کے دیدار پر قبضہ کرلیا۔ تو اس کے بعد پھر اگر کسی غیر کی طرف دیکھے۔ تو (جانو) کہ وہ اُس کے لئے خونخوار اژدہا ہے +

Marfat.com

پس خداوند تعالےٰ جس کو اپنے کمال کرم، اور عنایت سے اپنی محبت کا ایک گھونٹ چکھا ہے، اور اپنی جان پہچان کا خلعت پہناتا ہے۔ اُس کو اپنی یاد میں ڈبا دیتا ہے۔ اور اس سعادت کی توفیق اُس کے رفیق کر دیتا ہے۔ اس لئے۔ کہ ابدی سعادت اور دائمی دولت ذکر الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اور لاکھوں برکتیں۔ خوبیاں اور نیکیاں اور ذکر سے ہی اپنا مُبارک چہرہ دکھاتی ہیں۔ مثلاً

اوّل جب بندہ ذکر الٰہی کو شروع کرتا ہے۔ تو اُس کا دل (خدا کے حضور میں) حاضر ہوتا ہے۔ اور پھر اُس مقام پر پُہنچتا ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے +

دوم۔ خداوند تعالےٰ ذکر کی برکت سے ذاکر کو گناہوں سے دور رکھتا ہے +

سوم۔ جب بندہ بہت ذکر کرتا ہے۔ تو حق سُبحانہٗ تعالےٰ کی دوستی کا شجر اُس کے دل میں مستحکم ہو جاتا ہے +

چہارم۔ جو شخص ذکر الٰہی میں اس دُنیائے فانی سے رحلت کر جاوے۔ تو خدا کا ذکر قبر میں اُس کا غمخوار ہوتا ہے +

پنجم۔ جو شخص خدا کو یاد کرتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ بھی اُس کو یاد کرتا ہے +

حدیث شریف میں ہے کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا۔ مَیں اپنے بندہ کو وہ چیز عنایت کی ہے۔ کہ اگر جبرائیل اور میکائیل کو بھی عطا کرتا۔ تو ایک بڑی نعمت اُن پر تمام کرتا۔ وہ یہ ہے۔ فاذکرونی اذکرکم یعنی "پس تم مجھے یاد کرو۔ مَیں تمہیں یاد کروں۔ مَیں تمہیں یاد کرونگا" +

نقل ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ نے حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی کی۔ کہ اے مُوسےٰ! اپنی اُمت کے گناہگاروں کو کہدے۔ کہ ہمیں بہت ہی یاد کریں۔ ہم نے بخشش کو اپنی ذات پر لازم کر رکھا ہے۔ جو ہمیں یاد کرے ہم اُسے یاد کرتے ہیں۔ پس اس سے زیادہ سعادت کیا ہوگی۔ کہ حق سُبحانہٗ تعالےٰ اس بندہ پر اپنی یاد سے نوازش کرے۔ اور برخلاف اس کے اس سے بڑھ کر کیا بدبختی ہوگی۔ کہ انسان ان بڑے رتبوں اور بلند درجوں پر پُہنچنے کی استعداد کے باوجود، پھر بھی اپنی ذات کو اِن نعمتوں سے بے نصیب رکھے۔ پس جس شخص کو کامل حصہ نصیب ہوا ہے۔ اس کو اس مطالب کی طرف

Marfat.com

غور کرنا چاہیئے۔ اور خداوند تعالےٰ ہر عمل سے کہ اس ضعیف بندہ کو یاد فرماتا ہے۔ اور اس قسم کی نعمتوں سے سرفرازی بخشتا ہے اس کو ہاتھ سے جانے نہ دے۔ اور رات و دن اُٹھتے بیٹھتے۔ سوتے۔ جاگتے۔ کروٹ بدلتے۔ غرض کسی وقت بھی ذکر سے غافل نہ رہے اور اس عظیم الشان دولت کو ہاتھ سے نہ دے۔ بمصداق مولانا روم ؎

لنگ و لوک و خفتہ شکل بے ادب
سوے اُو مے خیز او را مے طلب

لنگڑاتے، گھٹنوں کے بل چلتے، اور بے ادبانہ شکل میں سوتے (ہر حال میں) اُسی (خدا) کی طرف اُٹھ اور اُسی کو ڈھونڈ ✦

پس ازلی سعادتمندوں کو جن کی استعداد بلند، اور ہمت عالی ہے، یادِ حق میں مشغول رہنے کو کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی۔ دیکھو آدمی کے خیال میں ہزاروں بلکہ لاکھوں بیہودہ خیالات گذرتے ہیں۔ سو اگر ان کی جگہ ذکرِ الٰہی کو اختیار کرے۔ اور بیٹھتے۔ اُٹھتے۔ تنہائی۔ صحبت۔ کھانے پینے اور گفتار و رفتار وغیرہ ہیں، اسی میں مشغول رہے۔ تو اُس کے آگے کیا کچھ مشکل ہے؟ ہرگز نہیں۔ لیکن اس کام میں کمال درجہ کی کوشش اور پوری ہوش درکار ہے۔ کہ ہمیشہ خدا تعالےٰ کی یاد دل میں رہے۔ تاکہ اس عمل کے استعمال سے خدا کے انوار و اسرار کا خزانہ دیکھنے میں آئے۔ اور بہت سی یادِ حق کی بدولت۔ خدا کی ذات و صفات کی تجلّیات کا خزانہ مشاہدہ میں آئے ✦

حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ اہلِ بہشت پر اس سے زیادہ کوئی حسرت نہ ہو گی کہ عالمِ دُنیا میں خدا کی یاد کے بغیر، ایک لحظہ بھی اُن پر کیوں گذرا تھا ✦

اور یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں تمہیں سب سے بہتر عملوں سے جو خدائے تعالےٰ کی درگاہ میں بہت بڑا درجہ رکھتے ہیں اور قبولیّت کے قریب ہیں۔ اور نیز جو سونا چاندی کہ صدقہ کرنے اور خدا کے دشمنوں کے ساتھ لڑنے سے (گو کہ وہ تمہیں شہید کریں یا تم اُن کو قتل کرو) بہتر ہیں۔ آگاہ کرتا ہوں۔ اُنہوں نے دریافت کیا کہ وہ عمل کیا ہے، اے اللہ کے رسول! فرمایا۔ خداوند تعالےٰ کا ذکر۔ اور نیز ارشاد فرمایا۔ کہ غافلوں میں خدا کو یاد کرنے والا، ایسا ہے۔ جیسا کہ میتوں میں زندہ یا سوکھے گھاس میں سرسبز درخت یا غازی جو (لڑائی میں) بھاگنے

Marfat.com

والوں کے درمیان، جہاد کرنے پر کھڑا ہو جائے۔ پس اس دولت سے اپنے تئیں کس لئے محروم رکھا جائے۔ اور قیمتی عمر کے نقد کو جس کا عوض ہو ہی نہیں سکتا۔ بے وفا اور فنا پذیر دنیا کی تدبیروں میں کیوں ہار دیا جائے۔

اگرچہ دنیا اور اُس کی لذتیں بہت ہی میٹھی ہیں۔ لیکن اصل پوچھو تو یہ ایسا زہر ہے جو قتل کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اور ایسی متاع ہے۔ جس کے باطل ہونے میں ایک ذرہ بھر بھی شک نہیں ہے۔ اُس کی خوبصورتی دل کو فریفتہ کرنے والی ہے اور اس کی کمالیت غفلت بڑھانے والی ہے۔ کوئی شخص جس قدر اس کے ساتھ زیادہ دلبستگی کریگا۔ اُسی قدر زیادہ خدا سے دُور ہو جائیگا۔ اس (دنیا) کے ساتھ دل لگانا غفلت کا نشان ہے۔ اور اس سے دور رہنا عین سعادت ہے اور فیضان جس شخص میں کامل عقل ہے وہ اُس کے ناز نخروں پر مچل نہیں جاتا اور اُس کو اصل مقصود یقین نہ کرنے میں دھوکا نہیں کھاتا۔ اس لئے کہ ہر ایک دنیاوی لذت اور نعمت کے پیچھے زوال لگا ہوا ہے۔ بلکہ اُس کی ایک ایک خوشی میں ہزاروں غم اور اس کی ایک ایک راحت میں سینکڑوں زخم۔ ہر ایک نوش میں ہزاروں نیش۔ اس کی مٹھاس میں اصل زہر ہے۔ اور اُس کا لطف بالکل قہر ہے۔ اُس کا انصاف۔ بے انصافی سے بدتر ہے۔ اور اُس کی بنیاد سراسر خراب۔ عارفوں کا جگر اُس سے کباب ہے۔ اُس کا عاقل ہمہ تن مست خراب ہے۔

نقل ہے کہ دُنیا اپنے طالبوں کو ہمیشہ آواز دیتی ہے۔ کہ اے میرے آرزومندو! مجھ پر ہرگز دھوکا نہ کھاؤ۔ اور فریفتہ نہ ہو جاؤ۔ اگرچہ میرے ادائل میں رنگ و بو ہے۔ جو سرسری نظر کے ساتھ دیکھنے سے عیش و سرور ہے۔ لیکن میرا انجام کار دھوکا اور فتور ہے۔ جس پر مَیں نے نوازش کی اُسی کو گلایا۔ اور جس کو پرورش کر کر تیار کیا۔ اُسی کو گرایا۔

پس خوب دھیان کرو اور سوچ سمجھ! کہ اس غدّار دُنیا نے ظلم کی کٹاری سے اپنے لاکھوں مشتاقوں کی جان ماری کی۔ اس طرح پر کہ پھر وہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکے۔ اور اپنے عاشقوں کو اونچے کنگروں سے ایسے طور پر سر کے بل لٹکایا۔ کہ اُن پر آہ و زاری کا موقع بھی نہ آیا۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ دُنیا کو قیامت کے دن خلقت پر نمودار کریں گے۔ وہ ایک بدشکل بڑھیا کی مانند ہوگی۔ اُس کی آنکھیں نیلی ہونگی (جیسے بلّی کی آنکھیں) نہ مُنہ

میں دانت ہونگے۔ نہ پیٹ میں آنت۔ جب خلقت اُس کی طرف نگاہ کرے گی، تو بیساختہ کہ اٹھیگی۔ کہ اللہ تعالےٰ پناہ بخشے، یہ کیسی خوار اور بدشکل (ڈائن) ہے۔ (قضاو قدر) کہیں گے کہ یہ وہی دُنیا ہے، جس کی بدولت تم ایک دوسرے کے ساتھ، حسد اور دشمنی کرتے تھے اور آپس میں قتل اور خونریزی کرتے تھے۔ اور اپنے خویش و اقارب سے رشتے ناطے توڑ دیتے تھے۔ اور جس پر گھمنڈ کرتے تھے۔ پھر اُس بڑھیا (دُنیا) کو دوزخ میں دھکیل دینگے۔ وہ عرض کرے گی "خدایا! میرے وہ دوست کہاں ہیں۔ تب حکم ہو گا کہ اُنہیں بھی دوزخ میں ڈال دو۔ **مثنوی**

خُورتم آن باشد۔ کہ نفریب ترا ۔۔۔ چرب و نوش ودادِ جہان ایں سرا
آشکارا دانہ پنہاں دامِ او ۔۔۔ خوش نماید زا دولت انعام او
لیک در آخر جزایابی کہ چیست ۔۔۔ نیک بشناسی کہ محبوب تو کیست
مرغ دانا کے خورد دانہ ز دام ۔۔۔ ہم چناں کز دامِ دنیا ایں عوام

تیرے لئے بہتر تو یہ ہے، کہ اس دنیا کے چرب نوالے اور پھندے تجھے فریب نہ دیں۔ اس (دنیا) کے دانے تو ظاہر ہیں، مگر در اصل پھندے پوشیدہ ہیں۔ پہلے پہلے تو اُس کے انعامات تجھے بہت ہی دلفریب دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن انجام کار دیکھ لے گا۔ کہ وہ تجھے کیسا بدلہ دیتی ہے، تب تُو جان جائیگا۔ کہ تیرا اصلی محبُوب کون ہے۔ بھلا مُرغ زیرک پھندے سے دانہ کیونکر کھا سکتا ہے۔ جس طرح پر تمام لوگ اس دنیا کے فریب کے دام میں آجاتے ہیں +

افسوس جس کو اُنہوں نے خوش اعتقادی سے آب زلال گمان کیا ہے۔ اصل میں سراسر آب ہے۔ اور جس کو مزاوار شربت خیال کیا ہے وہ زہر ہی زہر ہے +

وہ شخص کیا ہی ہمت ور ہے۔ جو اُس کی شان و شوکت پہ فریفتہ نہیں ہوا۔ اور وہ انسان بڑا ہی بلند فطرۃ ہے جو اُس کی خوبصورتی پر شیفتہ نہیں ہوا۔ اور جس نے اپنی رُوح کو پھندے سے چھوڑا کر اعلےٰ علیین تک پہنچا دیا +

اب اِس دُنیا کی آفت پر نظر کرو کہ جس کے پاس تھوڑی ہو۔ وہ بہت ہی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان توڑتا ہے۔ اور در بدر مارے مارے پھرتا۔ اور ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ اُس پر حرص و ہوا غالب آتی ہے۔ اور چونکہ لالچ نے اُس کی آنکھوں کو اندھا

Marfat.com

کردیا ہے۔اس لئے حلال وحرام میں تمیز نہیں کرتا۔اور اپنی عمر عزیز کو اُس کے جمع کرنے کے فکر وتدبیر میں برباد کرتا ہے۔یادِ خدا۔کسبِ سعادت۔اور آخرت کے راستے سے بالکل بے نصیب رہ جاتا ہے۔اس لئے کہ دنیا کا لالچی ایسا ہی ہے، جیسا مرض استسقاء کا مریض۔جتنا زیادہ پانی پیتا ہے، اتنا ہی زیادہ غلبہ پیاس کا اس پر ہوتا ہے۔اور وہ پیاس دانا طبیب کے بغیر اُس سے دُور نہیں ہو سکتی۔یہاں تک کہ آخر کار اُسی پیاس سے مرجاتا ہے۔اور مرگ کے وقت اس جہان سے آلودہ دل۔پراگندہ خاطر ہو کر ہزاروں خرابیوں کے ساتھ جاتا ہے۔اور جو کچھ محنت ومشقت سے جمع کر چکا تھا۔نہایت حسرت کے ساتھ (اسی دنیا میں) چھوڑ جاتا ہے۔پس جس کو دُنیا کا مال واسباب وغیرہ ملے۔اور اپنی ضروری حاجتوں سے بچ رہے، تو چاہیئے کہ اُس پر گھمنڈ نہ کرے۔اور اس پر دل نہ لگائے اور اس بات کو ہمیشہ سوچتا ہے کہ آدمی پر ہمیشہ ایک سا زمانہ نہیں رہتا، نہ رہیگا۔جو آج ہے۔ممکن ہے۔کہ کل نہ ہو۔بلکہ دُنیا کے مال ودولت کو مانگا ہوا جانے۔اور اُس کو آخرت کی کھیتی بنائے یعنی نیک کاموں خرچ کرے۔ایسا نہ ہو کہ اُس کو لالچ نفسانی اور لہو ولعب شیطانی میں اُبھار دے +

پس بزرگانِ دین نے کیا اچھا کہا ہے کہ موافق کے ساتھ غنی ہونا، مخالفت کے ساتھ فقیری سے اچھا ہے۔اگر دُنیا، دین کی مدد گار ہو اور خدا کی یاد میں خلل نہ آنے دے تو اُس کو دنیا نہیں کہا جا سکتا۔پس یہ خیال نہ کیا جائے۔کہ ان تمام درم ودینار۔جاہ وحشمت شان وشوکت وغیرہ کا نام ہی دنیا ہے۔بلکہ درحقیقت دُنیا اُس کا نام ہے۔جو انسان کو خدا کی یاد سے غافل کرے۔اور آدمی کے دل کو اپنی طرف کھینچ لے۔اگر ایک دنیا دار آدمی فراغ دلی کے ساتھ خدا کی یاد میں مشغول ہے۔تو وہ اُس فقیر سے بدرجہا بہتر ہے۔جو غافل ہو۔پس جو چیز سالک کو خدا سے ہٹائے، اُس پر لات مار کر ہمہ تن خدا کے ساتھ مشغول ہو جائے۔اور خدا کے سوا کسی چیز کے ساتھ دل نہ لگائے۔اگر قضا وقدر تجھے قبول کرلیں اور سعادت کا دروازہ تجھ پر کھول دیں۔تو خدا کی قسم ہے کہ تجھے کسی دنیاوی چیز کی پرواہ نہ رہے گی۔اور دنیا اور مافیہا کی اقبال مندی کو تو مفت پر بھی نہ خریدے گا +

نقل ہے کہ خدا تعالےٰ ہمیشہ دُنیا کو آواز دیتا ہے۔کہ اے دنیا! جو میری درگاہ کا خادم ہے، تو اُس کی خادم بن۔اور جو تیرا خادم بنا چاہتا ہے تو اُس کو ہمیشہ دُکھ

میں چھوڑا۔ سو واقعی بعض لوگ دنیا کے خادم ہوتے ہیں۔ اور بعض لوگوں دنیا خادم ہے۔
جن لوگوں نے اپنے دونوں جہانوں کو دنیا کی محبت میں برباد کر دیا ہے۔ اور بڑے درجہ کی محنت اور دردسری سے اُس کو جمع کیا ہے۔ اُس کو جان جگر سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ اور خزانہ کے سانپ کی طرح اُس کی نگہبانی میں سینکڑوں مصیبتیں اور ہزاروں رنج اٹھاتے ہیں۔ اور اپنی تمام عمر اُسی کے پیچھے ضائع کر دیتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جو دنیا کے خادم ہیں۔ اور جن لوگوں نے غیر حق سے منہ پھیر کر محبت کی گرہ حقیقی محبوب (خدا) کے ساتھ باندھی ہے۔ اور نیستی و فنا کی رقم ماسوے اللہ کی پیشانی پر کھینچی ہے۔ وہ غیر حق سے فارغ ہو گئے ہیں۔ اور دنیا کا حاصل ہونا اور نہ ہونا اُن کے نزدیک برابر ہے۔ اُس کے آنے سے اُن کو خوشی نہیں۔ اور نہ آنے سے غم بھی نہیں ہے۔ اور دونوں حالتوں میں خدا کی رضامندی پر راضی ہیں۔ اور اپنے آزاد دلوں کو ایک ہی طرف، اور ایک ہی رُخ کر کر خدا کے ساتھ مشغول ہیں۔ وہی لوگ ہیں جو خدا کے دوست ہیں۔ اور ایسے برگزیدہ ہیں۔ کہ دُنیا و مافیہا اُن کی خادم ہے۔ جس طرح پر کہ حدیث قدسی کا مضمون ہے۔ اے میرے بندے! تو میرا ہو۔ تاکہ میں تیرا ہوں۔ اور جو کچھ میرا ہے تیرا ہو جائے ✦

پس کوئی احمق یہ گمان نہ کرے اور معترض نہ ہو۔ مگر بعضے اولیاء اللہ! دنیا اندر دنیا داروں میں اقبال اور قبولیت رکھتے ہیں۔ اور عام لوگوں، بی بی بچوں، خویش و اقارب کے ساتھ اُن کا میل ملاپ ہے ✦

کان لگا کر سنو! یہاں ایک نہایت ہے لطیف نکتہ ہے۔ جاننا چاہئے۔ خدا کے دوستوں کے کام کی بنیاد، باطن پر ہے۔ نہ ظاہر پر۔ اس لئے کہ اُن کا دل، جو انسانی وجود کا لب لباب ہے۔ خدا کے عشق میں ایسا خالی اور محو ہوتا ہے۔ کہ ظاہری تعلقات اُن کے مطلب کی توجہ کے مانع نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ ظاہر میں سب لوگوں کے ساتھ ملے جلے رہتے ہیں۔ لیکن دل سوائے خدا کے کسی کو نہیں دیتے۔ اور کسی چیز کی محبت اپنے دل پر نہیں رکھتے۔ کیونکہ دل خدا کی نظر گاہ ہے۔ اور ظاہر خلقت کا منظر ہے ✦

حدیث شریف میں وارد ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم (اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں، اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے) ✦

Marfat.com

چونکہ عارف کا دل انوار الٰہی کے اُترنے کی جگہ ہے۔ اور بے شمار بھیدوں کی کان۔ اس لئے اُس کی ہمہ تن ہمت دل کے پاک رکھنے کو ہے نہ آب و گل کے پاک رکھنے میں۔ وہاں باطن کی آرائش رکھنی منظور ہے نہ ظاہری ٹیپ ٹاپ ملمّع کی

حق ہمے گوید کہ نظرم بر دل است نیست بر ظاہر کہ آں آب و گل است

صد چواں زر بیارد گر غنی حق بگوید دل بیار اے منحنی

خداوند تعالےٰ فرماتا ہے، کہ ہماری نظر دل پر ہے۔ ظاہر پر نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ پانی اور مٹی (گارا) ہے۔ اگر دولت مند آدمی لاکھ بدرۂ زر پیش کرے، تو خدا فرماتا ہے کہ اے ٹیڑھے آدمی اپنا دل حاضر کر ؂

اسی واسطے اس راستہ کے چلنے والوں کی ہمہ تن کوشش، غیر حق سے باطنی تعلقات کا توڑنا ہے۔ نہ دُنیا کا دُور کرنا۔ کیونکہ خدائے تعالےٰ تیرے ہاتھ سے دُنیا کی ترک اس قدر نہیں چاہتا۔ جس قدر دُنیا کی دوستی کو تیرے دل سے چھوڑانا چاہتا ہے۔ جس قدر بُرائی ہے دُنیا کی دوستی میں ہے۔ اور انسان کے دل کا ہمہ تن اُسی میں مشغول ہو جانا اگر دُنیا کی محبت اور عوام دوستی سے دل خالی اور فارغ ہو۔ تو ظاہری میل ملاپ کچھ دکھ نہیں دے سکتا ؂

لیکن اس بات کی تمیز، کہ ظاہر تو عام لوگوں کے ساتھ ہو اور باطن خدا کے ساتھ سوائے اہل کمال کے کسی کے لئے آسان نہیں ہے۔ اور خدا کے راستہ میں چلنے اور ماسوائے اللہ سے علاقے توڑنے کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اور کامل عارفوں اور صاحب ارشاد کاملوں کے لئے اتنا ہی ہے۔ کہ مخلوقات کی طرف اُن کی ظاہری توجہ کچھ حجاب اور دوری کا سبب نہیں ہو سکتی۔ اور وہ جماعت جو درجہ فنا سے گذر کر بقا کے رتبہ پر سرفراز ہوئی ہے۔ وہ اپنی کاملہ قوت کی وجہ سے دونوں طرف دھیان رکھ سکتے ہیں۔ اور یہ بڑا ہی عالی مقام ہے۔ اور برگزیدوں کا خاصہ ہے۔ لیکن وہ سالک۔ جو درجہ فنا کے پیالہ سے مست ہے۔ اور جس پر سکر غالب ہے۔ وہ سوائے حق سُبحانہٗ تعالےٰ کے کسی چیز کو نہ جانتا ہے اور نہ دیکھتا ہے۔ اس لئے کہ سب چیزیں اُس کی بصیرت کی آنکھ میں نابود اور فنا پذیر ہو گئی ہیں۔ اور سوائے ایک مقصود کے اور کوئی مطلب اُس کے دل میں نہیں رہتا۔ وہ ولی اللہ، جس نے فنا کے سمندر میں غوطہ لگایا ہے۔ اور ذات حق کے

مشاہدہ کے نور میں بالکل چھپ گیا ہے۔ وہ سوائے حق سبحانہٗ کے اور کچھ بھی نہیں جانتا اور نہ دیکھتا ہے۔ اور سوائے حق کے ایک بات بھی نہیں کہتا۔ یعنی "مجھ سے ہی دیکھتا ہے۔ مجھ سے ہی سُنتا ہے۔ اور مجھ سے ہی (لوگوں کے ساتھ) کلام کرتا ہے۔ اُس کے احوال کے صفحہ (دل) پر روشن ہو جاتا ہے +

پیر بسطامی قدس سرہٗ السامی نے فرمایا۔ عرصہ تیس برس سے میں خدا سے باتیں کرتا ہوں۔ اور اُس کی باتیں سنتا ہوں۔ مگر لوگ یہ جانتے ہیں۔ کہ ہم کہتا اور ہماری باتیں سُنتا ہے +

اور یہ کمال فنا کا درجہ ہے کہ حال کے غلبہ اور خداوند تعالےٰ کی ہستی کے ظہور کی بدولت مخلوقات کا وجود دیکھنا اُس کی نظر سے بالکل دُور ہے۔ اور پرلے درجہ کے سُکر اور استغراق کے باعث سوائے خدا کے اُس کی ظاہری اور باطنی آنکھوں میں سوائے حق تعالےٰ کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ جس جگہ کہ دیکھتا ہے اُسی کو دیکھتا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اُسی کو کہتا ہے۔ جو کچھ سنتا ہے۔ اُسی سے سُنتا ہے۔ بیت

اندریں راہ مے نگنجد ما و تو
یا تو باشی در میانہ یا کہ او

اِس راستہ میں "ہم تم" کی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ یا (صرف) تو ہے یا وہ۔

مگر جب انسان دُنیا کے علاقوں اور پراگندہ اندیشوں اور غفلت کی بیماریوں میں گرفتار ہو گیا ہے۔ اور وحدہٗ لاشریک خدا کے نہایت ہی خوبصورت چہرہ کے مشاہدہ سے بے نصیب رہ گیا ہے۔ پس اس بیماری سے اُس کی خلاصی سوائے اس کے نہیں ہے کہ چند روز اہل دُنیا اور ناجنس صحبت کے میل ملاپ سے الگ ہو کر۔ اور دُنیا کے رشتوں ناطوں سے (جو ترشی اور تلخی کا اثر رکھتے ہیں) پرہیز کر کے ہمیشہ ذکر الٰہی کی معجون کا استعمال کرے۔ تاکہ حقیقی مرض جس کا نام غفلت ہے، دور ہو۔ اور دل کی زندگی اور جان کی صحت نصیب ہو۔ جس طرح پر جسمانی زندگی، کھانے پینے پر منحصر ہے۔ اسی طرح پر دل کی حیاتی اور جان کی زندگی، حق سبحانہٗ تعالےٰ کی یاد سے ہے۔ بہت سے لوگ جو خدا کی یاد میں رغبت نہیں کرتے۔ تو اُس کی یہی وجہ ہے کہ اُن کے دل پرلے درجہ کی غفلت کے باعث بیمار ہیں۔ اور یہ ایک کلّیہ قاعدہ ہے۔ کہ بیمار کو اپنی غذا کی کم اشتہا ہوتی ہے

پس غفلت کی مرض دور کرنے، اور دل کی صحت حاصل ہونے کے لئے کوئی دوا ذکر الٰہی سے زیادہ مفید اور بہتر نہیں ہے ⁂

کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ بشریت کی زندگی اور ہے۔ اور معرفت کی زندگی اور ہے۔ تمام لوگ بشریت کی زندگی سے زندہ ہیں مگر خدا کے دوست اُس کی معرفت کی زندگی سے۔ ایک دن ایسا آتا ہے کہ بشری زندگی فنا ہو جاتی ہے۔ لیکن معرفت کی زندگی ابدالآباد تک قائم رہتی ہے۔ المومن حی فی الدارین (مومن دونوں جہان میں زندہ ہے) اور اس زندگی سے معرفت یا خدا کی جان پہچان مراد ہے۔ اور معرفت الٰہی دل کے زندہ ہونے پر موقوف ہے۔ اور زندہ دلی سوائے خدا کی یاد اور ماسوائے اللہ کے بھول جانے کے حاصل نہیں ہو سکتی ⁂

جاننا چاہیئے کہ معرفت کی دو قسمیں ہیں :۔

اوّل۔ استدلال کے رُو سے۔ جس کا لگاؤ، ظاہری عالموں کے ساتھ خاص ہے ⁂

دوم۔ کشف اور ذوق کے رُو سے۔ جو اہل باطن اولیا اللہ کا خاصہ ہے۔ اور دل کے صاف رکھنے اور نفس کے پاک کرنے پر موقوف ہے۔ اس کا بیان طول طویل ہے ⁂

جس گروہ نے ازلی سعادت کے فیض سے، تقلید سے، قدم ہمت آگے بڑھایا۔ اور تحقیق کی طرف گیا۔ اور محبت و عشق کے راستہ سے حق سبحانہٗ تعالٰے کا طالب ہوا۔ وہ ایک لحظہ بھر بھی خدا کی یاد سے غافل نہیں رہتا۔ اور یہ لذت اور حالت بہت ذکر کرنے سے ہی اُس کو نصیب ہوئی۔ اور ذکر کے ذریعہ سے ہی خدا کے ملاپ کی مجلس تک اُس کی رسائی ہوئی۔ چونکہ ساقی ازل نے عاشقوں کی جان کے گلے میں محبت اور شوق کے قطرے ٹپکا دئے ہیں۔ تو وہ اُسی ازلی سعادت کی راہ نمائی سے خدا کی یاد کے سوا دم تک نہیں لیتے۔ اور سب علاقوں پر جو اس راستہ کی روک ٹوک میں، لات مار کر۔ دم بدم ذکر الٰہی میں غرقاب رہتے ہیں۔ اُن کے دل کا اگر کوئی انیس یا غمخوار ہے، تو ذکر و فکر ہی ہے۔ اُن کے رُوح کی لذیذ غذا اگر کچھ ہے، تو ذوق و شوق کا پیالہ ہی ہے۔ اس لئے کہ (اُس کے) مشتاقوں کو ہردم وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (اُن کا پروردگار اُن کو شراب طہور پلاوے گا) کی محبت کا گھونٹ پہنچتا ہے۔ اگر تجھ میں کچھ ہمت ہے، تو تمام علاقوں کو الگ پھینک کے اور اپنی سب قسموں کے (ظاہری) معلومات کو بالائے طاق رکھ کر ہمت کے گھوڑے کو

Marfat.com

فاذکرونی (تم مجھے یاد کرو) کے میدان میں دوڑا۔ تاکہ بمصداق اذکرکم (میں تمہیں یاد کرونگا) تمہیں اُس کا ثمرہ ملے۔ اور لبیک عبدی (اسے میرے بندے میں حاضر ہوں!) کی آواز تو اپنے کان سے سُنے +

پس جو شخص اپنے دل کو ایک طرف لگا کر اور تفرقہ و سرگردانی کو چھوڑ کر خدا کی یاد میں جو اولیاء اللہ کی متاع۔ اور متقیوں کا لباس ہے۔ ہمیشہ ضبط میں رکھے اور کسی وقت بھی ذکر الٰہی بغیر آرام نہ لے۔ اور اس کے سوا اس کا دل برقرار نہ ہو، ایسی دولت پاتا ہے۔ جس کو کبھی زوال نہیں ہے +

غور سے سُن:-

یہی ذکر ہے، جو کام دل کو لذت اور ذوق پہنچاتا ہے

یہی ذکر ہے، جو مفلسوں کے لئے متاع ہے۔ اور عاشقوں کے جھونپڑوں کا چراغ ہے +

یہی ذکر ہے جو مُردہ دل کو زندہ کرتا ہے۔ اور طالب کو مطلوب تک پہنچاتا ہے +

یہی ذکر ہے، جو سالکوں کو اُن کی ہستی سے الگ کرتا ہے اور حق سبحانہٗ تعالےٰ کے جمال کا مشاہدہ کراتا ہے +

اے عزیز! حضرت رب العزت کی درگاہ میں سب سے بڑھ کر عمل اور خدا تعالےٰ کی طرف پہنچنے کا سب سے آسان طریق یہی ذکر ہے۔ چنانچہ ہر ایک طبقہ کے مشائخ "اُن سب پر خداوند تعالےٰ راضی ہو" اس بات پر متفق ہیں۔ کہ خداوند تعالےٰ کے طالب کو ابتدا میں ذکر کے سوا اور کسی کام میں مشغول ہونا حرام ہے +

نقل ہے کہ سعد ابن مسیب رضی اللہ عنہا۔ مکہ شریف کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک آدمی اُن کے پاس آیا۔ اور سوال کیا۔ کہ مجھے اُس حلال سے خبر دیجئے جس میں حرام کا مطلق نام تک نہ ہو۔ اور اُس حرام کی بھی اطلاع دیجئے۔ جس میں حلال کا شائبہ تک نہ ہو۔ فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کا ذکر ایسا حلال ہے کہ اس میں حرام کا نام تک نہیں۔ اور غیر کی یاد حرام ہے۔ جس میں حلال کا شائبہ تک نہیں۔ اس لئے کہ خدا کے ذکر میں نجات ہے۔ اور غیر کے ذکر میں ہلاکت ہے +

Marfat.com

پس ہوشیار ہو! اگل پرور (جسم کی پرورش کرنے والا) نہ ہو۔ بلکہ دل پرور (روح کی آرائش کرنے والا) ہو۔ اور غفلت کی نیند سے جاگ۔ بیت

نمے گویم کہ از عالم جدا باش
بہر کارے کہ باشی با خدا باش

مَیں تجھے یہ نہیں کہتا۔ کہ دُنیا جہان سے الگ ہو۔ بلکہ (یہ کہتا ہوں کہ) جو کام تو کرے با خدا ہو کر کر +

خداوند واحد کے طالبوں، اور اُس صمد بے ہمتا کے جمال کے عاشقوں نے۔ جو یہ سب مقبولیت کے درجے، اور محبوبیت کے رُتبے، اللہ تعالےٰ کی پاک درگاہ سے حاصل کئے ہیں۔ تو محض اسی ایک عمل سے۔ کہ بہت ذکر کرنے سے دل کو غیر کی محبت سے پاک کر کر، حقیقی محبوب (خدا) کے ساتھ محبت کی ایسی گرہ باندھی، کہ اُن کی محبت کا جانور دونوں جہان کے دام و دانہ میں بند نہیں ہو سکتا۔ اور اُن کے دل کا دامن حق سبحانہٗ کے سوائے کسی گندگی سے آلودہ نہیں ہوتا +

پس اے دوستو! اگر آپ بھی اس عظیم الشان دولت سے ممتاز ہونا۔ اور اپنے مُدعا کو معشوق کے جلوہ گاہ میں لانا چاہتے ہو۔ تو اپنے عزیز وقت کو خدا کی یاد سے آباد رکھو۔ اور اُس کا ایک لمحہ بھی رائیگاں نہ جانے دو۔ کیونکہ دل کی دولت کے اظہار کی لیاقت بنی نوع انسان میں سے ہر ایک کو بخشی گئی ہے۔ اور اس سعادت کی قابلیت ہر ایک فرد بشر کو عطا کی گئی ہے۔ یعنی جو شخص خدا کی یاد میں ہمیشگی کرے۔ اور غفلت کی پٹی کو بصیرت کی آنکھ سے دُور کرے، وہ خدا کی دوستی کے شرف سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور اپنی ذات سے فانی ہو کر حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ساتھ باقی ہوتا ہے +

پس یہ سب دلیری اور زیانکاری تو اپنی ذات پر کب تک روا رکھے گا۔ اور وقت عزیز جو عُمر کی متاع ہے، کب تک غفلت میں گذار دے گا۔ ذرا اپنے دل میں قیاس کر کہ دُنیا میں دوبارہ آنا نہیں ہے۔ کہ اگر پہلی دفعہ نہیں، تو دوسری دفعہ ہی، تُو خدا کو پاسکے فرصت کا وقت اور مہلت کی گھڑی غنیمت جان کر اس سعادت کو حاصل کر۔ اور اپنے دل کو غیر حق سے آلودہ نہ کر +

نقل ہے۔ کہ کل قیامت کے دن ایک شخص کہے گا "اے پروردگار! (خداوند تعالےٰ

کی طرف سے) آواز آئے گی "بس اب مجھے مت پکار" دنیا جو مجھے پہچاننے کا مقام تھا اور جس میں بار بار تجھے ہدایت کی گئیں۔ اُس میں تو تو نے پہچاننے کا نام تک نہ لیا۔ اور اُن ہدایات کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ (اب اس جہان میں تو اس آیت کا مصداق بن)۔

قولہ تعالےٰ مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا

(جو شخص اس دُنیا میں اندھا ہے، وہ عالم آخرت میں بھی اندھا ہو گا۔ اور وہ راستے سے بہت دُور جا پڑا ہو گا) ۔

جاننا چاہیئے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے سب کائنات اور تمام مخلوقات سے بنی نوع انسان کو بزرگی دے کر، اپنے کمالات کے ظہور کا مقام بنایا ہے۔ تاکہ اس جہان میں بہت ہی طاعتوں اور کسب کمالات سے خداوند تعالےٰ کے قرب کی سعادت کو پہنچے اور اُس وحدہ لاشریک خدا کی ذات اور صفتوں کے ظہور کا محل ہو۔ لیکن اگر انسان سوائے حصول مطلب اور مقصود کے دیکھنے کے، اس جہان سے سدھار جاوے، تو پھر تو ہی قیاس کر کس قدر گھاٹا ہے جو اُس نے اُٹھایا۔ اور کتنا ٹوٹا ہے جو اُس نے پایا۔ واقعی اس سے زیادہ کیا نقصان ہو گا۔ کہ دل کا خلوت کدہ، جو خدا کے انوار و اسرار کا مقام ہے شیطانوں کی نشستگاہ ہو جائے۔ اور لالچ و حرص سے آلودہ رہے۔ چنانچہ اس پر ایک موٹی سی مثال پیش کی جاتی ہے:۔

فرض کرو۔ کہ ایک بادشاہ نے خاص اپنے لئے، ایک مکان تعمیر کرایا۔ اور ایک شخص کے حوالہ کر کے اُس کو حکم دیا کہ اس مکان کو پاک و صاف رکھ۔ اس میں کسی ناواقف غیر محرم کو آنے نہ دینا۔ اگر وہ نادان، احمق اور بے عقل آدمی، اُس مکان کو بیلوں اور گدھوں کا اصطبل بنا کر ہر ایک قسم کی گندگیوں سے میلا رکھے۔ تو کیا شخص خسروانہ الطاف اور شاہانہ عنایات کا سزاوار ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ شاہی عتاب کا معرض خطاب ہو گا۔ اسی طرح پر خداوند تعالیٰ نے انسان کے دل کو اپنا گھر بنایا ہے۔ جو شخص اس کو دُنیا کے اندیشوں سے اور ماسوے اللہ کی میل سے گندہ کرے۔ اور رات و دن حرص و ہوا میں بسر کرے۔ تو کس مُنہ سے رحمت الٰہی کی نظر کا مُقرب اور منظور ہو سکتا ہے یہی باعث ہے کہ اہل معنی لوگوں نے فرمایا ہے کہ بندی کے لئے باطنی اعمال کا شغل، ظاہر اعمال سے بدرجہا افضل ہے۔ تاکہ باطنی اعمال اور

Marfat.com

قطع تعلقات بہت جلد حاصل ہوں۔ اور دل، پاک اور روشن ہو کر فیض الٰہی کے واردات کے قابل ہو جاتے ✽

ب دل کے کانوں سے سن اور ہوش رکھ۔ کہ سب سے افضل ذکر، ذکر خفی ہے۔ (دل میں خدا کو یاد کرنا) افضل الذکر خفی ✽ اس لئے کہ زبانی ذکر سالک کے حق میں اس وقت مفید ہو سکتا ہے۔ جب اس کا دل ما سوائے اللہ کے حضور سے پاک ہو گیا ہو۔ اور وہی وقت ہے جس میں دل اور جسم دونوں کو جمع کر سکتا ہے۔ پس مبتدی کو اس حالت کے حاصل ہو جانے سے پہلے "دل میں یاد کرنا" بہت عمدہ شغل ہے۔ اس لئے کہ دل یاد کو ایسی خاصیت ہے کہ تمام حالتوں میں بہم پہنچ سکتی ہے۔ اس کو کسی وقت میں فتور نہیں۔ اور ریا اور مشہوری کی آفت سے کچھ ڈر نہیں ✽

حدیث شریف میں وارد ہے کہ قیامت کے دن بندہ کو حاضر کریں گے۔ اور اس کے اعمالنامہ سے کوئی نیکی برآمد نہ ہوگی۔ حکم ہوگا کہ اے بندہ! تو نے ہم کو دل میں جو یاد کیا تھا۔ وہ جو ایک مخفی خزانہ تیرے قبضہ میں ہے (اور ملائکہ کو ارشاد ہوگا) لازمی طور پر اس کو بہشت عنبر سرشت میں لے جاؤ ✽

پس پوشیدہ ذکر یا قلبی یاد۔ خدا کے خزانوں میں ایسا خزانہ ہے۔ کہ جو شخص غیروں کی نظر سے اس کو چھپا کر رکھے۔ اور خدا کی یاد میں پوشیدہ سانس لے۔ اس کی طرح اور کوئی سعادت مند نہیں ہے۔ اگر تجھے کچھ عقل و شعور ہے تو اس حالت کو حاصل کر۔ اور اس سعادت کی قدر پہچان۔ کہ تجھے قضا و قدر نے ایک عظیم الشان خزانہ عطا کر رکھا ہے۔ اور اس کی چابی تیرے حوالہ کر دی ہے۔ اگر تو نے وہ چابی دشمنوں اور ڈاکوؤں کے ہاتھ میں دیدی۔ جن کے دوسرے نام نفس اور شیطان ہیں۔ تو تیرے حق میں بڑا ہی ٹوٹا اور گھاٹا ہے ✽

جب خداوند تعالیٰ نے اپنی معرفت کے اسرار کا خزینہ۔ اور محبت کے انوار کا گنجینہ آدمی کے دل کے محل میں پوشیدہ کر دیا ہے۔ اور اس محل کو پرلے درجہ کی غفلت کے زنگار نے پائمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور وہ سب اسرار اور انوار خزانہ کی طرح زمین میں دب گئے ہیں یا سورج کی طرح یا دل کے نیچے آگئے ہیں۔ تو اگر تو اپنے دل کو ذکر الٰہی سے صاف و مصفا کریگا۔ تو جان جائیگا۔ کہ کس قدر عظیم الشان دولت

Marfat.com

تجھے اپنا ظہور دکھاتی ہے ٭

حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو وحی کی۔ کہ اے داؤد! غفلت میں پڑے ہوئے اندھوں کو کہ۔ کہ اس بات کو خیال میں نہ لاویں۔ کہ دُنیا کے خزانوں کے جواہرات آسمان سے اُتر ینگے یا زمین کی تہ سے نکلینگے بلکہ ہم نے اپنی قدرت کاملہ، اور حکمت بالغہ سے، تمہارے دلوں کو ملکوتی جواہرات کے خزانے بنا دیا ہے۔ اور اپنی پاک ذات کے اسرار کے نقدوں کو وہاں امانت رکھ دیا ہے ٭

اگر تجھ میں کچھ ہمت ہے تو اس راستہ میں بہادرانہ طور پر آ۔ اور ذکر الٰہی کی چابی سے غفلت کے تالوں کو کھول۔ اگر اس دولت سے محروم، اور اس سعادت سے بے نصیب مرے گا۔ تو کیا کچھ حسرت و افسوس ہے کہ تو اپنے دل میں لیجا ئے گا۔ اس وقت نہ ہی تجھے حسرت سے کچھ فائدہ ہو گا۔ اور نہ ہی شرمندگی سے کچھ نیک نتیجہ نکلے گا ٭

نقل ہے کہ کل قیامت کے دن، گنہگار اور مطیع دونوں افسوس اور حسرت کے ساتھ اُٹھیں گے۔ گنہگار اس لئے۔ کہ میں نے خدائے تعالےٰ کی بے فرمانی کیوں کی۔ اور مطیع لئے کہ باوجودیکہ مجھ میں قابلیت اور طاقت تھی۔ میں نے ذکر الٰہی کیوں نہ کیا اور کیوں اپنی ذات کو درجات عالیہ سے محروم رکھا۔ پس اپنی عمر کے دنوں میں سے ہر ایک گھڑی کو غنیمت جان۔ اور اپنے عزیز وقت کو ضائع نہ کر۔ اور لمبی چوڑی آرزوں سے باز آ۔ ایک دن، ایسا وقت بھی تجھ پر آنے کو ہے کہ سب طاقتیں اور تمام تصرفات عدم کے جنگل میں معدوم ہو جاوینگی۔ اُس وقت تو کیا کر سکے گا۔ اب تو تمام طاقتیں بحال اور برقرار ہیں اور اپنا کام کر سکتی ہیں۔ اپنے کام میں ذرا سوچ اور ہوشیار ہو کر زندگی بہت تھوڑی ہے۔ اور سفر بہت ہی لمبا ہے۔ موت کی گھڑی سر پر کھڑی ہے۔ اور ایک سخت ڈراونی جگہ میں جانا ہے۔ وہاں نہ کوئی دوست ہو گا جو دوستی کا حق ادا کر سکے، نہ کوئی مددگار ہو گا جو کسی قسم کی مدد اور دستگیری کر سکے۔ صرف فضل الٰہی اور اعمال نیک کام آئیں گے تو کس لئے ایسے لاثانی محبوب (خدا) کو اپنا دوست نہ بنایا جاوے کہ اس بیکسی اور بے بسی کی حالت میں فریاد سُنے، اور اس اڑے وقت اور کٹھن گھڑی میں مددگار ہو۔ اگر آج کے دن تو ذکر الٰہی کا عادی ہو جائے، تو حقیقت میں دونوں جہانوں کی دولت اور سعادت تجھے مل چکی۔ کیونکہ دونوں جہانوں کی سعادت۔ معنوی بھیدوں کا کھلنا۔ خداوند تعالےٰ کا ملاپ۔ کثرت

Marfat.com

ذکرالٰہی کے سوا، کسی اور صورت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جب ذکرالٰہی کی برکت سے ماسوائے کی میل سے انسان کا دل پاک صاف ہو جائے۔ اور اُس کی صفائی کمال درجہ کو پہنچ جائے تب وہ خدا کے جمال کا مظہر ہو جاتا ہے۔ اور پاک خدا کی درگاہ کا مقبول ٭

اے عزیز! ذکرالٰہی ایسی دولت ہے۔ کہ جس نے اُس کے ساتھ دل لگایا، تمام بے معنی خرخشوں اور لاطائل جھگڑوں سے الگ ہو گیا ٭

ذکرالٰہی، ایک ایسی اعلےٰ درجہ کی شراب ہے۔ کہ جب عاشق لوگ اُس سے مست ہوتے ہیں۔ تو سو برس کی راہ ایک گھڑی بھر میں طے کرتے ہیں۔ اور جو غیرحق ہے اُس کو بالکل بھول جاتے ہیں ٭

نقل ہے کہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ السامی۔ خدا کی یاد میں ایسے مستغرق رہتے تھے۔ کہ آپ کا ایک مرید ۲۰ برس تک ہر روز آپ کی خدمت میں جاتا رہا۔ اور ہر روز اُس کو پوچھا کرتے۔ کہ تمہارا کیا نام ہے؟

ایک دن اُس نے کہا۔ اے حضرت شیخ! مَیں بیس برس کے عرصہ سے آپ کی خدمت میں ہوں۔ اور ہر روز جس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ تو آپ میرا نام پوچھتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے!

فرمایا۔ اے عزیز! مَیں تم سے مسخری کی راہ سے نہیں پوچھتا۔ لیکن جب ایک نام میرے دل پر غالب آگیا ہے۔ تو باقی تمام ناموں کو مَیں نے بھلا دیا ہے۔ جس وقت تیرا نام لینا چاہتا ہوں۔ اُس نام کی غیرت سے تیرا نام میری یاد سے چوک جاتا ہے۔ بیت

خواہم کہ بیخ صحبت اغیار برکنم
در باغ دل رہا نکنم جز نہال دوست

غیروں کی صحبت کی بیخ اُکھاڑنا چاہتا ہوں۔ اپنے دل کے باغ میں دوست کے پودے کے سوا، اور کوئی چیز چھوڑنا نہیں چاہتا ٭

اے عزیز! جو شخص حق کا طالب ہے، ہر دم اُس کے ذکر سے مائل ہے اور اہل اللہ احباب ایک جماعت اس بات پر ہے کہ سوائے ذکرالٰہی کے خدا تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ اب اصل مدعا ظاہر کیا جاتا ہے:۔

جاننا چاہئے کہ سب ذکروں سے بہتر اور بڑھ کر کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے

Marfat.com

سالک کے لئے اس کلمہ طیب سے بہتر کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کے سوائے کسی اور ذکر سے، وقت کی صفائی، خطروں کا دُور ہونا۔ دل کا حضور۔ اور ذوق و شوق کی چاشنی، حاصل نہیں ہوتی۔ سالک کو لازم ہے کہ رات و دن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ذکر میں مشغول رہے۔ تاکہ اس کے بار بار پڑھنے سے توحید کی صورت دل میں بیٹھ جاوے۔ اور غیر اللہ کی پکڑ سے دل خلاصی پاوے ۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ثواب ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جاوے۔ اور دوسرے پلڑے میں ساتوں زمینوں اور ساتوں آسمانوں اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے ان سب کو۔ تو کلمہ طیبہ والے پلڑے کا وزن بہت بھاری پایا جاوے گا ۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی نے فرمایا ہے۔ کہ لوگ کلمہ طیبہ کی برکات سے واقف نہیں ہیں۔ اگر تمام جہان کو ایک بار کلمہ پڑھنے پر بخشدیں۔ اور بہشت میں بھیجدیں تو گنجائش رکھتا ہے۔ اور ظاہر ہو جاتا ہے کہ کلمہ طیبہ کی برکتیں اگر تمام جہان میں بانٹ دیں۔ تو ہمیشہ تک سب کو کفایت کرتی اور تروتازہ رکھتی ہیں۔ اور انسان جان لیتا ہے۔ کہ کفر اور کدورت کے دُور کرنے کے لئے کلمہ طیبہ سے بہتر اور کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔ اس لئے۔ اس لئے ابدی سعادت اور ہمیشہ کی دولت کی چابی یہی کلمہ طیبہ ہے۔ یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۔ کیا ہی اچھی سے اچھی نعمت ہے کہ جو فتح ہے۔ اسی سے ہے اور جو بھید ہے اسی سے (حل ہوتا) ہے۔ اور طالب کے مطلب کا ظہور بھی اسی پر موقوف ہے۔ اگر تجھ میں ہوش رسا اور سُننے کے کان ہیں تو اس ذکر کی فضیلت مفصلہ الذیل حدیث سے سُن ۔

عن علی ابن ابیطالب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم دلنی علے اقرب الطرق الی اللّٰہ تعالیٰ وافضلھا عند اللّٰہ و اسھلھا علے عباد اللّٰہ تعالیٰ فقال رسول اللّٰہ تعالیٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا علی بما وصلت بالنبوۃ فقال وما ذلک یا رسول اللّٰہ قال بمداومت الذکر فی الخلوت قال یا رسول اللّٰہ ھکذا فضیلۃ الذکر وکل الناس ذاکرون قال یا علی لا تقوم الساعت علی الارض من یقول اللّٰہ ثم قال علی کیف

Marfat.com

اذکر یا رسول اللہ قال اسمع منی حتی قولہا ثلث فانت تسمع اقلہا ثالثا وانا اسمع ثم قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ ؎

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ مجھے کوئی ایسا طریقہ عمل ارشاد فرمایئے۔ جو اللہ تعالےٰ سے نزدیک کرنے والا ہو۔ اور اُس کے حضور میں بہت ہی بزرگ ہو۔ اور بندوں کے لئے زیادہ آسان ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی رض آپ کو خبر ہے۔ کہ کس چیز کے ذریعہ سے مَیں نبوت تک پہنچا۔ حضرت علی رض نے کہا۔ اے اللہ کے رسول فضیلت ذکر فی الحقیقت ایسی ہی ہے۔ حالانکہ سب لوگ ذکر ہی کرتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روئے زمین پر جب تک کوئی اللہ کہتا رہیگا قیامت برپا نہ ہوگی۔ حضرت علی رض نے کہا۔ کہ اے اللہ کے رسول میں کیونکر ذکر کروں رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ سے سُن۔ یہاں تک کہ میں اُس کو متواتر تین دفعہ پڑھوں۔ پھر تو اُس کو تین دفعہ پڑھ۔ اور مَیں سُنوں۔ اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھا :-

لا الٰہ الا اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ

پس طالب حق کو چاہیئے کہ گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر کلمہ طیبہ کے ذکر میں مشغول ہو تاکہ اس کی برکت سے دل کو تفرقے اور خطروں کے ہجوم سے نجات پاکر تسلی کے جھولے میں آرام سے بسر کرے۔ اور دُنیا کے تمام لاطائل فکروں سے خالی ہوکر قرب الٰہی کی سعادت تک پہنچے۔ اس لئے کہ کوئی چیز سالک کے حق میں دل کے تفرقہ اور خطروں کے ہجوم سے زیادہ دُکھ دینے اور ہلاک کرنے والی نہیں ہے ؎

اے عزیز! یہی کلمہ طیبہ ہے۔ کہ سو برس کے کافر، ایک بار پڑھنے سے دوزخ کی آگ سے نجات دیتا ہے۔ اور بہشت کا مستحق کرتا ہے۔ یہی کلمہ ہے۔ جو دردمندوں کے زخموں کی مرہم۔ اور مسکینوں کے دُکھ کی دوا ہے ؎

یہی کلمہ ہے۔ جو عاشقوں کا شغل اور مشتاقوں کی جان کا غمگسار ہے ؎

یہی کلمہ ہے۔ جو اس راستہ کے چلنے والے کو اپنے سے دُور۔ اور خدا کے

Marfat.com

نزدیک کرتا ہے ۔

یہی کلمہ ہے ۔ جو (انسان کے) دل کے گھر کو لا کے جھاڑو سے جھاڑ کر پاک و صاف کرتا ہے ۔ اور سالک کو غیروں کی پکڑ سے چھوڑ اکر از خود رفتہ کرتا ہے ؎

تا بجاروب لا نہ روبی راہ
نہ رسی در سرائے الا اللّٰہ

جب تک تو (حرف) لا کی جاروب سے راستہ کو صاف نہ کرے ۔ الا اللّٰہ کے عالیشان مکان میں نہیں پہنچے گا ۔

چنانچہ سب طبقہ کے مشائخوں نے، الفاظ اور معانی دونوں کے ساتھ فرمایا اور لکھ دیا ہے کہ حق سبحانہٗ کے طالب کو تمام ذکروں سے کلمہ طیبہ کا ذکر بہت بہتر ہے ۔

خواجہ ابو اسحاق چشتی قدس سرہٗ نے فرمایا ۔ کہ وہ پورے سات برس رات دن، گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اسی ذکر کا شغل کرتے رہے ۔ اور اللّٰہ تعالےٰ نے اسی ذکر کی برکت سے اُن کو اپنی درگاہ کا مقرب اور مقبول بنایا ۔

شیخ نظام الدین تھانیسری قدس سرہٗ ۔ ابتدا ء سلوک میں ہر روز ۲۰ ہزار دفعہ کلمہ طیبہ ذکر ظاہر اور پوشیدہ میں کیا کرتے تھے ۔ تب اس ذکر کی برکت سے اُن کو خداوند تعالےٰ کی طرف کشش ہوئی ۔ اور کامل ہو گیے ۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی نے، نفی اثبات قلبی کے سوائے کلمہ طیبہ کا پانچ ہزار دفعہ ہر دن میں ذکر مقرر کیا ہوا تھا ۔ چنانچہ اُن کے مبارک طریقہ میں ابھی تک یہی سُنت جاری ہے ۔ اور ما سوا ان کے ادیگر اولیا اہل باطن بھی گوشہ تنہائی میں اس ذکر کا شغل رکھتے تھے ۔ یہاں تک کہ خداوند تعالےٰ نے اس ذکر کی برکت سے عرش بریں سے لے کر فرش زمین تک اُن کے لئے سب کچھ نورٌ علیٰ نور کر دیا اور مقام اعلےٰ علیین تک پہنچا دیا ۔

اے سعادت کے طلب گارو! غفلت کی رُوئی، ہوش کے کانوں سے نکال کر اس سعادت کو حاصل کرو ۔ اور یادِ حق کے سوائے کسی اور کام میں مشغول نہ ہو ۔ کیونکہ خدا کی یاد کے سوائے کسی اور کام میں مشغول رہنے میں گھاٹا کھانے یا ٹوٹا اُٹھانے

Marfat.com

کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہے۔ یاد رکھو کہ عمر کی متاع بیہودہ کاموں میں ہار دینا، اور حق سبحانہ، تعالےٰ کی یاد سے غافل رہنا، ہوشمندوں کا کام ہے۔ اور بیش قیمت اور لاثانی موتی کو ہاتھ سے دیکر، کوڑیوں کو اُٹھانا نہ تو ہوشمندوں کا کام ہے، نہ ہی عقلمندوں کا طریق ہے۔ ہر ایک عقلمند کو لازم ہے۔ کہ اپنے دل کے گھر کو جو بزرگ اور بلند خدا کے جمال کا جائے ظہور ہے، پاک و صاف رکھے۔ تاکہ اُس شاہنشاہ بے مثل کا اُس میں نزول ہو۔ اور ہمیشہ کی دولت اور سعادت اُس کو اپنا چہرہ دکھلائے ✦

لیکن افضل اور انسب یہی ہے، کہ کسی کامل مرد ولی اللہ سے اس ذکر کی اجازت حاصل کرے تاکہ بہت جلد اس کا نتیجہ ظہور میں آئے ✦

مثلاً جو درخت باغبان لگاتا ہے، اور اُس پیوند کرتا ہے۔ اور پھر اُس کی پرورش کرتا ہے۔ تو اُس درخت کا میوہ نہایت لطیف اور شیریں پیدا ہوتا ہے۔ اور شاہنشاہوں کی نظر کے قابل ہوتا ہے ✦

لیکن وہ درخت جو خودرو ہوتا ہے۔ اگرچہ میوہ اُس میں بھی لگتا ہے۔ لیکن وہ میوہ اُس قدر میٹھا س اور لذت نہیں دیتا۔ اسی طرح پر بزرگوں کی اجازت میں اثر اور تاثیر ہے ✦

کتاب نفحات میں مذکور ہے۔ کہ شمس الدین صفی امام جامع مسجد شیراز اکابر صلحا میں سے تھے۔ اور اپنے سب وقتوں کو ذکر الٰہی، تلاوت قرآن مجید اور ہر ایک قسم کی عبادتوں میں آباد رکھتے تھے۔ لیکن کسی اُستاد کامل سے یہ ذکر اُنھوں نے نہیں سیکھا تھا۔ ایک دن جب کہ وہ ذکر کر رہے تھے۔ تو اپنی صورت کو نور کی مجسم شکل میں دیکھا۔ کہ مُنہ سے الگ ہو کر زمین کی طرف جاتی ہے۔ دل میں سوچا کہ یہ (میرے لئے) اچھی علامت نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف نشان دیتی ہے۔ اور یہ نقصان محض اس لئے ہے۔ کہ کسی شیخ نے یہ ذکر مجھے تلقین نہیں کیا۔ پس شیخ روزبہان بقلی قدس سرہٗ کے ایک مرید کی طرف رجوع کیا۔ اور اُن سے ذکر کرنا سیکھا۔ اُسی رات کو اثنائے ذکر میں اپنی ذات کو نور کی شکل میں دیکھا۔ کہ اوپر کی طرف جاتی ہے۔ اور آسمان کو پھاڑتی ہے ✦

اس کے بعد سب مشائخین کے سردار شیخ شہاب الدین رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

صحبت میں جا ملے۔ اور درجہ تکمیل حاصل کیا +

پس جو شخص اس سعادت کو ازلی سعادت کی بدولت کسی بزرگ حاصل کرے تو چاہئے کہ پورے اخلاص اور دل کے حضور کے ساتھ اس ذکر میں مشغول ہو۔ اور اخلاص کی تعریف ہے۔ کہ خدا سے سوائے خدا کے کچھ نہ مانگے۔ نہ ہی بہشتی حوریں نہ ہی موتیوں کے محل اور نہ ہی دنیا کا مال و مرتبہ۔ القصہ دنیا اور آخرت کی کوئی چیز نہ مانگے اور سوائے حق سبحانہٗ کی طلب کے کوئی مطلب اپنے دل میں نہ رکھے۔ جب تو نے خدا کو پالیا سب چیزوں کو پالیا۔ من لہ المولیٰ فلہ الکل (جس کے لئے خدا ہے اس کے لئے سب کچھ ہے) +

محبوب سبحانی، غوث صمدانی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے مناجات میں خدا سے پوچھا:۔

"خدایا! تیرے نزدیک سب سے عمدہ کونسا عمل ہے"؟

خداوند تعالےٰ نے فرمایا۔ وہ عمل جس میں میری بھلائی کو دخل نہ ہو۔ کیونکہ جو عبادت بہشت کی تمنا یا دوزخ کے ڈر سے ہوتی ہے۔ اس عبادت میں غیر خدا (مقصود) ہوتا ہے۔ اور کمال اخلاص یہی ہے کہ خدا سے سوائے خدا کے اور کچھ نہ مانگے۔ جس عبادت میں اخلاص نہ ہو۔ وہ عارفوں کے نزدیک گناہ کے برابر ہے۔ اور عاشقوں اور زاہدوں کے درمیان یہی فرق ہے۔ کہ عاشق لوگ خدا کو خدا کے لئے پوجتے ہیں۔ اور زاہد لوگ اپنے لالچ کے لئے +

اے عزیز! ہر ایک عمل میں جس قدر اخلاص اور محبت ہو، اسی قدر پھل ملتا ہے جس کے اعمال میں زیادہ تر اخلاص ہے۔ اسی قدر زیادہ قبولیت ہے اور (اس کے لئے) روحانی خوشیاں اور غیبی فتحیں بہت ہی بڑھ کر +

نقل ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خضر علیہ السلام کو پوچھا کہ خدائے پاک نے تیرے کونسے عمل اور فعل کو سب سے زیادہ پسند کیا۔ اور تجھ کو غیبی علوم سے واقف کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے جو عمل کیا اس کے اجر کا طمع نہیں رکھا۔ ناچار اس بے مثل عطا کنندہ نے اتنی نعمت عطا کی کہ وہ ہرگز ہرگز گنتی میں نہیں آسکتی +

Marfat.com

پس سالک کو لازم ہے کہ مزدوری کے طور پر بندگی نہ کرے۔ بلکہ مزدوری کے اجر کو خداوند تعالےٰ پر چھوڑے۔ وہ جس طرح پر بہتر سمجھتا ہے، دیتا ہے۔ اگر بندگی محض خدا کے لئے ہی ہو۔ اور سوائے حق سبحانہٗ تعالےٰ کے اور کچھ بھی منظور نظر نہ ہو۔ تو اللہ تعالےٰ وہ وہ چیزیں اور نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ جو کبھی وہم وگمان میں بھی نہ گذری ہوں ؎

تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن
کہ خواجہ خود روشِ بندہ پروری داند

تو مزدوروں کی طرح اُجرت کے لالچ پر عبادت نہ کر۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو بندہ پروری کا ڈھنگ بہت عمدہ طور پر آتا ہے +

بلکہ عاشقوں کے نزدیک اگر کوئی شخص عمل نہ کرے تو وہ اُس شخص سے اچھا ہے جو کہ عمل کر کر اُس کے اجر کا لالچ رکھے +

صاحب لمعات قدس سرہٗ نے کہا۔ عاشق کو چاہیئے کہ معشوق کے ساتھ بے غرضانہ صحبت رکھے۔ اور اپنی من بھاتی بات کو درمیان سے اُٹھا دے۔ اور سب کام کاج اسی کی مرضی پر چھوڑ دے۔ تاکہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کی صحبت کی لیاقت (اُس میں) پیدا ہو جائے۔ اور حق سبحانہٗ تعالےٰ کی صحبت کی لیاقت کی تعریف حسب ذیل ہے۔ یعنی "ماسوا کی میل یا کدورت سے دل کو پاک و صاف کرے" +

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی فرماتے تھے۔ کہ جو کچھ ہم نے اختیار کیا ہے۔ وہ تو یہ ہے کہ بمصداق آیت کریمہ اذکرونی (تم مجھے یاد کرو) اپنے وتنوں کو اُس پاک خدا کی یاد میں ہمہ تن صرف کر دو۔ تاکہ وہ تم کو بمصداق آیت کریمہ اذکرکم (میں تمہیں یاد کرونگا) اپنی بخشش سے یاد فرماوے۔ جس طرح کہ اُس نے یاد کا وعدہ فرما دیا ہے +

اور لازم ہے کہ مکاشفات کے حالات حاصل کرنے کی غرض سے ذکر نہ کرو اور کسی مطلب کو اپنی خیالی وقت میں جگہ نہ دو۔ اور بیغرضانہ بلکہ دل وجان سے اس کا احسان یقین کر کر ذکر اور عبودیت میں مشغول ہو جاؤ +

پس جس شخص نے خدا سے غیر حق کی درخواست کی، وہ پست ہمت ہے۔

Marfat.com

اگر تجھ میں کچھ ہمت ہے، تو وہ دونوں جہانوں سے اپنا دل روک کر، ہمہ تن اللہ تعالےٰ ہی کی طرف متوجہ ہو جا۔ اور کلمہ طیبہ کے ذکر میں اپنے تئیں مصروف رکھ ؎

عاشقان جان و دل نثار کنند — بر سرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
افضل و بہترین ذکر خدا — کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

جو لوگ خدائے تعالےٰ کے سچے عاشق ہیں وہ اپنی دل و جان کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر قربان کر دیتے ہیں۔ خدا کا ذکر افضل اور بہتر کلمہ لا الٰہ الّا اللّٰہ ہے +

لیکن اس بات کو یقین دل سے جان۔ کہ اگر خدا کی یاد سے مقصود، کوئی لالچ دنیاوی لالچوں سے ہو یا کشف و کرامات دکھانا۔ یا شیخی مشائخی مدنظر ہو۔ کہ لوگ مجھے بزرگ جانیں۔ تو ایسی یاد جو کہ پھر فائدہ نہیں دیتی۔ اور عالم عرفان سے (اُس کے) دل و جان کے مغز میں بُو تک نہیں پہنچتی۔ اور کسی حال میں بھی باطنی پردہ اُٹھا کر قرب الٰہی کا موجب نہیں ہوگی +

اگر تجھے یہ منظور ہے کہ تقرب اے اللہ کی دولت کا شرف حاصل ہو۔ تو اس کلمہ طیبہ کا ذکر صدق و اخلاص کی رُو سے حضورِ دل کو ساتھ لے کر کر۔ اور ہوش میں آ۔ کہ اس قیمتی اور لاثانی اسباب کو بچوں کی طرح ریوڑی مٹھائی کے عوض نہ بیچ دے۔ کیونکہ اُس کی قیمت اس قدر بھاری ہے، کہ دونوں جہان بھی اُس کے برابر نہیں تُل سکتے ایسا نہ ہو، کہ گھر کے مالک کو ہی گھر کے عوض میں بیچ دے۔ اِس لئے کہ عاشقوں کے نزدیک اس کلمہ کے ذکر سے۔ ہزاروں فردوس بریں۔ اعلےٰ اور نقد قیمت ہیں۔ اس عاشقانہ رمز کو سیکھ۔ اور اُس عارفانہ بات کو تنگ رکھ۔ اب یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ کلمہ طیبہ کا سانس بند کرنے سے ذکر کرنا جس کی نفی اثبات کہتے ہیں۔ باطن کو ماسوائے کے خطروں اور دُنیا کے شغلوں سے بہت جلد پاک و صاف کرتا ہے۔ اور دل کے شیشہ کو الٰہی فیض کے قبول کرنے کے قابل بناتا ہے۔ اور نفی اثبات کا طریق اِس ترتیب سے ہے، کہ زبان کو تالُو سے اور ہونٹ کو ہونٹ سے چسپاں کر کر اور دم کو ناف کے نیچے بند کر کر اور فکر و اندیشہ کی باگ کو تمام طرفوں سے روک کر۔ دل کی طرف کہ پستان کے نیچے دو اُنگل جانب چپ واقعہ ہے۔ ہر ایک طرح سے دل کے حضور سے متوجہ ہو۔ اور کلمہ لآ کے معنوں کو ناف سے لے کر

سر کی بلندی تک کھینچکر کلمہ اللہ کو دائیں طرف لائے۔ اور اپنے سب مطلبوں کی نفی کرکر اور ماسوے اللہ کو فانی یقین کرکر کلمہ اِلّا اللہ کو باقی جان کر، مذکورہ وجدان اور پوری طاقت سے ان معنوں کو سمجھے۔ اور بائیں طرف اپنے صنوبری شکل کے دل پر لگا دے۔ اور اپنے تمام وقتوں کو اس ذکر میں مصروف رکھے۔ تاکہ خدا کے فضل کی ہوا چلنے میں آئے۔ اور اس ذکر کا نتیجہ اپنا مُنہ دکھائے ✤

اور حبس نفس (سانس بند کرنے) کا طریق یہ ہے۔ کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے جس طرح نماز کے (رکن) جلسہ میں بیٹھتا ہے۔ اور قبلہ رُو ہو کر بیٹھے۔ اور سر کو اس طرح جُھکاوے جیسے رکوع میں جُھکاتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ جُھکا دے۔ اور دونوں رانوں کو تھوڑا سا زمین سے اُٹھا کر پُوری طاقت سے سانس کو مُنہ کے راستہ سے نکالے۔ اور پھر اندر لیجائے اور ناف کے نیچے بند کرے۔ اور نفی و اثبات کے ذکر میں جس طریق پر اوپر بیان کیا گیا ہے۔ مشغول ہو۔ اور سانس لینے کے وقت دونوں اُنگلیوں سے ناک بند کرکے مُنہ کے راستہ سے آہستہ آہستہ سانس چھوڑے۔ یعنی سختی سے سانس لے۔ اور آہستگی سے چھوڑے اور اسی طرح پر از سر نو لیتا رہے اور ذکر میں مشغول رہے۔ تاکہ اُس کی گرمی اور حرارت سے ذوق و شوق بڑھے۔ اور ماسوا سے درمیان سے اُٹھ جاوے۔ اور دل کے حضور کی روشنی تازہ بتازہ رہے۔ مگر یہ شرط ہے کہ ان مطالب کے حصول میں پُوری کوشش اور احتیاط عمل میں لاوے۔ کہ لطیفہ مُدرکہ ایک آن میں شرق سے مغرب تک چلا جاوے۔ اور دُنیا کے کاموں کے تفکرات جو سوچا کرتا ہے۔ اپنے وجود سے بالکل الگ کردے۔ کہ توجہ منتشر نہ ہوجائے ✤

اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے معنی اگرچہ شریعت میں "کوئی معبود نہیں ہے مگر اللہ" مقرر ہیں۔ لیکن طریقت کے مشائخوں، اور حقیقت کے آگاس کے شاہبازوں کے نزدیک یہ معنی ہیں:۔

"کوئی مقصود نہیں سوائے اللہ کے۔ اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور کوئی وجود نہیں ہے سوائے اللہ کے" ✤

لیکن سالک کو نفی و اثبات کے ذکر میں اُس طریق پر جس کا بیان ہو چکا ہے "نہیں کوئی مقصود مگر اللہ" کے مطلب پر تصور کرنا چاہیئے۔ اور باقی تمام مقاصد کی نفی۔ تاکہ ایک مقصود اِلّا اللہ کے تصور کے سوائے اور کوئی مقصد دل میں نہ رہے۔

Marfat.com

کیونکہ خدا کا طالب اُس وقت تک اپنے مطلب کو نہیں پہنچتا جب تک۔ کہ دونوں جہان کے مقاصد کو نہ چھوڑ دے۔ اور اپنے دل کو تمام ہوا وہوس سے خالی نہ کرے۔ اسی واسطے طریقت کے مشائخوں اور حقیقت کے راستہ کے چلنے والوں نے کہا ہے۔ جو تیرا مقصود ہے وہی تیرا معبود ہے۔ اور جو تیری حرص وہوا ہے وہی تیرا خدا ہے۔ قولہ تعالیٰ اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) کیا تو نے اُس کو دیکھا جس نے ہوا وہوس کو اپنا مقصود بنا ہے؟)

پس سالک کو چاہیئے کہ جو مقصد سوائے حق کے ہو اس کو دل سے نکالدے اور کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے ذکر میں مشغول ہو۔ تاکہ اُس پر بندگی کی حقیقت خوب ثابت ہو جائے۔ اور ذکر و فکر کی بدولت دل ماسوائے کے خطروں سے پاک وصاف ہو جائے۔ بیت

غیر حق ہر ذرّہ کاں مقصود تست
تیغ لا بر کش کہ آں معبود تست

ماسوا کا ایک ایک ذرہ جو تیرا مقصود ہے۔ اُس پر لا کی تلوار کھینچ کیونکہ وہی تیرا معبود ہے ✣

اے عزیز! اس بات کو یقین دل سے جان! کہ خدا کی پہچان کا حصہ اُس شخص کے نصیب ہے۔ جو ایک لحہ بھر بھی اس ذکر سے غافل نہ ہو۔ اور ماسوائے کی خس و خاشاک جو دل میں راہ پاویں اُن کو لا کی تلوار سے کاٹ دے۔ اور اپنے پُر بہار میدان میں سوائے دوست کے نام کے پودا کے نہ لگاوے۔ تاکہ لطائفِ اسرار کی نسیم کے جھونکوں سے اور عالم عرفاں کی ہواؤں میں سے بُو، اُس کی جان کے مغز میں پہنچے ✣

جب تجھے، کلمہ طیبہ کے ذکر کی فضیلت اور حبس نفس کے ساتھ نفی واثبات کا طریق معلوم ہو چکا۔ تو اب اسم ذات کے ذکر کی حقیقت کو سُن۔ کیونکہ سب ذکروں سے بہتر اور افضل خدائے تعالےٰ کی ذات کے اسم کا ذکر ہے۔ اور وہ قلبی ذکر ہے۔ جو اس راستہ کے بزرگوں میں سے کسی بزرگ کی توجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور جس کے ہمیشہ کرنے سے تمام بلند مرتبے اور اعلےٰ مقاصد میسر آتے ہیں۔ اور اس ذکر کی ہمیشگی اس طرح پر ہے۔ کہ سانس کے نکالنے اور بند کرنے میں ہوشیار رہے۔ اور باطنی قوتوں کو

Marfat.com

اکٹھا کرے۔ اور توجہ ایک طرف لگا کر، صنوبری دل کو ذکر الٰہی میں حرکت دیوے۔ یعنی دونوں سانسوں کے لینے کے درمیان ذات پاک اللہ کو دل میں کہے۔ اور پورے شوق کے ساتھ مقصود کو ڈھونڈھے۔ یہاں تک کہ تمام لطیفوں سے شیخ کامل کے ارشاد اور توجہ سے اسم ذات کا ذکر جاری ہو جائے۔ اس لئے کہ ذات باری تعالےٰ کا ایک ایسا اسم اعظم ہے کہ اُس کی برکت اور عظمت سے وحدت حقیقی کا نور ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور بصیرت کے دریچہ سے انسان کا مقصود جلوہ گر ہو جاتا ہے +

یحییٰ معاذ قدس سرہٗ سے منقول ہے۔ کہ خدائے تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی کی۔ کہ اے داؤد جو شخص دُنیا کو ترک کر کر کچھ اندیشہ نہیں کرتا۔ اور اپنے دل کو میرے ذکر کے لئے فارغ کرتا ہے۔ اور مجھ میں مشغول ہو جاتا ہے۔ تو میں جو خداوند ہوں اُس حجاب کو جو میرے اور اُس کے درمیان ہے۔ اُٹھا دیتا ہوں۔ سو جب حجاب کو اُٹھا دیتا ہوں۔ تو اُس کے دل کی آنکھ میری طرف دیکھتی ہے۔ پھر اُس کو اپنے بہت نزدیک کرتا ہوں۔ اور کرامت عطا فرماتا ہوں۔ جب وہ بیمار ہوتا ہے۔ تو اُس کی بیمار پُرسی کرتا ہوں۔ جب وہ گرسنہ (بھوکا) ہو۔ تو اُسے رجا دیتا ہوں۔ جب پیاسا ہو تو اُس کو پانی پلاتا ہوں۔ جب اپنے بندہ کے ساتھ یہ معاملہ کرتا ہوں۔ تو اُس کے نفس کو دُنیا اور اہل دُنیا سے چھوڑا لیتا ہوں۔ اور کوئی چیز اُس کو ایسا خوش نہیں کرتی۔ جیسا کہ میری طرف دیکھنا اُس کو خوش کرتا ہے۔ لیکن یہ درجہ اُس وقت حاصل ہوتا ہے۔ کہ خدا کی یاد میں پرلے درجہ کی فنا اور محبت پیدا ہو جاوے۔ اور ذکر کے غلبہ سے غیر کا خیال دل سے بالکل اُٹھ جاوے اور جب زیادہ کرنے سے ایک بلند مقام دکھائی دیتا ہے۔ تو سالک خداوند تعالےٰ کے جمال کے مشاہدہ میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ اور اُس مقام کی نسبت ذکر ایک ادنےٰ درجہ پر معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جو مطلب ذکر کرنے سے تھا۔ وہ حاصل ہو چکا۔ اور غفلت جو تمام بدبختیوں کی متاع تھی، جاتی رہی +

نقل ہے۔ کہ ایک دن شیخ شبلی نے سید الطائفہ قدس سرہٗ کی صحبت میں بلند آواز سے اللہ کہا۔ حضرت جنید نے کہا۔ کہ غیبت (گلہ گذاری) حرام ہے۔ یعنی اُس وقت تو حاضر نہ تھا۔ کہ تو نے اللہ کہا اگر تو حاضر ہوتا۔ تو اللہ کب کہتا۔ ابیات

اسم خواندی رو مسمےٰ را بجو مہ بہ بالا دان نہ اندر آب جو

پس ز جاناں وصل جاناں کن طلب   بے لب و بے کام مے گو نام رب

تو نے نام پڑھا، تو جس کا نام ہے اُس کی طرف جا۔ چاند کو اوپر سے دیکھ نہر میں (اُس کا عکس) کیا تلاش کرتا ہے۔ معشوق سے معشوق کا ملاپ طلب کر۔ پروردگار کا نام لب و تالو ہلانے کے سوا، جپ +

یعنی اسم سے مسمےٰ کی طرف مشغول ہو۔ اور یاد کرنے کی بہ نسبت یاد رکھنے میں مصروف ہو۔ اور یادداشت کے یہ معنی ہیں کہ لب و زبان کے حرکت دیئے بغیر حق سبحانہٗ تعالےٰ کے حضور میں حاضر، اور اُس کی درگاہ سے آگاہ ہو۔ اور ایسی زبان سے یاد کرے جس کی زبان ہی نہیں۔ تاکہ ہمیشہ خدا و رسول کا استغراق اپنا مُنہ دکھاوے۔ اور کھلے طور پر حضور دل حاصل ہو۔ اور اس حدیث قدسی کا بھید اس مقام پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ انا جلیس مَنْ ذکرنی (جس نے مجھے یاد کیا۔ میں اُس کا ہم نشین ہوں) +

اور جاننا چاہئے۔ کہ ذکر سے مراد حقیقت ذکر ہے۔ جو ماسوے اللہ کو بھول جانا ہے۔ اور ہمنشینی سے مراد خلوت دل ہے کہ جہاں غیر حق کو گنجائش نہ ہو۔ یعنی حق سبحانہٗ تعالےٰ کی طرف توجہ اور حضور اس طرح پر ہو جاوے۔ کہ بولنا اور خیال کرنا بالکل جاتا رہے۔ اور غیروں کے نقش دل کے صفحہ سے کھرچے جاویں۔ اور دل کا قبلہ سوائے خدائے واحد کے اور کوئی نہ رہے۔ اور اس مطلب کو طریقہ نقشبندیہ قدس سرہٗ ارواحہم میں ذکر خفی اور وقوف قلبی۔ اور توجہ بوجہ خاص اور شہود و وصول کہتے ہیں۔ اور وقوف قلبی کی حقیقت کو حضرت خواجہ احرار نے (اللہ تعالےٰ اُس کے بھید دل کو پاک کرے) اپنے پاک کلمات میں خود بذاتہ رقم کیا ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ کی درگاہ میں آگاہی اور حضور دل سے یہ مراد ہے۔ کہ کسی وجہ سے دل کو پکڑ اور علاقہ غیر حق کے ساتھ نہ رہے۔ جب بندہ غیر حق سے قطع تعلق کرلے۔ اور واصل بحق ہو جاوے۔ اور پھر جب یہ نسبت ایک عادت ہو جاوے۔ اور مداومت قبول کرلے۔ تو اس وقت سالک فنا کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ مقام بہت ہی عالی اور بلند ہے +

خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز فرماتے تھے کہ ذکر قلبی سے مراد حضور اور شہود ہے۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ کی درگاہ میں۔ جب یہ مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔ اور دل کو غیروں کی حاضری سے خلاص کرتا ہے۔ تو حضور کا ذکر چھوڑ کر اُس کی نگہبانی کرتا ہے۔ اور اگر

یہ نسبت جاتی رہے۔ تو پھر ذکر کو شروع کرتے ہیں اور اُس وقت تک لگے رہتے ہیں جب درست ثبات پیدا نہ کرے۔ اُس وقت تک ذکر کو اُس کے ساتھ جمع کر کر خدا کی بے نہایت عنایتوں کے منتظر رہتے ہیں ⁜

چوتھا مقصد

(۱) خدا کی درگاہ کا حضور ⁜

(۲) علم کی حقیقت ⁜

(۳) اولیاء اللہ کی صحبت کے فائدے اور آداب ⁜

(۴) مراقبہ کی حقیقت ⁜

(۵) دل کی حقیقت ⁜

(۶) کشف و کرامات کی حقیقت ⁜

(۷) خداوند تعالےٰ کی درگاہ میں گریہ و زاری کرنے اور اپنی ذات کے توڑنے کی فضیلت میں ⁜

(۸) اہل اللہ کے پہچاننے اور دلوں میں تمیز کرنے میں ⁜

(۹) کئی ایک دیگر فائدے ⁜

اے عزیز! جاننا چاہیئے کہ ذکر الٰہی سے اصلی مراد یہ ہے۔ کہ غفلت جاتی رہے اور دل ہمیشہ ذوق و شوق کے راستہ پر حق سبحانہٗ و تعالےٰ کے حضور میں مستغرق رہے جب باطن کی آنکھ کھلجاوے اور دل کا شیشہ غیروں کے غبار سے صاف و مصفا ہو جائے تو فنا کے سمندر میں مٹ کر فانی ہو جاوے۔ اور لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ۔ (میں نہ زمین کو سماتا ہوں۔ نہ آسمان کو لیکن اپنے مومن بندہ کے دل کو) کے معنی ظاہر ہو جاویں۔ پھر اُس جگہ نہ ذکر رہتا ہے نہ ذکر کرنیوالا۔ بلکہ ذکر حدیث نفس ہو جاتا ہے۔ اور ذکر سے اصلی مطلب بھی انہیں معنوں کا ظہور ہے۔ کیونکہ ذکر۔ ذکر کرنے والے کا مشاہدہ مذکور میں فنا ہونا ہے۔ سو جب حقیقی فنا حاصل ہو گیا۔ تو سالک وہاں

پُہنچ جاتا ہے۔ کہ کہنے سُننے میں نہیں آتا۔ اور ترازو مین نہیں تُلتا۔ بیت

ذکرِ ذاکر محو گردد بالتمام
جملگی مذکور باشد والسّلام

"ذکر کرنے والے کا ذکر بالکل مٹ جاتا ہے۔ یہ سب کا سب مذکور ہو گیا اور بس"۔

نقل ہے کہ ایک درویشوں کی جماعت، خراسان میں ابو بکر قبطی کے پاس آئی۔ اور آپ نے اُن سے پُوچھا۔ کہ تمہارا شیخ تمہیں کیا ارشاد فرماتا ہے۔ ابو عثمان جری نے کہا وہ ہم کو یہ فرماتا ہے کہ ہم طاعت بہت کریں اور اپنے تئیں قصور وار دیکھیں۔

ابو بکر قبطی نے کہا۔ دیخ دیخ (پھٹے سے مُنہ) تم کو یہ کیوں نہ فرمایا۔ کہ اُس شخص میں اپنے وجود کو غائب کرو۔ جو تم کو طاعت کی توفیق دیتا ہے۔ اسی واسطے اس راستہ کے کاملوں نے کہا ہے، کہ عارف وہ ہے جو ہو ہی نہیں۔ اور اگر ہو تو وہ عارف نہیں ہے۔

ابو بکر شفاقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ ہر دم ذکر کیا کر۔ بجدے کہ غنیمت کی حالت ظاہر ہو اور غیبت جاتی رہے اور تو اس مرتبہ تک پُہنچے۔ کہ ذکر میں ہی تو فانی اور ہلاک ہو جائے۔ اور اپنے مظہر میں تو سوائے حق کے کسی کو نہ پائے۔ اور یہ درجہ کمال فنا کا ہے اُس مقام پر انا جلیس من ذکرنی (میں اُس کا ہم نشین ہو جاتا ہوں جو میرا ذکر کرے) ظاہر ہو جاتی ہے۔

جاننا چاہئے۔ کہ ہر ایک چیز کا ایک ثمرہ یا پھل ہوتا ہے۔ لیکن ذکرِ الٰہی کا پھل ماسوئے اللہ کو بھول جانا ہے۔ اور ماسوے اللہ کو بھول جانے کا پھل، استغراق اور بیخودی ہے مثلاً شعور سے بیخود ہو جانا اور حق سُبحانہٗ تعالےٰ کے حضور میں حاضر ہونا۔

نقل ہے کہ ایک درویش شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہٗ کی خانقاہ میں بیمار تھا۔ نزع کا وقت آپُہنچا۔ اور جان نکلنے کی سختی نے دیر لگائی۔ لوگوں نے یہ خبر شیخ موصوف کو دی۔ اور شیخ موصوف اُس کے حجرہ میں آیا۔ اور کہا اے درویش آنکھ کھول اور میری طرف دیکھ۔ جب درویش مذکور نے شیخ موصوف کی طرف دیکھا تو جان بحق تسلیم کی۔ حاضرین نے پوچھا اے شیخ "اس میں کیا حکمت تھی۔ فرمایا تین دن کا

Marfat.com

عرصہ ہوا ہے۔ کہ یہ درویش بھلا چنگا تھا۔ اور خداوند تعالیٰ کے مشاہدہ میں ایسا محو اور مستغرق تھا۔ کہ ملک الموت کی یہ طاقت نہ تھی کہ اُس کے نزدیک آوے۔ اور اُس کی رُوح قبض کرے۔ جب مَیں اس کے پاس آیا۔ اور اُس نے میری طرف دھیان کیا۔ تب ملک الموت نے دیکھا کہ اب اس درویش کی توجہ غیر اللہ کی طرف ہوئی ہے۔ فوراً اُس کی رُوح قبض کی +

سبحان اللہ! خدائے واحد کے مقرب اور مقبول لوگ حضورِ الٰہی میں کیسے مستغرق تھے۔ کہ ملک الموت بھی تین دن تک اُن کی رُوح قبض کرنے کی فرصت نہ پاتا تھا پس خدا کے طالب کو لازم ہے کہ اپنی مشغولی میں تمام وقت محو اور مستغرق رہے۔ تاکہ فنا اور بیخودی کا غلبہ ہو۔ اور کمالِ استغراق سے کسی وقت بھی آنکھ نہ کھولے۔ لیکن پہلے درجہ کی فنا اور مٹ جانا، موقوف ہے ماسوائے اللہ سے دل کے اخلاص ہونے اور خدا کی یاد میں ہمیشہ مستغرق رہنے سے۔ یہاں تک کہ ایک لحظہ بھی غافل نہ ہو۔ اور ایک دم بھر بھی خدا سے غائب نہ ہو۔ اور غیر اللہ کے ساتھ ہرگز ہرگز خبر گیر نہ ہو جیسے ایک شیر خوار بچہ جو ہر وقت اپنی ماں کی گود میں رہتا ہے۔ اگر ایک دم بھر بھی اُس سے جُدا ہو تو روتا، چلّاتا۔ اور بیقرار ہوتا ہے۔ اگر یہ جدائی کچھ زیادہ دیر تک رہے۔ تو کیا عجب ہے کہ جدائی کے غم سے ہلاک بھی ہو جائے +

ایسے ہی سالک کو بھی چاہیئے کہ ایک دم بھی خدا کی یاد سے غافل نہ رہے۔ اگر غافل ہو جاوے تو ایسا جانے کہ گویا دونوں جہان کی بادشاہت مجھ سے چھن گئی۔ پس عجز و نیاز اور سوز و گداز سے گریہ وزاری کرنے لگے۔ اور اندوہناک ہو جائے۔ اور جب تک کہ اپنے پھر اُسی وقت پر نہ پہنچے۔ اور اپنے مطلب کو آغوش میں لے ہرگز ہرگز آرام و قرار نہ پکڑے۔ اِس لئے کہ محبوب کے حضور سے ایک گھڑی کی جُدائی لاکھ پردہ اور حجاب لاتی ہے۔ اور محبّ کو بہت دُور ڈالتی ہے۔ جس طرح کہ بزرگوں نے فرمایا ہے۔

مَنْ غَمَّضَ عَيْنَهٗ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى طَرْفَةَ عَيْنٍ لَمْ يُوْصَلْ اِلٰى مَقْصُوْدِهٖ۔

(جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف ایک لحظہ بھر بھی غافل رہے، وہ کبھی اپنے مطلب یا مقصود تک نہیں پہنچتا۔ **فرد**

خواہم کہ خار از پا کشم شد کار رعانم از نظر ــــــ یک لحظہ غافل گشتنم صد سالہ راہم دُور شد

مَیں تو اپنے پاؤں سے کانٹا نکالنے لگا ہوں۔ اور اتنے میں قافلہ نظر ہی سے غائب ہوگیا۔ میرے ایک لحظہ بھر کی غفلت نے پورے ایک سو برس کا راستہ دُور کردیا +

وہ گروہ جو خدا کے حضور کی موجوں میں غرق ہیں، کہتے ہیں۔ کہ جس طرح پر عام لوگوں کو گناہوں سے بچنا واجب ہے۔ خاصوں کو غفلت سے ڈرنا لازم ہے۔ جس طرح پر کہ عام لوگوں کو گناہوں کی بدولت گرفت ہوگی۔ خاصوں کو غفلت کے باعث پکڑ ہوگی پس جو چیز سالک کو غفلت میں لا دے اور خدا کی یاد سے روکے اُس کو لات مار کر صاف دل کے ساتھ حق سُبحانہٗ تعالےٰ کی جناب میں متوجہ ہو۔ اس لئے کہ جو شغل اور تعلق، سوائے حق سُبحانہٗ و تعالےٰ کے ہے وہ ایک قسم کا کانٹا ہے جو دل کے دامن کو لپٹ جاتا ہے۔ اور سالک کو سعادت کے راستہ سے روکتا ہے۔ اگر سالک کو کوئی علاقہ دامنگیر نہ ہو۔ اور کوئی چیز یادِ خدا میں خلل ڈالنے والی نہ ہو۔ تو تھوڑی سی کوشش سے بھی خدا تک پُہنچ جاتا ہے۔ اور باطنی کشادگیوں کو دیکھتا ہے۔ کیونکہ خدا اور بندہ کے درمیان جو ایک عظیم الشان پردہ ہے۔ وہ یہی دُنیا کے تعلقات اور موانعات ہیں جن کے باعث ہمارے دلوں کی آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں۔ بیت

تعلق حجاب است بیحاصلی
چو پیوندہا بگسلی واصلی

ناطے رشتے وغیرہ بہت ہی بے سود حجاب ہیں۔ جب تو ان پیوندوں کو توڑ دے تو خداوند تعالےٰ کی درگاہ کا واصل ہے +

علم سلوک کے ایک رسالہ میں دیکھا گیا ہے۔ کہ اس راستہ میں خدا کے طالب کے لئے جو حجاب ہے۔ اصل میں وہ چار چیزیں ہیں۔ یعنی دُنیا، خلقت، نفس، اور شیطان، دُنیا آخرت کا پردہ ہے۔ خلقت عبادت کا۔ شیطان دین کا اور نفس (امارہ) خدائے تعالےٰ (اور بندہ کے درمیان) کا (پردہ ہے) +

جب سالک زہد اور پرہیزگاری پر تُلجائے۔ اور تھوڑے پر ہی خدا راضی ہوجائے تو دُنیا کے پردہ سے باہر نکلجاتا ہے۔ اور جب تنہائی اور خلوت اختیار کرے۔ اور لوگوں کے میل ملاپ ترک کردے۔ تو خلقت کے پردہ سے الگ ہوجاتا ہے۔ اور جب

Marfat.com

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں پورے حوصلہ سے مستقل رہے۔ تو شیطان کے پردہ سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور جب ریاضت، مجاہدہ اور ذکر، اذکار میں مشغول ہو۔ تو ماسوے اللہ کے پردہ سے خلاصی پاتا ہے۔ اور نفس کے حجاب اور غفلت کے پردہ سے باہر آجاتا ہے (جب ایسا ہو جائے تو) پھر قرب ہی قرب اور حضور در حضور ہے۔ پس سالک کو چاہیئے کہ دل کے تمام علاقوں کو توڑ کر اور تمام جگھوں سے مُنہ موڑ کر اپنے کام میں ایسا مستغرق ہو۔ کہ کسی سر گوشۂ چشم سے نہ دیکھے۔ اور ماسوے اللہ کے علاقوں دل نکلجاوے۔ اور ہر دم اُس (خدا) کے مشاہدہ کے بہشت کے نقشہ میں محفوظ اور خوش ہو۔ کیونکہ عاشقوں کو دوست کی صحبت میں رہنے سے اگرچہ لاکھوں دُکھ اور سختیاں جھیلنی پڑیں، اُن کے لئے عین بہشت ہیں۔ اور اگر سوائے معشوق کے لاکھوں نعمتیں ملیں، عین دوزخ ہیں۔ شعر

بیادِ او بود دوزخ مرا خوش تر ز صد جنت
و لے دُور از جمالِ او چو دوزخ جنت الماوے

اُس کی یاد میں دوزخ میرے لئے تو بہشت سے بھی زیادہ خوش ہے۔ لیکن اُس کے جمال بغیر اگر مجھے ہمیشہ کا بہشت ملے، تو وہ بھی میرے لئے دوزخ ہے +

شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ اس دُنیائے فانی میں ہر کانٹے کی بیخ میں یادِ خدا میں زندگی بسر کرنے کو اس لئے زیادہ تر پسند کرتا ہوں کہ کل کو قیامت کے دن بہشت میں طوبلے کے تلے، اُن دُنیاوی مشکلوں سے مجھے کچھ خبر بھی نہ ہوگی +

افسوس! کہ یہ کیا ہی نادانی ہے کہ ہم نفسانی لذّتوں میں پھنسکر۔ فانی کاموں میں غفلت کے شراب میں مخمور ہو رہے ہیں۔ کہ اُس آخری وقت کو ہم یاد نہیں کرتے۔ جب اس جہان سے ہمارا کوچ ہوگا۔ تو یہ چرب زبانیاں کسی کام نہ آئیں گی۔ اور سعادت کا کوئی دروازہ جب تک کہ ہم خدا سے محبت نہ کریں اور ہم کو حضور الٰہی نصیب نہ ہو۔ نہیں کُھلے گا +

مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہٗ السامی نے فرمایا۔ آخری وقت میں جب ملک الموت کی پیشانی ظاہر ہوگی اُس وقت کسبی علوم۔ قوتِ مدرکہ، لوح سے مٹ جاوینگے مگر وہی وفا، اور دستگیری کرے گا۔ جو تو نے خداوند تعالے کی حضور، آگاہی اور محبت سے حاصل کیا تھا۔ اس لئے کہ جو عمل کہ حسّوں کے راستہ سے حاصل ہوتا ہے، جب تک

Marfat.com

حسّیں قائم رہتی ہیں۔ وہ علم بھی قائم رہتا ہے۔ جب حسّیں فانی ہو جاتی ہیں تو وہ علم بھی فانی ہو جاتا ہے۔ اور کامل عارفوں کا عرفان، حواس اور علم کے راہ سے نہیں ہے۔ بلکہ عشق اور محبت کے راستہ سے ہے۔ اور وہ ابدالآباد تک باقی رہیگا۔ جس طرح پر کہ ایک گروہ نے محبت اور شوق کے اقتضا سے اپنا مطلب ڈھونڈھا۔ اور وہ گروہ عشق و محبت کے راستہ سے ہی واصل ہؤا۔ اور حیات جاودانی میں ہمیشہ زندہ اور قائم ہے۔ اور خدا کے فضل سے ہمیشہ کے چمکنے والے چاند کی طرح درخشندہ اور تابندہ ہیں۔ مگر سالکانہ اور عارفانہ نکتہ یہ ہے۔ کہ جو عمل سوائے حق سبحانہٗ و تعالےٰ کے ہے، سالک کو چاہیئے، کہ اُس کو بالکل بھُولجائے۔ تاکہ کسی چیز کی خبر قوتِ مُدرکہ میں نہ رہے

اور کامل عارفوں کے نزدیک علم کی دو قسمیں ہیں:۔

(۱) غیر کا علم (۲) اپنی خودی کا علم ✤

پس جاننا چاہیئے کہ علم غیر کو بھُول جانا، ایک آسان بات ہے۔ جو ذکر الٰہی کی کثرت اور علاقوں کے قطع کرنے سے (غیر) بھُول جاتا ہے۔ اور ما سوائے اللہ کے نقش صفحۂ دل سے دھوئے جاتے ہیں۔ لیکن وہ علم جو خاص اپنی ذات میں ہے۔ اُس کو فراموش کرنا ایک مشکل اور بہت ہی تکلیف دہ کام ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک انسان اپنے ذاتی علم سے ایک لحظہ بھر بھی غافل نہیں ہے۔ اور ہمیشہ خود باخود ہے۔ پس اپنی خودی سے چھٹکارا سوائے کامل اولیاء اللہ کے کم ہی کسی کو نصیب ہوتا ہے ✤

جب تک سالک اپنے علم کے ذریعہ حسّوں کی دوڑ دھوپ سے مقصود حاصل کیا چاہتا ہے، ابھی دُور اور مہجور ہے۔ اس لئے کہ جو کچھ اس کے علم۔ عقل۔ وہم و خیال اور قوت مُدرکہ میں جلوہ گر ہوگا۔ سب کا سب مخلوق اور غیر حق ہوگا۔ جس کی کلمۂ لا نفی کرتا ہے۔ کیونکہ بزرگ اور بلند خدا کی ذات اور صفات حواس کے راستہ سے نہیں پائی جاتی۔ جس طرح پر کہ چمگادڑ کی آنکھ، سُورج کے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ اسی طرح پر عقل و حواس کی آنکھیں وحدت حقیقی کے نور کو نہیں پا سکتیں۔ بیت

"تا تو پیدائی خدا باشد نہان
تو نہان شو تا کہ حق گردد عیان"

جب تک تو ظاہر ہے۔ خدا پوشیدہ ہے تو چھپ جا تاکہ حق سبحانہٗ تعالےٰ ظاہر ہو ✤

اور اپنے آپ سے چھپ جانے کے یہ معنی ہیں کہ دیکھی بھالی چیزوں سے غائب ہو جائے۔ اور خداوند تعالیٰ کی ہستی کے ظہور میں فانی اور ہلاک ہو جائے۔ جب تک کہ سالک میں اُس کی خودی کا علم قائم ہے اور اپنی ذات سے فانی نہیں ہوا۔ پردہ در پردہ (میں) ہے۔ کیونکہ العلم حجاب الاکبر (علم بڑا بھاری پردہ ہے) اور حجاب اکبر سے اپنی خودی کا علم مراد ہے۔ جب سالک اپنی خودی سے خلاصی پائے اور اپنے علم اور حستوں کو حق سبحانہٗ تعالیٰ کی ہستی کے ظہور کے مشاہدہ میں گم کرے۔ تو حق سے حق کو پاتا ہے۔ عرفت ربی بربی (میں نے خدا کو خدا ہی کو پہچانا) اس کا بیان بہت لمبا ہے۔ اس لئے کوتاہ قلمی کو مدنظر رکھا گیا +

اے عزیز! وہ جماعت جس نے قال کو حال پر ترجیح دیکر عقلی اور نقلی دلیلوں سے اسے پڑھنے۔ جاننے۔ بات کرنے۔ وغیرہ کو عظیم الشان عبادتوں سے گنتا ہے۔ اور تقلید کے مقام سے نکل کر تحقیق کے درجہ میں قدم نہیں رکھا، اُن کی یہ سب نارسائی نالیاقتی ہے۔ کہ اُنہوں نے اپنے دل کی بیماریوں کو دُور نہ کیا۔ اور قیل قال پر ہی مرنے لیکن جس علم کے ساتھ عمل ہو۔ پس اگر خدا رسُول کے حکم کے مطابق عمل ہو۔ اور ظاہر اور باطن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے آراستہ ہو۔ تو اس کا ثمرہ سب کا سب نورانی اور ظاہر و باطن کی روشنی بخشنے والا ہے جس طرح پر خداوند تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا:-

اے بندہ! وہی علم نفع مند ہے کہ تجھے مجھ تک پُہنچائے۔ اور جدائی سے ملاپ تک لائے اور دوری سے حضوری تک رستہ دکھائے۔ جس چیز کو تو دیکھے مجھ کو جانے اور مجھ ہی کو پڑھے +

اے عزیز! علم اصل وہی ہے کہ معاد کے عقل کی روشنی بڑھائے۔ اور معاد، عقل وہ ہے کہ آدمی کو خدا کی طرف رہنمائی کرے۔ اور آخرت کے کاموں خدا طلبی کے راستہ میں ممد و مددگار ہو۔ اور طریقت کے سالکوں اور حقیقت راستہ کے طالبوں کے لئے قال وحال کا سرمایہ اور پیرایہ ہو۔ یعنی علم کی برکت سے عمل کے لباس سے آراستہ ہو۔ اور دُنیا کی آلائشوں سے آلودہ نہ ہو۔ اور اپنے سب قوتوں کو حق سبحانہٗ تعالیٰ کی عبادت، رضامندی اور حق جوئی میں خرچ کرے۔ اور خدا کی خلقت پر شفیق اور رحم دل ہو۔

Marfat.com

اور لوگوں کو محض خدا کے واسطے دینی فائدے پہنچائے۔ اور جن کو فیض پہنچایا ہے۔ اُن سے شاباش کی اُمید اور خدمت کی توقع نہ رکھے اور اپنی کمالیت پر نظر نہ کرے۔ اور علم کا ذریعہ ہونے کے باعث اپنی ذات کو بزرگ نہ جانے۔ اور کسی پر فخر نہ کرے۔ حق کو باطل سے جُدا کرے لوگوں کو اُن کی بھلائی بُرائی سے واقف کرے۔ اور دلیلیں دے کر خلقت کو خدا کی دوستی پر رغبت دلائے۔ اور دُنیا کا فقر و فاقہ آجانے پر اپنی جگہ سے پھسل نہ جائے اور حرص و ہوا کی بدولت علم کی بزرگی کو ضائع نہ کرے۔ بُری مجالسوں میں ہرگز نہ بیٹھے اور اپنے ظاہری اور باطنی اوقات کو ہوبہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق پر گذارے اور خدا رسُول کے آداب کو جس طرح پر کہ بجا لانے کا حق ہے، بجالاوے۔ جو جان لیا ہے۔ اُس پر عمل کرے۔ جسمانی اور روحانی عبادتوں کو جمع کر کر ایک ساتھ کرے۔ تا کہ علم اور عمل کی برکت سے نفسانی کدورتوں سے صاف اور مصفا ہو کر قرب الٰہی کی سعادت تک پہنچے اور اخلاق ستودہ اور صفات محمودہ سے خدا کی درگاہ میں قبول ہو۔ اور ایسا سچا، صاف دل عالم دونوں جہانوں کو فیض پہنچانے والا، سیدھا راستہ دکھلانے والا پیغمبروں کا وارث۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب، خدا کا مقبول ہوتا ہے۔ اُس کا فیض ایک جہان کو روشن کرتا۔ اور روشنی دیتا ہے۔ اُس کی ہدایت ایک دُنیا کو جہالت کے بھنور سے نکال کر کمال کے درجہ تک پہنچاتی ہے۔ اُس کے سر پر عزت اور اقبال کا تاج پیدا ہوتا ہے۔ اور سعادت کا خلعت جو اُس نے زیب تن کیا ہے ہویدا ہوتا ہے حسب ذیل اشارہ اُسی کی ہے۔ عزت الدنیا و شرف الاخرۃ (دُنیا کی عزت اور آخرت کا فیض) اور نوم العالم عبادت (عالم کی نیند عبادت ہوتی ہے) اُسی کی شان میں بشارت ہے اُس کی زبان سعادت کے دروازوں کی چابی ہے۔ اُس کا کلام سب کا سب فیض اور برکت ہے۔ بیت

علم آں باشد کہ جاں زندہ کند
مرد را باقی و پائندہ کند

علم وہی ہے جو جان کو زندہ کرے۔ اور آدمی کو باقی اور قائم رہنے والا بنائے۔ ایسا کامل دین پرور عالم جو مذکورہ بالا صفات سے موصوف ہے۔ اس قابل ہے کہ خلقت کا پیشوا ہو۔ اور ہدایت کے نور سے دُنیا کے لوگوں کو منور کرے۔ لیکن

Marfat.com

وہ شخص جو علم کو کمینہ دنیا کا ذریعہ بنا دے۔ اور رتبہ اور شان و شوکت کا طالب ہو۔ اور عزت اور اقبال کا آرزومند۔ اور رات دن دنیا کی نفسانی لذتوں میں مشغول ہے۔ اور نفس و شیطان کا محکوم۔ اور امر و نہی پر چلنا گوارا نہ کرے۔ دل کو حرص و ہوا، اور دیگر بری صفتوں سے پاک نہ کرے۔ نیک عملوں اور حق سبحانہ تعالےٰ کی فرمانبرداری میں مستقل نہ ہو۔ اس راہ میں ضرور علم کی شکل ہے۔ مگر علوم کی حقیقت نہیں۔ خداوند تعالےٰ اپنی پاک کتاب میں فرماتا ہے:-

اَلَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا (سورۃ جمعہ) (جو لوگ توریت پڑھتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے ان کی مثال گدہ کی مثال ہے جس پر بوجھ لدا ہوا ہو)۔

حقیقت میں یہ مثال اسی کے حق میں ثابت ہے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے کل عالم لا یعمل بعلمه فهو مسخرة الشیطان (جو عالم اپنے علم کے ساتھ عمل نہیں کرتا وہ شیطان کا مطیع ہے) اس لئے کہ علم کا مقصود عمل ہے۔ اور عمل مطالب کے حصول کا ذریعہ اور خدا کے راستہ میں ترقی اور بزرگ و بلند خدا کی رضامندی کے حصول کا ذریعہ۔ شعر

گر مے دو ہزار رطل پیمائی
تا مے نخوری نباشد شیدائی

اگر دو ہزار شراب کے پیالے تو ماپ جاوے۔ جب تو شراب پیئیگا نہیں وہ تیرا شیدائی نہ ہوگا۔

ایک بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔ کہ جاہل کا عمل دیوانہ پن ہے۔ لیکن وہ علم جس کے ساتھ عمل نہ ہو، بیگانہ پن ہے۔ صرف علم ہی جس کے ساتھ عمل نہ ہو، خدا طلبی کے راستہ میں کافی نہیں ہے۔ چنانچہ اگر ایک دانا طبیب بیمار ہو جاوے۔ تو محض دواؤں کا نام جاننا ہی اس کی بیماری کو دور نہیں کر سکتا۔ نہ ہی صحت بخشتا ہے۔ جب تک کہ وہ دوائی استعمال نہ کرے۔ اور پرہیز نہ کرے۔ ایسے ہی روحانی بیمار بھی، روحانی بیماری سے صحت نہیں پا سکتا اور اپنے مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق پر عمل نہ کرے۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل دو قسم ہے:-

Marfat.com

اوّل - ظاہری عبادت جس کا جسم کے اعضا کے ساتھ تعلق ہے - اور ظاہری لوگوں کو پہنچی ہے +

دوم - باطنی عبادت - یعنی اپنے نفس کو بداخلاقیوں سے - اور دل کو غیر حق سبحانہٗ تعالےٰ سے پاک کرنا - کہ خاص الخاص لوگوں کو عطا ہوا ہے - سو جس شخص کے حصہ میں ازلی سعادت آئی ہے - دونوں کاموں میں بہت سی کوشش کرتا ہے - علم کو عمل کے ساتھ اپنا امام بناتا ہے - اور اپنے ظاہر اور باطن کو جمع کرتا ہے - اس لیئے کہ علم باعمل ہزاروں نیک بختیوں کا سرچشمہ ہے - اور جہالت تمام گمراہیوں اور بدبختیوں کی کان ہے - اس لیئے کہ علم، آخرت کے عقل - اور دین کی فراست سے قوت لیتا ہے - اور جہالت کو حقیقت پہنچا ہے اور آدمی کو نقص سے ہٹا کر کمال تک پہنچاتا ہے - اور عوام کی نسبت سے نکال کر خاصوں کے درجہ تک ممتاز کرتا ہے +

"دُنیا اور آخرت کی بھلائی علم کے ساتھ ہے - اور دنیا اور آخرت کی شرارت جہل کے ساتھ ہے - خیر الدنیا والاخرۃ مع العلم شر الدنیا والاخرۃ مع الجہل +

نقل ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لاویں گے - جس کے عمل پہاڑ کے مقدار ہونگے - خداوند تعالےٰ فرماے گا کہ اس کو دوزخ میں ڈال دو - فرشتے عرض کرینگے کہ خدایا! تو جانتا ہے، کہ اس بندہ نے اتنی طاعتیں کی ہیں - اور پھر یہ دوزخ میں ڈالا جاتا ہے؟ ارشاد ہوگا - کہ اُس نے عبادت بلاعلم کی ہے +

امام غزالی قدس سرہٗ نے فرمایا - کہ عالم کا سونا - جاہل کی تمام رات نماز ادا کرنے سے بہتر ہے +

حدیث شریف میں وارد ہے فضل العالم علی العابد کفضلی علیٰ ادنیٰ اُمتی (عالم کو عابد پر وہ فضیلت ہے جیسے میرے فضل کو میرے ایک ادنےٰ اُمتی پر ہے) اس لیئے کہ اسلام کے مرتبے اور دین کی عزتیں علم کی روشنی سے ہی پہچان سکتے ہیں اور سعادت کا راستہ اور نیکیوں کا طریقہ علم کے ذریعہ سے ہی پا سکتے ہیں - شریعت کے کاموں کی تعظیم، اور حکموں کی پیروی - اور نواہی سے بچنا - علم ہی سے ہوسکتا ہے - دین اور دُنیا کی عزت و اقبال علم اور عمل کی برکت سے ہی بڑھتی ہے - اس لیئے کہ کوئی عمل بھی خدا کی درگاہ میں، سوائے علم و عمل کے راستہ پر چلنے کے

نزدیک نہیں ہے +

اور کوئی دشمن زیادہ سے زیادہ خوار، خدا کے نزدیک، جہالت سے نہیں ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ عالم کی نیند جاہل کی نماز سے بہتر ہے۔ یہی تو باعث ہے کہ زاہدان زمانہ سلف، علم حاصل کرنے کو تمام دیگر کاموں پر مقدم رکھتے تھے۔ کہ عبادت اور عبودیت کا مدار علم ہی پر ہے +

حدیث شریف میں ہے، جو شخص علم کے بغیر، فقیر بنے۔ وہ پاگل ہوتا ہے یا کافر ہو کر مرتا ہے +

پس سعادت مند طالب کو چاہیئے کہ سب سے پہلے اہل فضل و کمال لوگوں کی صحبت میں رہے۔ جن کے ظاہر و باطن نیک عملوں سے آراستہ ہیں۔ اور دینی علوم یعنی فقہ و حدیث و تفسیر و غیرہ جن کا شریعت کے ساتھ تعلق ہے، سیکھے۔ تاکہ علم کے ذریعہ سے حق سبحانہٗ تعالےٰ کی دوستی میں اس کو رغبت ہو۔ اور تاکہ اُس کا دل نیک بختی کے راستہ کا مشتاق اور مائل ہو۔ اس کے بعد اولیا اہل معنی کے ساتھ صحبت رکھے تاکہ وہ محبت اور شوق کے بیج اُس کے دل میں بوئیں۔ اور تقلید سے نکال کر تحقیق کو۔ اور چھلکے سے چھڑا کر مغز کو۔ اور شاخوں سے علیحدہ کر کر تنہ تک پہنچا دیں۔ اور نفسانی عیبوں اور اِس راستہ کے منازل اور مقامات سے واقف کریں۔ اور اس کے دل کو غیر حق سے پاک کر کے بے خودی اور فنا کا شربت چکھا دیں +

پس دینی علوم سے فارغ ہونے کے بعد جس طرح پر کہ شریعت کے احکام میں وارد ہے۔ باطنی شغل اور معنی کسب کے سوائے کوئی چیز بہتر نہیں ہے۔ اس لئے کہ پوشیدہ طور پر خدا کو یاد کرنا۔ انسان کو بہت جلد خدا کا مقرب بنا دیتا ہے۔ اور نفسانی کاموں کو فانی کر دیتا ہے۔ وہ بندگوار جو ازلی سعادت کے منشا سے اس راستہ میں گزر گئے ہیں۔ دلی بیماریوں کے دور کرنے اور باطن کی پاکیزگی حاصل کر لینے میں اُنہوں نے بہت سی کوششیں کی ہیں۔ اور عوام کے درجہ سے نکل کر خاصوں کی جماعت میں داخل ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ (قضا و قدر) جان کے مغز کو معنیٰ کے پھولوں کی خوشبو سے اُس وقت عطرناک کرتے ہیں۔ اور مجاز سے حقیقت تک اُس وقت پہنچاتے ہیں کہ اہل سلسلہ یعنی دین کے مشائخ، اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نائبوں

Marfat.com

کے طریق پر چلے۔ اور تصفیہ، جذبہ، سلوک، فنا اور بقا کو عمدگی سے انجام تک پہنچا دے۔ اور اگر یہ نہیں تو پھر (جان لے کہ) اندھے آدمی کی طرح ہے۔ جو جہان کے روشن کرنے والے سورج کی روشنی سے بے نصیب ہے +

نقل ہے۔ کہ دوزخ میں، ہزار زبان خدا گو (خدا کا ذکر کرنے والی) ہوگی لیکن (ان میں سے) خدا شناس ایک بھی نہ ہوگی۔ اور خداشناسی اور دل کی آراستگی غیر اللہ کے انقطاع بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ پس چند دن سعی اور جانفشانی کر کر دل کو غیر اللہ کی خوک سے پاک کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہمیشہ کے حضور کا ملکہ حاصل ہو۔ اور مقصود کا معشوق اپنے چہرہ کا پردہ اتارے +

اے عزیز اس بات کو دل سے جان، کہ جنت الماویٰ یا ہمیشہ کے بہشت کے باغ کے لائق وہ شخص ہے۔ اور حق سبحانہٗ تعالیٰ کا دیدار اُس کے نصیب ہوگا۔ کہ جس کا باطن، اُس جہان کو سدھارتے وقت، غفلت کی خو کی میل سے پاک ہو۔ اور اُس کا دل نفسانی حرص و ہوا کا وابستہ نہ ہو۔ سو اگر تو ہوشیار مرد ہے۔ تو ایک دم بھی غافل نہ ہو۔ کیونکہ "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں" ہر ایک چیز کا تدارک ہو سکتا ہے لیکن وقت کا تدارک نہیں ہو سکتا +

خواجہ عبد انصاری قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ وقت۔ دل اور زندگانی۔ یہ تینوں چیزیں تیری پونجی ہیں۔ اگر پونجی رائگاں چلی جاوے۔ اور بے محل برباد ہو۔ تو پھر کہاں سے دستیاب ہو سکے۔ ابیات

ہر یکدمے کہ میرود از عمر گوہریست کاں را خراج ملک دو عالم بود بہاد
مپسند کیں خزانہ بہی رائگاں بباد وا نگہ روی بخاک تہی دست و بینوا

انسان کی عزیز عمر میں سے جو سانس کو چلا جاتا ہے۔ ایک ایسا گوہر بے بہا ہے جس کی قیمت۔ ہر دو جہان کے خراج کے برابر ہے + اس خزانہ کو رائیگاں برباد دینا پسند نہ کر (اگر تو نے ایسا کیا تو) تو مفلس اور خالی ہاتھ خاک تلے جائیگا +

اس لئے کہ ہر نفس میں بیش قیمت متاع حاصل کر سکتے ہیں۔ اور سعادت کے ابدی خزانوں کی چابی ہاتھ میں لا سکتے ہیں +

سید الطائفہ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ جو سانس انسان کے سانسوں سے فوت

Marfat.com

ہو جاتا ہے، ممکن نہیں ہے کہ اُس کو واپس لا سکیں۔ اس لئے کہ ہر ایک سانس کا ایک حق ہے۔ اگر آدمی گذرے ہوئے سانس کے جاری کرنے یا واپس لانے میں مشغول ہو۔ تو یہ حالی سانس فوت ہو جاتا ہے۔ اور گذرے ہوئے کا عوض نہیں ہوتا۔ پس جو سانس ہے وہی ہے، جو حق سبحانہٗ تعالےٰ کی یاد میں حضور دل کے ساتھ نکلے۔ اور غفلت سے ضائع نہ جائے۔ اور سانسوں کے گذرنے کی نگہبانی ہر حال میں منظور ہو۔ شعر

کاشکے قیمت انفاس بدانستے خلق

تا دمے چند کہ ماند غنیمت شمرند

افسوس دُنیا کے لوگ سانسوں کی قدر و قیمت جانتے۔ تاکہ جتنے دم باقی ہیں اُتنے تو غنیمت گنتے۔ کیونکہ کل قیامت کے دن (قضا و قدر) آدمی پر ہر سانس کی بابت سوال کریں گے۔ کہ فلاں سانس تو نے کس نیت اور کس شغل سے گذارا۔ اور اس میں کیا حاصل کیا۔ جو سانس ذکر الٰہی کے بغیر آتا ہے وہ دم مردہ ہے۔ کل نفس یخرج بغیر ذکر اللہ تعالیٰ فھو میتؔ (جو سانس کہ بغیر ذکر الٰہی آتا ہے وہ مردہ ہے) اگرچہ عقلمندوں نے زندگی کو بدنی حیات جانا ہے۔ لیکن حقیقت میں جو شخص خدائے تعالےٰ سے غافل ہے وہ مردہ ہے۔ شعر

زندگانی نتواں گفت حیاتے کہ مراست

زندہ آں است کہ با دوست وصالے دارد

میری زندگی کو تو زندگی کہنا ہی نہیں چاہیئے۔ کیونکہ زندہ درحقیقت وہی ہے جس کا اپنے دوست (خدا) کے ساتھ میل ملاپ ہو ✣

مولانا حمید الدین ناگوری قدس سرہٗ نے فرمایا۔ جو کوئی زندہ ہوتا ہے مردہ ہے اور جو کوئی اپنے معشوق (خدا) کے ساتھ زندہ ہوتا ہے۔ وہ ہرگز نہیں مرتا۔ اہل نیک بختوں کی وہ جماعت جنہوں نے اپنے دل کو معرفت الٰہی کی روشنی سے زندہ کیا ہے، ایک لحظہ پر بھی خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتے۔ وہ ابدالآباد تک خدائے تعالےٰ کے نزدیک زندہ ہیں۔ ان اولیاء اللہ لا یموتون (بیشک اولیاء اللہ کبھی نہیں مرتے) اُنہیں بزرگواروں کی شان میں ہے ✣

نقل ہے۔ کہ دو صوفی (مردوں) نے کسی شہر سے چلکر، شیخ ابو الحسن نوری کی ملاقات

کا ارادہ کیا۔ جب شہر کے دروازے پر پہنچے۔ اُن دونوں میں سے ایک حیوانات کی بولی سمجھتا تھا۔ اچانک ہی اُنہوں نے دو بلیوں کو دیکھا، جو آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔ کہ "ابوالحسن نوری مر گیا" اُس صوفی مرد نے۔ جب یہ بات سُنی تو کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (ہم خدا تعالےٰ ہی کے بندے ہیں اور اُسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں) +

دوسرے صوفی نے اس بات کی حقیقت پوچھی۔ پہلے صوفی جواب دیا۔ کہ دو بلیاں جو آپ دیکھتے ہیں تو ایک دوسری کو کہتی ہے کہ ابوالحسن نوری مر گیا، جب دونوں صوفی حجرہ میں پہنچے، تو شیخ موصوف (اُن کے استقبال کے لئے) باہر آیا۔ صوفی عالم حیرت میں چلے گئے۔ شیخ موصوف نے کہا کہ آپ کی اس حیرانی کا سبب کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ اس شہر میں ہم خاص آپ کی زیارت کے لئے آئے۔ جب ہم شہر کے دروازہ پر پہنچے۔ تو دو بلیوں کو ہم نے دیکھا کہ آپس میں ایک دوسری کو کہتی تھیں کہ شیخ ابوالحسن مر گیا ہے۔ جب شیخ نے یہ سرگذشت سُنی تو رو دیا۔ اور کہا کہ بلی نے سچ کہا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر بلی نے سچ کہا ہے۔ تو پھر زندہ کیسے ہے۔ اُس نے کہا کہ آج ایک لحظہ میں یاد حق سے غافل ہو گیا تھا۔ میرے مرنے کی آواز زمین و آسمان میں مشتہر ہو گئی اور عالم ملک اور ملکوت میں غلغلہ مچ گیا +

پس جب ایک دم کی غفلت میں ایسا حال ہے کہ مُردوں کی فہرست میں نام لکھا جاتا ہے۔ تو افسوس ہے اُس شخص کے حال پر جس نے اپنی ساری عمر، غفلت میں گذار دی ہو۔ لیکن یہ سروپا (خلعت) خاص خداوند تعالےٰ کی درگاہ کے گوشہ نشینوں کے لئے ہی ہے جو اپنے دل کو جناب اقدس (خداوند تعالےٰ) میں حاضر رکھتے ہیں۔ اور ماسوائے اللہ کے خیالات سے اپنی ذات کو آلودہ نہیں کرتے +

غور سے سُن! یہی دل کا حضور ہے، جو سالک کو زمین سے اُٹھا کر آسمانوں تک پہنچاتا ہے۔ اور چوپائیوں کی خصلت والے انسان کو فرشتوں پر فضلیت کا درجہ دیتا ہے یہی دل کا حضور ہے کہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ہم شاہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں) کے بھید کو کھلواتا ہے۔ اور اس ذرۂ بیمقدار خاک (انسان) کو اپنے قرب کی مسند پر بٹھاتا ہے۔ اگر کوئی سالک اس مقام میں سوال کرے کہ ایسا استغراق اور دائمی

Marfat.com

دل کا حضور کیونکر میسر ہو سکے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اَمر حقیقی فنا کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور فنا کا درجہ تصفیہ دل اور تزکیۂ نفس کے بغیر حاصل نہیں۔ اور یہاں پر اختلاف ہے، بعض مشائخ اس بات پر ہیں۔ کہ پہلے تزکیۂ نفس پر زور لگانا چاہئے۔ جب تزکیہ نفس حاصل ہو جاوے تو تصفیۂ نفس خود بخود ضمناً پیدا ہو جائے گا۔ لیکن نتیجہ اور نزدیک کی راہ یہی ہے +

چنانچہ نقشبندیہ طریقہ کے بڑے بڑے بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ بہتر یہی ہے کہ پہلے تصفیہ دل کا شغل کرنا چاہئے۔ اور اپنی سب کی سب توجہ خدائے واحد کی طرف کرنی چاہئے جب خدا کی یاد میں استغراق پیدا ہو جائے اور باطن غیر اللہ کے خطروں سے پاک ہو جائے۔ تو سالک ربانی تجلیات کے ورود کا محل ہو جاتا ہے۔ اور ایک تجلی کے وارد ہونے سے اس قدر تزکیہ ہوتا ہے۔ کہ برسوں کے مجاہدہ سے بھی حاصل نہیں ہوتا اور یہ دولت حضرات خواجگان کے طریق سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ ان کے سیر کی ابتدا عالم امر سے ہے۔ اس کے بعد عالم خلق سے اور ان کی تمام ہمت ذات باری تعالےٰ کی توجہ پر ہے نہ صفتوں پر +

پس تمام تصفیہ۔ دل کے ہمیشہ کے حضور۔ اور ہمیشہ کے استغراق کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ اور دوامی ذکر، قلبی ذکر پر موقوف ہے۔ اس لئے کہ جہری ذکر کا تمام وقتوں میں میسر ہونا بہت مشکل ہے۔ اور قلبی ذکر بیٹھنے اُٹھنے، گفتار رفتار، صحبت اور گوشہ نشینی۔ کھانے پینے وغیرہ سب وقتوں میں میسر ہو سکتا ہے۔ اور کسی وقت اس میں فتور راہ نہیں پاتا۔ اور اس دولت کا حصول، اس راستہ کے بزرگوں میں سے کسی ایک بزرگ کی توجہ اور التفات پر موقوف ہے۔ کہ اس کی توجہ سے دل کی کلی کھلجائے۔ اور ذکر الٰہی میں گویا ہو جاوے۔ لیکن اس طریقہ میں ذکر کی ہمیشگی اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی ایک ضروری اور لازمی شرط ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی عبادت کی شرطیں، اس کتاب کے پہلے مطلب میں لکھی گئی ہیں۔ اور اسم ذات کا طریق اور نفی اثبات کا ذکر تیسرے مطلب میں شرح اور بسط کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ وہاں سے ملاحظہ کر کر عمل میں لایا جاوے جناب ارشید اور سعادت مند طالب مذکورہ بالا طریق پر مداومت کرے۔ اور تکمیل کو

Marfat.com

اور دوام ذکر اور توجہ کے موانعات سے الگ ہو۔ اور ازلی عنایت اُس کے شامل حال ہو۔ اور ذکر الٰہی باطن پر غالب آجاوے۔ تو ذکر الٰہی کے غلبہ سے ظاہری اور باطنی غفلت دُور ہو جاتی ہے۔ اور حق سبحانہٗ تعالےٰ کا نُور دل میں روشن ہونے لگتا ہے۔ اور اپنی ذات کو، اور تمام دیگر چیزوں کو اس نور کے عکس میں مٹا ہُوا اور فانی پاتا ہے اور اپنے اندر اور باہر نُور ہی نور دیکھتا ہے اور اُس میں محو ہو جاتا ہے۔ لیکن چاہیئے کہ ان نور وانوار کے اور علاوہ ان کے اور جو کچھ ظاہر ہو۔ اُس سب کو کلمہ لا کے ساتھ نفی (دُور) کرے۔ اور اس میں بھی اُسی مقصود کو تلاش کرے۔ تاکہ کُھلے طور پر، خدا کے حضور کے انوار۔ اور حق سبحانہٗ تعالےٰ کی آگاہی اور نسبت بے کیف حاصل ہو۔ اس مقام پر چاہیئے کہ اُس حضور اور آگاہی کی ایسے طور پر نگہبانی اور پاسبانی کرے، جیسے کہ پاسبانی میں کوشش ہے۔ اس لئے کہ ذکر الٰہی سے مطلب یہ ہے کہ دل ہمیشہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کی درگاہ کا واقف ہو۔ اور کسی وقت بھی اُس میں فتور واقعہ نہ ہو۔ یعنی اکیلا پن اور میل جول۔ کھانے پینے۔ رفتار و گفتار۔ سب حالتوں میں اُس کو زیر نگاہ رکھے۔ یہاں تک کہ خدا کے حضور اور دوام آگاہی کی نسبت، قبول کرے۔ اور سائل کو بالکل اپنی طرف کھینچ لے۔ جب یہ نسبت مضبوط ہو جاوے۔ اور ہمیشہ باطن کے منظور نظر رہے، تو اُمید ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور عنایت کی ہوا چلنے لگے۔ اور فنا اور بیخودی اپنا خوبصورت چہرہ دکھلائے۔ اور جو مقصود ہے (بوجہ احسن) حاصل ہو۔ اس مقام پہ ایک ایک ذرہ خدائے واحد کے لاثانی چہرہ کی خوبصورتی کا شیشہ ہو جاتا ہے۔ اور (جو پہلے) اغیار (تھے) یار ہو جاتے ہیں۔ اور اینما تولوا فثم وجہ اللہ (جدھر دیکھو اُدھر خدا ہی خدا ہے) کا پردہ صاف ہو جاتا ہے۔ شعر

چوں برافتد از جمال او نقاب
اندریں ہر ذرہ تابد آفتاب

جب اُس (خدا) کے چہرہ سے پردہ اُٹھ جاتا ہے۔ تو ہر ایک ذرہ کے پیچھے سے ایک روشن سُورج دکھائی دیتا ہے ٭

حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ العزیز فرماتے تھے۔ کہ کوشش کر تاکہ حق سبحانہٗ تعالےٰ تجھ میں تجھ بغیر ظاہر ہو۔ جب سالک اس مقام پر صبر کرے گا۔ تو سب میں بغیر کے اُسی کو

دیکھے گا ؏

لیکن خاص الخاص کامل عارفوں کے نزدیک، عالی مقام وہ ہے۔ کہ اپنی ذات کو اپنے وجود سے محض خالی دیکھے۔ اور اپنی ہستی کو گم پائے۔ اور جو کل کہ اپنے وجود سے ہو اُس کو خدا سے جانے۔ اور خودی کی قید سے چھوٹ جائے۔ تاکہ نفس کی مَیں مَیں جیسا سے اُٹھ جائے۔ کیونکہ کوئی بلا اس راستہ میں نفس امارہ کی مَیں مَیں سے زیادہ خطرناک نہیں ہے اور سالک کے حق میں کوئی زہر اس زہر سے زیادہ مار ڈالنے والا نہیں ہے ؏

اب پھر اصلی مطلب کو شروع کیا جاتا ہے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ سب سے افضل ذکر مشاہدہ مذکور میں ذکر کو بھول جانا لکھا گیا ہے ؏

سالک کو حق سبحانہٗ تعالیٰ کے دیکھنے میں یہاں تک غرق ہو جانا چاہیئے۔ کہ اپنی ذات اور سب چیزوں کو بھول جاوے۔ جب تک سالک ماسوائے کی قید میں پکڑا ہوا ہے۔ اور اپنی خودی کے بند سے نہیں چھوٹا۔ تب تک فنا در فنا کو اُس نے حاصل نہیں کیا اور وصل بھلائی سے دُور ہے ؏

اور فنا کے یہ معنی ہیں کہ خداوند تعالیٰ کی ہستی کا ظہور، سالک کے ظاہر و باطن میں یہاں تک غالب ہو جائے کہ ماسوائے کی اُس کو کچھ بھی سمجھ یا تمیز نہ رہے۔ اور فناء فنا اُس کو کہتے ہیں۔ کہ سالک اپنے وجود۔ اور اپنے شعور دونوں کو گم کرے۔ نہ ہی اپنی ذات سے واقف رہے نہ ہی اپنے سے خبر رہے۔ اور اُس سے موت مراد ہے۔ کہ۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی "اپنے مرنے سے پہلے مر جاؤ" کہا گیا ہے۔ وہ ان ہی معنی پر بولا گیا ہے۔ کہ حالت غلبہ سے مشاہدہ ربانی میں انسانی سمجھ بالکل گم ہو جاتی ہے۔ اس لیئے کہ مغلوب، غالب کے مقابلہ میں نابودگی کا حکم رکھتا ہے۔ اور یہ نہیں ہے کہ سچ مچ آدمی کا وجود ہی گر جاتا ہے۔ ہاں سالک میں پندار اور خودی (جو تھی) بالکل نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ جیسے آسمان کے ستاروں کا حال ہے۔ جو سورج کی روشنی میں ظاہر نہیں ہوتے۔ اگرچہ حقیقت میں اُن کا وجود موجود ہے۔ لیکن سورج کی کرنوں میں ایسے چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ کہ نام و نشان تک ظاہر نہیں ہوتا ؏

یہ کلمات کہ انا الحق (میں خدا ہوں) سبحانی (میں پاک و سبحان ہوں) و لیس فی جبتی سوی اللّٰہ (میرے جبہ میں سوائے اللہ کے اور کچھ نہیں) مشائخوں

Marfat.com

کی زبان سے نکل جاتے ہیں - وہ اس مقام کا ولولہ ہے ❖

اور بعض بزرگوار جو ملامتوں کے تیروں کے نشانے بنے ہیں - اُن کو معذور جان (اور معاف رکھو) کیونکہ اُس حالت میں وہ اپنے آپے میں نہ تھے - ع

ایشاں نہ اند ایں ہمہ الحال از طرب است

یعنی وہ وہ نہیں ہیں (بلکہ) یہ سب اقوال کی خوش لہجگی (کا نتیجہ) ہے۔ اُن پر اعتراض کرنا اپنی ناسمجھی اور کم ادائی کا نتیجہ ہے - اس مقام میں اُن کی زبان شجرہ موسے علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم رکھتی ہے ❖

چنانچہ موسے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو درخت سے انی انا اللہ رب العالمین (تحقیق میں ہی کل جہانوں کے پالنے والا اللہ ہوں) کی آواز سُنی تو اصل میں اُس کا کہنے والا - حق سبحانہٗ تعالےٰ ہی تھا - درخت اپنے پردہ درخت میں جلوہ گر نہیں تھا - اور جو کچھ کہتا تھا - وہ خود حق سبحانہٗ تعالےٰ ہی کہتا تھا - پس بنی نوع انسان سے جو کہ خدا کا مظہر ہونے میں تمام مخلوقات سے اتم اور اکمل ہے (وہ) ظہور کرے تو کیا عجب ہے ❖

جب سالک اپنے وجود سے فانی ہوجائے اور بشریت کی نشانیوں میں کوئی نشانی اُس میں نہ رہے - تو پھر وہ انسان درمیان میں نہیں ہے - بلکہ یہ اُس محبوب حقیقی (خدا) کے جلوے ہیں - جو محبت کے رنگ میں ظاہر ہو رہے ہیں ❖

اور وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ (تو نے تیر اُن کافروں کی طرف نہیں پھینکا - جب اُس کو چلایا بلکہ خود خدا نے چلایا) ان معنوں کیلئے حتمی دلیل ہے رباعی

ارباب فنا زندہ بجانِ دگر اند	بیرون ز دو کون درجہانِ دگر اند
کس پے بزبانِ حال ایشاں نبرد	ایں طائفہ گویا بزبانِ دگر اند

فانی احباب ایک اور ہی جان سے زندہ ہیں - اِن دونوں جہانوں سے الگ ایک اور ہی جہان میں ہیں - اُن کی حالی زبان پر کوئی شخص سراغ نہیں لیجا سکتا - گویا کہ ایک اور ہی زبان رکھتے ہیں ❖

بلکہ بہت سے سالک لوگ سکر اور بیخودی کے غلبہ سے اس مقام میں بالکل مجذوب ہو گئے ہیں - اور ہوش اور عقل کو اسرار اور انوار الٰہی کے مشاہدہ میں اُنہوں

گم ہی تو کر دیا ہے ÷

لیکن اس راستہ کے کامل لوگ اس درجہ یا مقام کے سالکوں کو کامل نہیں کہتے کیونکہ وہ سکر کے مقام میں جکڑ بند ہو رہے ہیں۔ اور بقا کے مرتبہ تک جو فنا کے بعد حاصل ہوتا ہے (ابھی تک) نہیں پہنچے ہیں۔ اور کامل عارفوں کے نزدیک، کمال اس کا نام ہے۔ کہ باطن پر سکر (نشہ) غالب ہو۔ مگر ظاہر پر ہوش۔ تاکہ شریعت کے کاموں میں کوئی بے تمیزی واقع نہ ہو۔ اور ترقی رک نہ جائے۔ اس لئے کہ ترقی ہمیشگی کے عمل پر موقوف ہے اور ہمیشگی کا عمل شریعت پر قائم رہنے پر منحصر ہے۔ پس جس شخص کو اعلیٰ لیاقت اور بلند ہمت خدا کی جناب سے عطا ہوئی ہے۔ وہ ترقی کا طالب ہوتا ہے۔ اور اس مقام سے آگے بڑھ جاتا ہے ÷

اور یہ دولت اس شخص کے ہاتھ آتی ہے، جس نے بشری اخلاق کے خس و خاشاک کو طبیعت کے گھر سے مجاہدہ کے جھاڑو سے صاف کر دیا اور سینہ کے میدان سے لا الٰہ کی تلوار سے غیروں کا سر اڑا دیا۔ اور دل کے گھر میں کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے اثبات سے گوشہ نشینی کر لی۔ اور نفس کی تنگی سے نکل کر ارادہ اور خدا کی محبت و رضامندی کے باغ میں سیر کرنے لگا ÷

پس اے سالک! ہوشیار ہو۔ کیوں اس دولت کو ہاتھ سے دیتا ہے۔ اور جو کام آخرت کو تیرے کام آئے گا۔ اس میں کیوں مشغول نہیں ہوتا اور اپنی زندگی کے بہترین حصہ کو اس فنا پذیر دنیاوی اسباب کے انتظام میں رائگاں دیتا ہے۔ جس قدر دنیاوی اسباب بہت ہو۔ اتنا ہی خلل اور بے آرامی زیادہ تر۔ تفرقہ والے اسباب کے حاصل کرنے میں سوائے دل کی پراگندگی کے بڑھنے کے اور کچھ حاصل نہیں۔ اور دل کی تسلی، سوائے تھوڑے پر صبر کرنے کے اور الٰہی ذکر کے میسر نہیں ہوتی ÷

ایک بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے کہ دنیا کی مثال ایک بھڑوں کے چھتے سے مشابہ ہے۔ جو شخص شہد کے لالچ سے ہلاتا ہے۔ لاکھوں ڈنگ مارنے والی بھڑیں اس پر اڑتی ہیں۔ اگر شہد کے طمع سے ہاتھ لگاتا ہے تو ہلاک ہوتا ہے۔ اگر بھاگ جاوے (تو ان سے) خلاصی پاتا ہے۔ پس دنیا کی قدر قیمت اس قابل نہیں کہ دونوں اپنا سر اس کو سونپ دیں اور آخرت کے کام کو معطل چھوڑ دیں۔ فرد

Marfat.com

ایں سرائے ست کہ البتہ خلل خواہد شد
خنک آں قوم در بند سرائے گر دانند

یہ دُنیا ایک ایسا گھر ہے کہ دُکھ اور رنج ہی دیتا ہے۔ وہی قوم اچھی ہے جو اُس دوسرے گھر کے فکر میں ہے ٭

اس دُنیائے فانی کی زندگی ناپائدار، دریا کی موج کی طرح ہے جس میں ہرگز بقا نہیں۔ پس عقلمند وہی ہے۔ کہ ہمیشہ رہنے والی خزانوں کا مبادلہ فانی نقد کے ساتھ نہ کرے۔ وہ لوگ جنہوں نے عالم بقا کو فراموش کر کر ہمیشہ کی دولت سے مُنہ پھیر لیا۔ اور فانی کی آراستگی کے فکر میں مشغول ہوئے۔ اور بلندی مراتب، اور مال و منال کے جمع کرنے میں ہی شرف اور بزرگی خیال کر بیٹھے ہیں۔ تو ان کی ایسی کج فہمی سراسر جہالت اور نادانی کے باعث سے ہے۔ اس لئے کہ آدمی کی بزرگی اور بڑائی اُسی قدر سے۔ جس قدر اُس میں صفات کاملہ موجود ہوں۔ جس میں علم، عمل، پرہیزگاری، مجاہدہ، اخلاص، اخلاق کی آراستگی۔ خدا کی یاد میں استغراق زیادہ تر ہے۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ کے نزدیک اُسی کا رُتبہ اور بزرگی زیادہ تر ہے ٭

پس اے عزیز! وقت کو برباد کرنے، اور جوانی کا وقت اور بدنی صحت جو کسب کمالات کے لئے عمدہ وسائل ہیں، بیہودہ تباہ کرنا عقلمند آدمی کے قابل نہیں جس وقت تیری عمر کا سورج ڈوبنے کے قریب ہوگا۔ اُس وقت تو کیا کر سکے گا۔ اب جو زندگی کا باغ ترو تازہ ہے۔ اور تیرے بدنی باغ کے پھولوں میں یعنی ظاہری اعضا اور باطنی حوسوں میں سے کوئی بھی پژمردہ اور بیکار نہیں ہے۔ فرصت کے وقت کو غنیمت جان اور آگاہ ہو۔ اور اپنے کام میں سوچ کر کہاں جانا ہے۔ اور کس کے حضور میں جوابدہی کے لئے حاضر ہونا ہے۔ جن چیزوں کو آج تو اُلفت کرتا اور دوست رکھتا ہے، کل جدائی کے وقت ہزار حسرت و افسوس سے چھوڑے گا ٭

برخلاف اس کے، اگر تو اپنی زندگی کو چھوڑ کر، غیر حق سے قطع کرے۔ تو ایک عظیم الشان دولت تیرے نصیب ہوگی۔ چنانچہ خدائے پاک نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ قل اللّٰہ ثمّ ذرھم (اللہ کا نام جپ اور (ان دنیاوی دھندوں کو) چھوڑ) اور نیز خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا (یعنی اپنے

پروردگار کے نام کا ذکر کر، اور سب علاقے توڑ کر اُسی سے اپنا دل جوڑ) پس فراغ دل کے ساتھ اُس وقت کے آنے سے پہلے کوشش کر تا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی یاد آسان ہو۔ اور کوئی غیر اُمنگ بجائے حق سبحانہٗ تعالےٰ کے، نہ رہے +

مگر یہ دولت اہل اللہ بزرگواروں کی صحبت بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اُن کی صحبت میں ایسا اثر ہے کہ انسان کو حق سبحانہٗ تعالےٰ کی دوستی کے شرف سے مشرف کر دیتا ہے۔ اور بشری کدورتوں اور نفسانی کالکوں کو دور کر دیتا ہے۔ جب اولیاء اللہ کے دل پر فیض وارد ہوتا ہے۔ تو تمام اہل مجلس اور صحبتی لوگ اپنے اپنے اعتقاد اور محبت کے موافق اُسی فیض سے حصہ لیتے ہیں۔ اس کی مثال اس طرح پر ہے۔ کہ جب تیل کو خوشبودار پھولوں کی صحبت ہوتی ہے۔ تو ان کی سب خوشبو تیل میں آمیز ہو جاتی ہے اور اس کو اپنی طرح بنا لیتی ہے۔ اسی طرح پر اولیاء اللہ کی صحبت کا ذکر ہے۔ کہ اُن کا فیض ہم نشینوں کی جان کے مغز کو عطر ناک کرتا ہے۔ اور بُرے خلقوں کو پسندیدہ صفتوں سے بدل دیتا ہے +

حدیث شریف میں وارد ہے کہ نیک ساتھی کی مثال عطار کی طرح ہے۔ اگر وہ اپنے عطر سے کچھ بھی نہ دے، تو بھی اُس (عطر) کی خوشبوئی سے تو حصہ دیتا ہے۔ اور دماغ کو تازہ کرتا ہے۔ لیکن برے آدمیوں کی صحبت کا ویسا ہی حال ہے، جیسے لوہاروں کے دوکان کی بھٹی۔ اگر آگ سے کسی کے ہاتھ پاؤں کپڑے وغیرہ نہ بھی جلیں تو بھی اُس کے بخار کے دھواں سے ہی دُکھ پہنچتا ہے۔ لیکن اولیاء اللہ کے باطن سے طالب کو اُتنا ہی فیض پہنچتا ہے جس قدر کہ اُس بزرگوار کی بزرگی سے شناخت حاصل کی ہو اور اُس پر اعتقاد کیا ہو۔ مثنوی

هر که خواهد هم نشینی با خدا — گو نشیند در حضور اولیاء

هم نشینی مقبلاں خود کیمیاست — چوں نظرشاں کیمیائے خود کجاست

چوں شوی دور از حضور اولیا — در حقیقت گشته دور از خدا

جو شخص خدا کی صحبت چاہتا ہے۔ اُس کو کہہ دے کہ اولیاء اللہ کے حضور میں بیٹھے خدا کے مقبولوں کی ہم نشینی کیمیا ہے۔ بلکہ اُن کی نگاہ کو کیمیا سے کیا نسبت ہے؟ جب تو اولیاء اللہ کے حضور سے دور ہو تو در حقیقت خدا سے دور ہوتا ہے +

یہی وجہ ہے کہ مشائخان طریقت اپنے مریدوں کو سب سے پہلے ہم نشینی کا ارشاد فرماتے ہیں۔ خاص کر مبتدی کو تو اہل اللہ کی صحبت نفلوں کی عبادت سے بھی بڑھ کر ہے

اِس لئے کہ اولیا کی صحبت میں بیٹھ کر طریقت کے آداب سیکھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے فیض پہنچتے ہیں۔ الشیطان مع الوحد (اکیلے آدمی کا شیطان ہم نشین ہے) مگر اُس مقام پر ایک بہت بڑی بات یاد رکھنے کے لائق ہے ۔

جاننا چاہیئے۔ کہ جس مُبتدی نے ابھی شیطان اور نفس کے وسوسوں سے رہائی نہیں پائی۔ اور اپنی خودی میں گرفتار ہے۔ اُس کے لئے تو صحبت عین فرض ہے۔ اور وہ کامل آدمی جو خودی۔ اور اپنی قابلیتوں کے گھمنڈ سے نجات پاگیا ہے۔ اور جس کے دل کی چار دیواری میں نفس اور شیطان کا گذر نہیں رہا ہے۔ اُس کے لئے صحبت اور خلوت برابر ہیں۔ پس جس سعادت مند شخص کو اس سعادت کی آرزو ہو۔ اُس کو لازم ہے کہ اہل اللہ کی صحبت میں ادب کی خوبی کے طریق کو نگاہ رکھے۔ اور اُس کی شرطوں کو بجالائے ۔

اور اِس جماعت کی صحبت کے آداب حسب ذیل ہیں :-

اِن کی مجلس میں نہایت ادب کے ساتھ بیٹھے۔ اور اپنی حیثیت سے برتر جگہ پر بیٹھنے کا ارادہ نہ کرے۔ اور اپنے تئیں مفلس ظاہر کرے۔ اُن کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے۔ اُن کے ساتھ بحث سے پیش نہ آئے۔ اُن کے حضور میں لغو اور بیہودہ باتیں نہ کرے۔ اور کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جو اُن کی ناپسندیدگی کا باعث ہو۔ اور جنبی اور بے وضو ہونے کی حالت میں اُن کی صحبت میں نہ بیٹھے۔ اور دوسرے اہل مجلس پر فوقیت نہ چاہے۔ بلکہ فروتنی اور شکستگی ظاہر کرے۔ اور اُن کے کاموں اور باتوں پر اعتراض نہ کرے۔ جب وہ بات کہنے لگیں۔ تو کان لگا کر سُنے۔ کیونکہ اہل اسرار بزرگواروں کی باتیں فائدہ اور حکمت سے خالی نہیں ہوتیں۔ اور بحث اور جھگڑے پر نہ آجائے۔ بلکہ اُن کا کلام دل کے کانوں سے سُنے۔ اور اس میں کچھ اپنا دخل نہ دے۔ کیونکہ اولیاء اللہ کی زبان خدا کے بھیدوں کا خزانہ ہے۔ (یہ ایک کلیہ قاعدہ ہے کہ) جو بات زبان سے نکلتی ہے۔ کانوں میں اثر کرتی ہے۔ اور جو دل سے نکلتی ہے۔ وہ جان پر اثر کرتی ہے۔ دل اُن کے باطن کی طرف متوجہ کرے۔ تاکہ اُن کے خزانہ سے اس کے سینہ پر فیض پہنچے۔ اور اولیاء اللہ کی صحبت کا فیض دل کو خدا کی طرف لے جاتا ہے۔ اور حق سبحانہٗ تعالےٰ کی محبت غالب آتی ہے۔ تاکہ محبت کے غلبہ سے دل کا استغراق پیدا ہو۔ جب شوق و ذوق کی حلاوت باطن میں اثر کرے۔ تو ہر ایک اندیشہ جو غیر اللہ کا دل میں

Marfat.com

تو اُس سے کراہت اور بیزاری کرے۔ اور خدا تعالیٰ کے ماسوے سے ناخوش ہو۔ اور ہر وقت پورے شوق کے ساتھ حق سبحانہ تعالیٰ کی درگاہ میں متوجہ ہو ٭

اور مراقبہ کا طریقہ یہ ہے۔ اہل باطن کی توجہ کی برکت سے معنوں کا نور طالبوں کے دلوں میں روشن ہو۔ اور اُن کے پاک انفاس کی بدولت دائمی حضور اور استغراق ظاہر ہو۔ پس ہر ایک نیک بخت جو اس دولت کے شرف سے باریاب ہو۔ اُس کو لازم ہے کہ ہر گھڑی آنکھ بند کر کے اور سر کو جھکا کے گریبان میں جھکا کر خدا کی درگاہ میں متوجہ ہو۔ اور دم بدم ہوشیار رہے۔ اور اپنے دل کے حجرے پر نگہبانی کرے۔ تاکہ ایک دم بھی غیر کا خیال دل میں پیدا نہ ہو۔ اور مراقبہ کی برکت سے باطن کا راستہ کھلے۔ تاکہ مراقبہ میں حسوں کا تعطل (بیکار کرنا) اور دل تسلی بہت ہی حاصل ہو۔ اور باطن قسم قسم کے خیالات سے پراگندہ نہ ہو۔ شعر

چشم بند و لب ببند و گوش بند گر نہ بینی سرِ حق بر ما بخند

آنکھ لب اور کان بند کر۔ پھر اگر تو خدا کے بھیدوں کو نہ دیکھ لے تو مجھ پر ہنس ٭

اس لئے کہ زبان، کان، آنکھ ایک قسم کی کھڑکیاں ہیں۔ لاکھوں خیالات کی صورتیں ان راستوں سے دل میں آتی ہیں۔ اور حدیث نفس کو بڑھاتی ہیں۔ اگر کھڑکی بند ہو۔ تو ضرور دل کا شیشہ خطروں کے غبار سے کالا نہیں ہوتا ٭

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ نے لکھا ہے۔ کہ دل بیکار نہیں رہتا۔ یا تو ماسوے اللہ سے لگا رہتا ہے یا خدا کی محبت میں لگا رہتا ہے۔ آدمی جب تک جاگتا رہتا ہے ظاہری حسیں جاسوس ہیں کہ دُنیا کی خبریں دل کو پہنچاتی ہیں۔ اور تفرقہ ڈالتی ہیں۔ جب سو جاتا ہے تو باطنی حسیں یہ کام کرتی ہیں اور دل کو پریشان رکھتی ہیں۔ جب دل کا مالک دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو گویا ایک خط دل کے ارد گرد پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس قابل نہیں چھوڑتا کہ دُنیا کی خبریں دل کو پہنچیں۔ اس وقت دل ایک گہرے مقصد میں لپٹ جاتا ہے۔ اس لئے کہ بیکار رہنا تو اس کے لئے مفقود ہے۔ سو جب اس طرف سے منع کیا گیا ہے تو سوائے اس کے اور کوئی چارہ اُس کو نہیں۔ کہ اس طرف متوجہ ہو جائے ٭

جاننا چاہیئے کہ تمام پیغمبروں، ولیوں نے فرمایا ہے۔ کہ خدا کی معرفت کے لئے مراقبہ میں ہمیشہ رہنا شرط ہے۔ کیونکہ ہمیشہ کے مراقبہ سے باطن بہت جلد منور ہو جاتا ہے

Marfat.com

اور ماسوائے کے خطروں سے نجات پاتا ہے ۔

اور ہمیشگی کا مراقبہ یہ ہے کہ ہوش اور توجہ سب کی سب خدائے تعالیٰ کی طرف ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے علم کو اپنی ذات پر گھیرا کیا ہوا دیکھے ۔ واللہ بکل شیئ محیط (اللہ تعالیٰ نے ہر ایک شے کو اپنے علم سے گھیر لیا ہے) اور ہر گھڑی خطروں کو دور کر کر دل کی آنکھ سے حق سبحانہٗ تعالیٰ کی طرف دیکھے اور ایک ایک لحظہ الٰہی فیض کا منتظر اور امیدوار رہے ۔

لیکن عارفوں کے نزدیک کمال درجہ کا مراقبہ یہ ہے کہ سب ظاہری اور باطنی حسوں کو اپنے عمل سے بیکار کر کر اور سالک ہر لحظہ اپنے آپ سے خالی ہو کر اور حواس سے غائب ہو کر حق سبحانہٗ تعالیٰ کی درگاہ میں حاضر ہو ۔ اور یہ نہیں کہ اپنے مقصود کو شکل ۔ مثال ۔ علم اور خیال میں جکڑا ہوا دیکھے ۔ پناہ بخدا! جو کچھ وہم ۔ خیال ۔ فکر ۔ اندیشہ اور قوت مدرکہ میں آتا ہے ۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ اُس سے پاک ہے ۔ مگر وہ شخص جو بمصداق موتوا قبل ان تموتوا (اپنے مرنے سے پہلے مر جاؤ) طبعی موت کے آنے سے پہلے مر جائے اور اپنی صفتوں سے فانی ہو جائے ۔ اور حواس باطنی ۔ یعنی وہم و خیال ۔ مدرکہ اور اندیشہ کو حق سبحانہٗ تعالیٰ کی ہستی کے ظہور کے عکس میں گم کر دے ۔ اور اپنی خودی سے بالکل خالی ہو جائے ۔ تو اُس کے بعد ہی کچھ دیکھتا ہے جو دیکھتا ہے ۔ لیکن ہر ایک غافل آدمی مراقبہ کا قدر کیا جانے ۔ اور ہر ایک بد باطن معنوی دولت کو کیا پہچانے ۔ اہل معنی احباب کو جو کچھ خلوت نشینی اور چشم پوشی میں حاصل کرتے ہیں ۔ شاید ظاہری لوگ خواب و خیال میں بھی نہیں دیکھتے ۔ اور جو صفائی وقت مراقبہ سے حاصل ہوتی ہے ۔ ہزار ہا عددوں اور وظیفوں سے میسر نہیں ہوتی ۔ نظم

گوہر طلبی صدف شکن باش ۔ غواص محیط خویشتن باش
معذوری زانکہ بر کناری ۔ از غرق شدن خبر نداری

اگر تجھے موتیوں کی طلب ہے ۔ تو سیپوں کو توڑ ۔ اور سمندر میں غوطہ لگا ۔ تو معذور ہے اس لئے کہ کنارے پر ہے ۔ تجھے ڈوب جانے سے کیا خبر ہے ۔

پس خدا کے طالبوں کو چاہیئے کہ ہر وقت مراقبہ میں غرق رہیں ۔ اور کسی وقت بھی اس دولت کو ہاتھ سے نہ دیں ۔ اس لئے کہ ابدی سعادت اور ہمیشہ کی دولت اسی عمل کے ساتھ وابستہ ہے ۔ خدا کے بھیدوں کے واقف خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ مراقبہ کے

Marfat.com

طریق سے وزارت کے رتبہ۔ ملک ملکوت کے قبضہ کرنے تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس سے ہمیشہ کی تسلی اور عام لوگوں میں مقبولیت حاصل ہوتی ہے *

اے عزیز! میں مراقبہ کے فائدوں کی باتیں تجھے کہاں تک سناؤں۔ مراقبہ کی قدر وہی جانتا ہے۔ جس کا باطن ربانی بھیدوں کے انوار کا محل۔ اور جس کا دل حق سبحانہٗ تعالےٰ کے مشاہدہ سے دیکھنے والا ہے۔ شعر

از کنار خویش یابم ہر دمے بوئے نگار ۔۔۔ خویشتن را چوں نگیرم دائما اندر کنار

یعنی میں ہر دم اپنی گود سے معشوق کی خوشبو پاتا ہوں۔ تو پھر اپنے تئیں کس لیے گود میں نہ لوں *

پس جو چیز۔ فکر۔ خیال اور اندیشہ کو بڑھاوے، سالک کو چاہیئے کہ اس سے پرہیز کر کے صاف دل کے ساتھ حق سبحانہٗ تعالےٰ کی جناب میں متوجہ ہو۔ اور اپنے مطالب کا قبلہ سوائے ایک مقصود کے کسی کو نہ بنائے تاکہ حق سبحانہٗ تعالےٰ اپنی پاک جناب میں ہمیشہ کی گرفتاری اس کو عطا فرمائے کہ حقیقت میں نجات اسی گرفتاری میں ہے *

نقل ہے کہ قیامت کے دن، بندہ کسی طرح سے خلاصی نہ پا سکے گا۔ مگر ایسے دل سے جو غیر اللہ کی گرفتاری سے پاک صاف ہوگا۔ جیسے خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (وہ دن ایسا ہوگا۔ کہ نہ تو مال ہی نفع دیگا۔ نہ ہی اولاد۔ مگر جس کو خداوند تعالےٰ نے قلب سلیم عطا کیا) *

جاننا چاہیئے کہ دل کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل بیمار دل۔ دوم سلیم دل لیکن بیمار دل وہ ہے جس میں دنیاوی فکروں کے سوا اور کوئی اندیشہ نہ ہو۔ اور حرص و ہوا طمع حسد بخل۔ تکبر۔ مکر۔ اور اور برے خیالوں سے آلودہ اور سیاہ ہو رہا ہو۔ اور اس کو کبھی خدا یاد نہ آئے۔ اور پرلے درجہ کی غفلت سے نفسانی لالچوں میں پھنس گیا ہو۔ اور سلیم دل، وہ ہے۔ کہ سوائے حق سبحانہٗ تعالےٰ کے کوئی چیز اس میں سما نہ سکے۔ اور اور ماسوائے کے کوڑا کرکٹ سے پاک ہو اور کسی وقت میں غیر کا خیال اس کے گرد نہ پھرا ہو اور ہمیشہ پورے شوق اور محبت سے حضور الٰہی میں محو رہے۔ پس جو شخص عالی فطرت ہے۔ وہ معنوی مرض سے واقف ہوتا ہے۔ اور اس کے علاج میں مصروف رہتا ہے۔ اور اس کام میں سوچتا ہے جیسے کہ آب و گل (جسم) کو بیماری لاحق ہوتی ہے، جان و دل کو

بھی۔ لاکھوں آدمیوں نے اصل مطلب کو بالائے طاق رکھ کر فروعات میں ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ اور انہیں کو اصل جانا ہے۔ مگر ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی ہوتا ہے۔ جو دل کو گل (جسم) پر ترجیح دیتا ہے۔ اور دل کی حقیقت کو ڈھونڈتا ہے۔ پس اس مطلب کو یقین سے جان۔ کہ قضا و قدر نے نسخہ ایمان۔ اور صحت اسلام کو دل کے صفحہ پر لکھا ہے۔ نیک بخت وہی ہے۔ کہ کسی وقت اس کے مطالعہ سے غافل نہ ہو۔ تاکہ عجیب و غریب بھید جو اس میں مخفی ہیں ظاہر ہوں۔ مثنوی

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است — من نگنجم ہیچ در بالا و پست
در زمین و آسمان و عرش نیز — من نگنجم از یقیں داں اے عزیز
در دلِ مومن بگنجم اے عجب — گر مرا جوئی بجو در دل طلب
باغ ہائے میوہ ہا اندر دل است — عکس لطفِ آں بر آب و گل است

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں بلندی اور پستی۔ زمین آسمان اور عرش وغیرہ میں نہیں سماتا۔ مگر اے عزیز۔ یقین دل سے جان۔ کہ میں مومن کے دل میں سماجاتا ہوں۔ اگر تجھے میری جستجو ہے تو (اپنے) دل میں تلاش کر۔ میوہ جات کے باغ دل میں اس کے لطف کا عکس اس ظاہری آب و گل (جسم انسان) پر نہیں ہے ٭

اے عزیز! جو کچھ لوح محفوظ میں ہے۔ وہی چیز مومن بندہ کے دل میں ہے۔ اور کیونکہ ایسا نہ ہو۔ کہ مومن کا دل خدا کا گھر ہے۔ قلب المؤمن بیت اللہ تعالیٰ +

پس جہاں پر حق سبحانہ تعالےٰ ہے وہاں سب کچھ ہے۔ کان لگا کر سن! مومن کا دل بے نشان سمندر کا سچا موتی ہے اور عالم لامکان کا حقیقی راز۔ مومن کا دل ایک ایسا عظیم الشان باغ ہے کہ اس کے گلزار کو کبھی خزاں نہیں۔ ہر ایک نے اپنی لیاقت کے مطابق اس میں سراغ لگایا ہے۔ لیکن مرد وہی جو گوہر مقصود ہاتھ میں لائے شعر

حدیثِ دل اگر گویم بصد دفتر نمے گنجد — کمالِ وصف او ہرگز بہ بحر و بر نمے گنجد

اگر میں دل کی بات کہوں تو سینکڑوں دفتروں میں بھی نہیں سماتی۔ اس خدائے لایزال کا وصف خشکی اور تری میں نہیں سما سکتا ٭

حدیث شریف وارد ہے کہ جو شخص ہمیشہ دل کا طواف کرتا ہے۔ کعبہ اس کے

Marfat.com

طواف کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ اور جو شخص دل کو ہر وقت حاضر رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ سعادت اور فیض کے دروازے اس پر کھول دیتا ہے۔ عاشق لوگ جو دل کا طواف کرتے ہیں۔ تو لقا (خدا کے دیدار) طلبگار ہیں۔ اور حاجی لوگ جو کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ بقا کے خواستگار ہیں۔ غور کیا جاوے کہ ان دونوں گروہوں میں کس قدر فرق ہے۔ یہ سینکڑوں دکھ و تکلیف اٹھا کر بقا کا آرزومند ہے۔ اور وہ ہزار دل شوق اور درد کے ساتھ لقا کا مشتاق ہے ❊

وہ شخص کیا ہی نیک بخت اور دولت مند ہے جو دل کی مجلس کا محبتی ہے۔ اور جان کے مجمع کا صحبتی۔ اور دل کے شیشہ سے ما سوائے اللہ کا زنگا دور کر کر خدائے واحد کے جمال کے نظارہ پر محو ہو رہا ہے۔ پس اس سعادت کے طالب کے لئے اس سے کیا بہتر اور خوشتر ہے کہ اپنے پاؤں قناعت کے دامن میں دراز کر کے تنہائی کے گوشہ میں بیٹھ کر باطن کے سبزہ زار میں جو عارفوں کا نظارہ گاہ ہے سیر کرے۔ اور اپنی حق بین دل کی آنکھ کھولے۔ دیکھو، خداوند تعالےٰ نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ہم شاہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں) سب چیزوں سے زیادہ نزدیک ہے۔ اور ہمیشہ حاضر و ناظر ہے۔ اور اپنے بندے کے دل کو دیکھتا ہے۔ تیس بھی افسوس ہے۔ کہ ہم باوجود اس نزدیکی کے کیسے دور پڑے ہیں۔ اور عین سمندر میں پیاسے رہ گئے ہیں۔ اور باوجود بے پردہ ہونے کے ہم پر پردہ پڑ گیا ہے ؎

غرق آبیم و آب مے طلبیم ‌ ‌ ‌ ‌ در وصالیم بے خبر ز وصال
گنج در آستین و مے گردیم ‌ ‌ ‌ ‌ گرد عالم ز بہر یک مثقال
آفتاب اندرون خانہ ماست ‌ ‌ ‌ ‌ در بدر مے رویم ذرہ مثال

باوجودیکہ ہم سر سے لیکر پاؤں تک پانی میں غرق ہیں۔ اس پر پانی کے طلبگار ہیں۔ معشوق سے ہمارا ملاپ ہو چلا ہے۔ اور ہمیں اس ملاپ کی ابھی خبر نہیں ہے۔ خزانہ میری بغل میں ہے اور میں ایک ٹکے کے لئے دنیا کا سوالی ہوں۔ سورج ہمارے گھر کے اندر جلوہ گر ہے۔ اور ہم ذرہ کی طرح دربدر پھر رہے ہیں ❊

چونکہ چمگادڑ صفت اور کم ظرف لوگ غفلت کے اندھیرے اور باطن کی تاریکی میں خو یافتہ اور عادت گرفتہ ہیں۔ اس لئے انہوں نے حق سبحانہٗ تعالےٰ کی یاد سے

Marfat.com

اپنے دلوں کو روشن نہیں کیا۔ اور بدباطنی کے باعث مقصود کے سورج کی روشنی پر دل کی آنکھ نہیں کھولتے۔ ورنہ مقصود تو جلوہ گری میں ہے۔ اور یار بغل میں ہے۔ اگر غفلت کی رُوئی کو ہوش کے کانوں سے نکال لے۔ اور مستی سے ہوشیار ہو جائے۔ تو دیکھ لے اور جان جائے کہ اس کے کیسے کیسے بھید تیرے ساتھ ہیں۔ اور تجھ پر کیا کیا عنایتیں ہیں۔

جاننا چاہیے۔ کہ خداوند تعالیٰ اپنی ہمیشہ کی عنایت حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے کے حق پذیر دل پر ہر روز ستر بار رحمت کی نظر کرتا ہے۔ اور بخشش کی راہ۔ غفلت کے جنگل کے بھٹکنے والوں کو خطاب فرماتا ہے۔ کہ "اے فرزند آدم ہم نے سب دُنیا کو تیرے لئے پیدا کیا ہے۔ اور تجھے خاص اپنے لئے ہم نے پیدا کیا ہے۔ تاکہ عرش اور فرش اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، سب کے سب تیرے خدمتگار ہوں۔ اور تو ہماری درگاہ کا خاص غلام ہو۔ اور ہماری محبت کے دولت خانے کا دربان۔ ہماری معرفت کے خلعت کے حاصل کرنے میں تو کوشش کرے۔

حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ حضرت رب العزۃ کی درگاہ سے ہمیشہ خاص انسانوں کو خطاب ہوتا ہے "اے یگانہ دوست با بیگانہ ہو۔ میں نے تم کو یگانگی کے لئے پیدا کیا ہے (یہ عجیب بات ہے کہ) تو بیگانگی میں اپنے تئیں ڈالتا ہے۔ مولوی معنوی قدس سرہٗ نے کیا اچھا کہا ہے۔ مثنوی

تو ہمائے دولتی اے ممتحن — چند جوئی جیفہ چوں زاغ و زغن
پادشاہی از چہ اے باشی گدا — گنجہا داری چرائی بے نوا
شاہ باز دست سلطانی چرا — در جہان باشی چو بوم اے بینوا
این دہ ویرانہ با جغدان گذار — کن بقاف قرب چون عنقا گذار
با گدایاں کم نشیں شاہی طلب — عاقلی بگذر رو آگاہی طلب
این دو روزہ عمر را فرصت شمار — ہاں مشو از دوست غافل زینہار

اے معرض امتحان میں آئے ہوئے شخص جب تو ہمائے دولت ہے تو پھر چیل وکوے کی طرح مُردار کی کیا تلاش کرتا ہے۔ تو شاہنشاہ ہے بھکیارہ کیوں بنتا ہے۔ تیرے قبضہ اقتدار میں تو کئی ایک خزانے ہیں پھر تو مفلس کیوں بنتا ہے۔ تو بادشاہ کے ہاتھ کا باز ہے پھر اُلّوؤں کی طرح حقیر کیوں ہے۔ اس ویران بستی کو اُلّوؤں کے حوالہ کر۔

Marfat.com

اور تو خود بذاتہ عنقا کی طرح خدا کی نزدیکی کے کوہ قاف میں بسر کر۔ بھکیاروں میں کم بیٹھ اور بادشاہی کی تلاش کر۔ اس دو دن کی زندگی کو غنیمت جان، اور خدا سے غافل نہ ہو ⁂

پس اپنی عمر کی قدر و قیمت کو جان! اور اپنی حقیقت پہچان۔ اور اپنے اصل میں نگاہ ڈال، کہ قضا و قدر نے تجھے فرشتوں کا سجدہ گاہ بنایا۔ اور یُحِبُّونَ هُمْ وَيُحِبُّونَهُ (خدا ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اس کو دوست رکھتے ہیں) کے اعزاز سے معزز کیا۔ اگرچہ تیرا اصل خاک سے ہے لیکن جو اسرار تجھ میں رکھے گئے ہیں عالم پاک سے ہیں۔ اگر تو ان مخفی رازوں کو پوشیدہ رکھنا نہیں چاہتا۔ تو کوشش کر کہ سینہ کا میدان، ان معلومات ظاہری سے خالی ہو جاوے۔ اور کسی وقت میں بھی غیر اللہ کا خیال دل میں راہ نہ پاسکے۔ اور مشاہدہ کی آنکھوں میں سوائے ایک معشوق (خدا) کے اور کوئی نہ رہے۔ اس لئے کہ ہوشمندوں، اور صاف ذوق کاملوں کے نزدیک بھی بڑے سے بڑا کام ہے۔ کہ دل کا خیمہ غیریت کے خطروں سے اور دل کا خلوتکدہ دونوں جہان کے علاقوں سے پاک ہو جائے۔ اور حق سبحانہٗ تعالیٰ کے سوا کسی چیز سے محبت نہ رہے۔ شعر

ہر چہ خواہی بکن اے دوست بکن بار دگر　　وانگہے پس بنگر تا تو مرا کار دگر

اے دوست اپنی خواہشوں سے کنارہ کر اور دوسری دفعہ کبھی ان کا خیال دل میں نہ لا۔ پھر دیکھنا کہ میرا بھی (سوائے آپ کے) کوئی اور کام نہ ہو گا ⁂

پس جس شخص کی جوانش غیر حق کے ساتھ محبت کرنے کے لئے وابستہ ہے۔ اور رات دن اسی کی ہوا و ہوس میں گرفتار ہے۔ وہ حقیقت میں اپنی حرص و ہوا کی عبادت کرتا ہے، نہ کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی قولہ تعالیٰ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ (کیا تو نے اے پیغمبر اس شخص کی طرف دیکھا جس نے حرص و ہوا کو اپنا معبود بنا لیا ہے) اسی واسطے دل کو غیر سے پاک کرنا، اور ماسوا کو بھول جانا اس راستے کے سالک کیلئے شرط ہے۔ شعر

اگر حریم دل از غیر دوست سازی پاک　　صفاء وحدت را اندر دکنی ادراک

اگر تو اپنے دل کو چار دیواری کو دوست کے سوائے غیروں سے پاک کرے تو تجھے وحدت کی صفائی کا اس میں بہت ہی ادراک ہو جائے ⁂

محبوب ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اس راستہ میں ماسوائے اللہ

کو بھول جانا، شرط ہے جب تک باطن کا شیشہ، مکان کے زنگار سے صاف نہ ہو حضرت ذات واجب الوجود کا ظہور محالات سے ہے۔ اہل ظاہر لوگوں کی ایک جماعت جو معنوی دولت کے حصول کی کوشش نہیں کرتی۔ اور جس نے ظاہری عبادت پر ہی بس کی ہوئی ہے۔ اُس (جماعت) کو وہ عبادت غافل دل کے ساتھ کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ کیونکہ اہل معنی ارباب کے نزدیک وہ عمل جو اعضا سے کیا جاوے۔ اور دل موافق نہ ہو، کسی کام میں نہیں آتا۔ اور خداوند تعالیٰ کی درگاہ کا راستہ نہیں کھولتا۔ اس لئے کہ عبادت بلا حضورِ دل ہو۔ وہ نمود بے بود چھلاوا اور بے سود دکھلاوا ہے۔ فرد

خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے   حاصلے خواجہ بجز پندار نیست

میاں صاحب یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمیں بہت بڑا نفع ہے۔ حالانکہ وہ صرف آپ کی اٹکل ہی اٹکل ہے ؂

لیکن کاملان اہل معنی کی یہ عبادت ہے کہ ہر حال میں اپنے دل کی نگہبانی کرتے رہیں اور کسی وقت میں بھی شاہنشاہی محل (اپنے دل) میں کسی نامحرم کا دخل نہیں ہونے دیتے۔ اور ظاہری اعضا کی بھی (اس کے ساتھ ہی) محافظت کرتے ہیں چنانچہ زبان کو بیہودہ کلام سے۔ آنکھوں کو ناشائستہ کام سے۔ ہاتھ پاؤں کو بیجا حرکتوں اور کانوں کو بیہودہ اور ناسزا باتوں کے سُننے سے روکتے ہیں۔ اس لیئے کہ تمام اعضائے انسانی میں ایسی شہوت ہے کہ آدمی اُس سے گناہوں کے ساتھ آلودہ ہو جاتا ہے۔ اور بہت سے دنیا کے بندے ان شہوتوں سے غافل ہیں۔ آدمی کو لازم ہے۔ کہ صاحب ہوش اور تیز گوش ہو۔ تاکہ ان آفتوں سے خبردار رہے۔ اور اس کام کے فساد سے اسلام میں خلل ڈالے۔ اولیاء اللہ کی تمام علامتوں میں سے ایک یہ علامت ہے۔ کہ اُس کے کسی عضو کے ساتھ کوئی بُری حرکت اور ناشائستہ عمل وقوع میں نہ آئے ؂

خواجہ قطب الدین اوشی قدس سرہٗ کو لوگوں نے پوچھا۔ کہ آپ خدائے تعالےٰ تک کیونکر پہنچے۔ فرمایا، اندھا، گونگا۔ بہرا، اور لنگڑا پن سے ؂

حضرت شبلی قدس سرہٗ نے لوگوں کو پوچھا کہ عارف کی کیا شناخت ہے۔ فرمایا صُمٌّ بُکمٌ عُمیٌ یعنی جو لب نہ ہلائے۔ آنکھ بند رکھے۔ اور کانوں سے بہرہ ہو کر اپنے کام میں ایسا مشغول ہو کہ کسی چیز سے اُس کو خبر تک نہ ہو ؂

کل کو قیامت کے دن تمام اعضاے جسانی سے باتیں کرائی جائیں گی۔ تا کہ اُس (انسان) کی گواہی دیں۔ جو کچھ اُس نے دُنیا میں کمایا ہے۔ جس طرح پر کہ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ الیوم نختم علیٰ افواھھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون (سورۂ یٰسٓ) *

اُس دن (قیامت) کو ہم اُن کے مُنہوں پر مہر کر دینگے۔ اور اُن کے ہاتھوں سے کلام کرائیں گے اور اُن کے پاؤں گواہی دینگے اُن کاموں کے بارے میں جو انہوں دُنیا میں کئے *

یعنی انسان جو انسان جو کچھ نیک اور بداعمال سے اس دنیا میں کرتا ہے۔ کل کو قیامت کے دن اُس کے سب اندام اس پر گواہی دینگے۔ اور جن چیزوں کی آج ناز و نیاز سے پرورش کرتا ہے۔ وہ سب کے سب قیامت کے دن دشمن ہو جائینگے *

لیکن سالک کو لازم ہے کہ اپنے بدن کے سب اعضا کو گناہوں سے نگہ رکھے۔ اور ہمیشہ اپنے احوال کے بہی کھاتہ کو دیکھتا رہے۔ تاکہ آخرۃ کو شرمندگی اور خواری پیش نہ آئے۔ اور اِن بیماریوں کا علاج اس سے بہتر نہیں ہے کہ ہمیشہ دل کے درست کرنے میں کوشش کرے۔ جب دل درست ہو جاویگا۔ تو باقی تمام اعضا اور تمام اندام صلاح پذیر ہو جاوینگے۔ اور جس طرح دل ہے ویسے ہی ہو جائینگے۔ کیونکہ وجود کی بادشاہت میں دل بادشاہ ہے۔ اور بدن رئیس ہے۔ اور باقی سب اعضا بمنزلہ رعیت کے ہیں۔ اور تابع۔ اگر بادشاہ نیک اور صالح ہو تو تمام رعایا اور تابعین نیک اور صالح ہو جاتے ہیں۔ یہی تو باعث ہے کہ اہل معنی کاملوں کے نزدیک دل کو غیر حق سے پاک رکھنا، باقی کل عبادتوں سے افضل ہے *

ابن عطار کو لوگوں نے پوچھا۔ کہ سب عبادتوں سے افضل کونسی عبادت ہے۔ فرمایا۔ ہمیشہ اور ہر حال میں دل کو حق سبحانہٗ تعالےٰ کی طرف متوجہ رکھنا ہی سب سے بہتر عبادت ہے۔ کیونکہ محققین کے نزدیک یہ بات ثابت شدہ ہے کہ باطنی اعمال۔ اعضا کے اعمال پر افضل ہیں۔ اس لئے کہ باطنی اعمال بہت جلد دل غیر حق سے علیحدہ کر دیتے ہیں۔ اور اُن سے صفائی پر صفائی حاصل ہوتی ہے۔ یہی موجب ہے۔ کہ اہل معنی ارباب ظاہری اعمال میں بہت کوشش نہیں کرتے۔ اور جو عبادت کا مغز ہے، اس کو اُڑا لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ایک قیمتی جواہر، ہزاروں کنکریوں سے۔ اور ایک مغز دار اکھروٹ ہزاروں

خالی اکھروٹوں سے بہتر ہے۔ مثنوی

این ریاضت نیست گر بے خبری — کم بخسپی کم بگوئی کم خوری
آن ریاضت باشد اے عالی مقام — گوش کن تفسیر آن را زین کلام
پاسبانی دل بکن اندر کل حال — تا نیابد ہیچ دزدے آنجا مجال
ہر خیال غیر حق را دزد دان — این ریاضت سالکان در و دل

اگر تو کھانے، کم سونے اور کم بولنے ہی کو جس کے لئے تو تکلیف اُٹھاتا ہے، ریاضت سمجھتا ہے۔ تو یہ ریاضت نہیں ہے۔ اس کلام کی تفسیر کو متوجہ ہو کر سُن۔ ہر حال میں اپنے دل کی نگہبانی کر۔ تاکہ کسی چور کو اُس پر چوری کی دسترس نہ ہو۔ جو غیر حق خیال تیرے دل میں آوے۔ اسی کو چور سمجھ۔ سالکوں کی عین فرض یہی ریاضت ہے +

نقل ہے کہ ایک بیوقوف آدمی نے ایک فقیہہ عالم سے پوچھا۔ کہ اگر کنوئیں میں چوہا گر پڑے، تو اس کنوئیں کا پانی پاک کرنے کا کیا حکم ہے۔ عالم نے جواب دیا کہ اتنے ڈول پانی نکالنا چاہیئے۔ اُس کی کم عقل نے چوہا مذکور کنوئیں سے باہر نکالنے کے پہلے ہی مقررہ ڈول نکالنے شروع کر دیئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانی ویسا ہی ناپاک رہا اور اُس کی محنت اور تکلیف یوں ہی رائگاں گئی۔ اور جو اس کا مطلب تھا وہ بھی حاصل نہ ہوا۔ ایسا ہی اُس گروہ کے لوگوں کا حال ہے۔ غفلت کے ساتھ عبادت کرتے ہیں۔ اور دل کے پاک کرنے میں کوشش نہیں کرتے۔ اور یہ نہیں جانتے۔ کہ اگر حضورِ دل کے ساتھ تھوڑی عبادت بھی کی جاوے تو اُس کا نتیجہ بہت اچھا ہوتا ہے +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ بہت سے لوگ نماز و روزہ سے سوائے اور ماندگی کے کچھ بھی حاصل نہیں کرتے۔ یعنی غافل دل کو ساتھ لے کر رسم و عادت کے رُو سے ادا کرتے ہیں۔ پس ہر ایک عبادت کا مدار حضورِ دل پر موقوف ہے۔ اور حضورِ دل ہی عبادت کا مغز ہے۔ طاعت کی لذت بلا حضورِ دل حاصل نہیں ہوتی۔ ہر ایک طالب حق کا دل اس درگاہ میں حاضر ہونا ہی کافی ہے +

تذکرہ غوثیہ میں مذکور ہے کہ خدائے تعالےٰ نے فرمایا۔ اے غوث الاعظم! جو لوگ تقلید کے راستہ سے ظاہر عبادت میں مشغول ہیں۔ اور تحقیق علم سے انہیں کچھ خبر نہیں۔ اور صرف رسمی عبادت پر ہی قناعت کرتے ہیں۔ تو وہ عبادت ان کو کچھ فائدہ نہیں

Marfat.com

دیتی۔ پس یہ خیال نہ کرو کہ سب کی سب بزرگی بدن اور کپڑے کے پاک صاف کرنے پر ہی منحصر ہے۔ اور اس غافلانہ عبادت سے ہی یہ فضل حاصل ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی باطن کی طہارت کا ہونا بھی نہایت لابدی ہے +

جاننا چاہیئے کہ پاکیزگی چھ قسمیں ہیں :-

اوّل۔ ظاہری پاکی۔ یعنی بدن اور کپڑوں کو نماز ادا کرنے کے لیئے پاک رکھنا یہ عام مسلمانوں کی پاکی ہے +

دوم۔ اعضاے اور اندام کو گناہوں سے پاک رکھنا + اور گناہوں کی تفصیل یہ ہے مثلاً جھوٹ بولنا۔ حرام کھانا۔ خیانت کرنا۔ نامحرموں کو دیکھنا۔ پیٹھ پیچھے کسی کی بُرائی کرنا وغیرہ۔ اور یہ پرہیزگاروں کی پاکی ہے +

سوم۔ باطن کو ناپاک خلقوں سے پاک رکھنا + اور ناپاک یا پلید خلقوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ مثلاً حسد۔ کبر۔ ریا۔ حرص۔ عداوت۔ رعونت وغیرہ۔ اور یہ پارسا لوگوں کی پاکی ہے +

چہارم۔ دل اور بھیدوں کی پاکی۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ماسوے اللہ سے پرہیز کرے۔ یعنی جو کچھ حق سبحانہٗ تعالےٰ کے سوا ہے اُس کو باطن میں نہ آنے دے۔ یہ عارفوں اور عاشقوں کی پاکی ہے۔ جو دل کو غیر حق سے پاک رکھتے ہیں +

جاننا چاہیئے کہ باطن کی پاکی میں نفس کا کچھ بھی حصہ نہیں ہے۔ تاکہ خلقت کی آنکھیں اُس پر پڑیں۔ کیونکہ باطن حق سبحانہٗ تعالےٰ کے نظارہ کی جگہ ہے خلقت کا نظارہ گاہ نہیں ہے۔ اور یہی باعث ہے کہ ہر ایک شخص کو اس پاکی سے رغبت نہیں ہے۔ کان لگا کر سن!

ظاہر کی پاکیزگی۔ اعضا اور اندام کا دھونا۔ لیکن باطن کی پاکیزگی۔ ہمیشہ خداوند تعالےٰ کو اپنے دل میں حاضر رکھنا +

ظاہری صفائی۔ بدن کو پاک و صاف رکھنا۔ مگر باطن کی صفائی دل کی پاکیزگی بدن کی آراستگی فنا ہو جاتی ہے۔ مگر دل کی آراستگی بندہ کے ساتھ تا دوام ہے۔ اس لیئے کہ دُنیا کے لوگ ظاہر کو دیکھتے ہیں۔ مگر باطن کو خداوند تعالےٰ دیکھتا ہے +

افسوس صد افسوس! دُنیا کی نظر گاہ کو مَیں نے سنوارا۔ اور خدا کی نظر گاہ کو مَیں نے بگاڑا۔ پس دین اور دُنیا کا سعادت مند وہی ہے۔ جو اپنے ظاہر اور باطن کو بُرے اخلاق سے

پاک رکھ کر ہمیشہ حق سبحانہ تعالےٰ کی طرف متوجہ رہے۔ اور پست فطرت غافلوں کی طرح نفسانی حرص و ہوا میں جکڑ بند نہ ہو +

جب اس دنیا کی زندگی وہی مثال رکھتی ہے، جیسے پانی پر بلبلا۔ اور جیسے خواب میں خیال۔ تو عقلمند وہی ہے کہ خواب و خیال پر بھروسہ نہ کرے۔ اگر کوئی شخص خواب میں اپنے تئیں بادشاہی لباس سے آراستہ، اور لعل و جواہر سے پیراستہ، بادشاہت کے تخت پر جلوس فرما ہوئے دیکھے۔ تو درحقیقت وہ بادشاہ نہیں ہو جاتا۔ اس لئے کہ خواب ایک خیال سے بڑھ کر نہیں۔ کیونکہ جب جاگتا ہے۔ تو سوائے حسرت اور پریشانی، حیرانی اور سرگردانی کے اس کے ہاتھ کچھ نہیں آتا +

اسی طرح ہر ایک دنیا کی فانی زندگی کا حال ہے۔ کہ جس قدر گذر چکی وہ خواب و خیال دکھائی دیتی ہے۔ اور صرف موجودہ چند سانس ہی غنیمت معلوم ہوتے ہیں +

ایک بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔ کہ دنیا کی لذت ہو بہو ایسی ہے جیسے احتلام کی لذت کہ لمحہ بھر میں گذر جاتی ہے۔ اور اس کی کدورت اور کثافت باقی رہتی ہے۔ پس کس لئے۔ کس لئے۔ اس دنیا میں چند دن دکھ اور تکلیف اٹھا کر (اعمال صالح کا) ایک خزانہ تو اپنے ہمراہ نہیں لیجاتا۔ اور جس دنیا میں جانا نہایت ضروری ہے۔ اس سے آشنا نہیں ہوتا۔ غور کر اگر کوئی بیچارہ مسافر کسی اجنبی شہر میں وارد ہوتا ہے۔ تو اگر کسی شخص سے اس کی واقفیت ہوتی ہے۔ تو اطمینان کے ساتھ دلیرانہ طور پر آتا ہے۔ اور کچھ فکر اور تردد اس کے دل میں نہیں آتا۔ پس تجھے ایسے مکان میں جانا ہے۔ جہاں پر خدا کے فضل و کرم کے سوا کوئی تیرا مددگار نہ ہوگا۔ پھر اس سے زیادہ کیا اچھی اور بھلی بات ہے۔ کہ اس جہان میں تو اپنے خدا سے دوستی پیدا کر لے۔ تاکہ اپنے آخری وقت میں لا تخافوا ولا تحزنوا (ہرگز خوف نہ کرو۔ اور ایک ذرہ بھر بھی غمگین نہ ہو) کی آواز اپنے کانوں سے سنے اور اس جہان سے ہنستا کھیلتا کوچ کرے +

نقل ہے کہ جب نیک بخت بندہ کی روح کو فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں۔ تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے، تعجب سے کہتے ہیں۔ اس بندہ نے ایسے گھر سے نجات پائی۔ جہاں پر ہم سے بہترین (فرشتے) ہلاک ہوئے۔ یعنی ہاروت و ماروت +

بعض بڑے بڑے حضرات صوفیائے کرام کے ملفوظات میں مذکور ہے۔ کہ انسان کی روح کو نچلے آسمان سے اوپر نہیں لیجاتے۔ تاوقتیکہ بدن سے جدا ہونے کے وقت جسمانی

اور نفسانی علاقوں کی تنگی سے اُس کو خلاص نہیں کر لیتے۔ یعنی دل کو غیر اللہ کی پکڑ سے چھوڑا کر اور بشری صفتوں سے الگ کر کر روحانی قوت کے ساتھ نفسانیت سے علیحدہ ہو کر حقیقی سیر میں عالم سفلی سے عالم علوی کی طرف عروج کرے۔ اور کمالیت حاصل کر کر اپنے آپ۔ اور غیر سے الگ۔ اور اس جہاں سے بے خبر، ہو کر۔ لامکان کے میدان میں جو عارفوں کی سیر گاہ ہے، پرواز کرے۔

پس "اے طالب حق" اس دولت کو پا۔ اور ذکر الٰہی کے ذریعہ سے ما سوے اللہ کے نقشوں کو، قوت مُدرِکہ کی تختی سے مٹا۔ اور دُنیا داروں اور ہوا پرست غافلوں کے ساتھ جو وقت کو ضائع کرتے ہیں حاجت سے بڑھ کر دھیان نہ کر۔ کہ ان کی صحبت بالکل سست کر دینے والی، تاریکی، اور شربت نما زہر ہے۔ جس نے ان کی صحبت دل لگایا۔ وہ حق سُبحانہٗ تعالیٰ سے دُور اور جدا رہتا ہے۔ اس لئے کہ درحقیقت بنی نوع انسان لطیف تر اور سریع الاثر جوہر ہے۔ جس کے ساتھ مِلتا ہے اُسی کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ لہٰذا بزرگوں نے کہا ہے۔ کہ ایک نکما آدمی سینکڑوں کاروباری آدمیوں کو راستہ سے ڈگمگا دیتا ہے۔ اور جیسا خود ہے ویسا ہی اُن کو بھی بیکار کر دیتا ہے۔ خاصکر مُبتدی کے لئے تو عام لوگوں کی صحبت بہت ہی نقصان دہ اور ضرر رساں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نفسانی حرص و ہوا۔ قسم قسم کی بد خلقیاں اُن پر ڈیرہ جمائے بیٹھی ہیں۔ اور جب مبتدی عام لوگوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے تو اُن کی تاریکی اس میں بھی اپنا اثر کرتی ہے اور اس کے دل کو سیاہ بناتی ہے۔

مولوی معنوی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ کہ اپنے ہمجنسوں کے سوائے کسی غیر سے صحبت نہ رکھو۔ کیونکہ انسان کی طبیعت چور ہے۔ پوشیدہ راستہ سے چیزوں کو چراتی ہے حالانکہ اس طبیعت کا مالک اس سے غافل ہوتا ہے۔ جب ذکر الٰہی سے سالک بہت مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور حال اُس پر ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ تو غافلوں کی کسی قسم کی تاریکی اور کدورت اُس میں اثر نہیں کرتی۔ اس لئے کہ حکم ہمیشہ غالب ہی کا ہے جیسے ترازو کا پلڑا۔ جس طرف سے زیادہ بھاری ہوتا ہے، ہلکے پلڑے کو جگہ سے اُٹھا لیتا ہے۔ اور اپنی طرف کھینچتا ہے۔ بس آدمی کو ہرگز لائق نہیں کہ خلقت کے میل ملاپ اور لوگوں کی خوشی اور رضامندی کے لئے، اپنے پیدا کرنیوالے (خدا) کی عبادت۔ اور کمالات کے حصول کی سعادت سے بے نصیب رہے۔

امام حجت الاسلام غزالی قدس سرہٗ نے فرمایا۔ عجب بدبخت ہے وہ شخص کہ عام لوگوں

Marfat.com

کی رضامندی اور تالیف قلوبی کے لیئے اپنی جان کو اپنے پیدا کرنیوالے کی آنکھ میں گرفتار کرالے۔ اور چند روزہ فائدہ کے لیئے اپنے پیارے دل کو دوزخ کا ایندھن بنائے۔ پس وہ بھائی دوست اور ہمنشین، جن سے تجھے دینی فائدہ نہ ہو۔ اُن کی صحبت کے سر پر خاک ڈال۔ اور پس پشت پھینک۔ اس لیئے کہ زندوں کی صحبت جو تجھے خدائے تعالےٰ سے جُدا کرے، میتوں کی صحبت اُس پر ہر طرح سے شرف رکھتی ہے۔

مولانا شمس الدین قدس سرہٗ نے کہا۔ کہ پسندیدہ مرید کا یہ نشان ہے۔ کہ غیر جنس لوگوں سے ہرگز صحبت نہیں رکھتا۔ اگر مجبوراً اُن کی صحبت کا اتفاق ہو بھی جاوے تو اُن میں اس طرح بیٹھتا ہے، جیسے منافق مسجد میں۔ یا نوآموز بچہ مدرسہ میں۔ یا قیدی جیل خانہ میں۔ لیکن اُن درویشوں کی صحبت جو خدا کی یاد میں غرق ہیں، ایسی دولت ہے۔ جو بیگانہ کو اپنا اور گنہگار کو مطیع اور پیاسے کو تروتازہ اور غافل کو ہوشیار بناتی ہے **اشعار**

جز صحبت عاشقان مستاں مپسند ۔۔۔ دل در ہوس قوم فرومایہ مبند
ہر طائفہ ات بجانب خویش کشند ۔۔۔ چغدت سوئے ویرانہ وطوطی سوئے قند

مست عاشقوں کی صحبت کے سوائے کسی اور طرف کا خیال نہ رکھ۔ کمینہ قوم کی ہوس میں دل نہ لگا۔ ہر ایک گروہ تجھے اپنی طرف کھینچنا چاہتا ہے۔ اُلّو اپنے ویرانہ کی طرف اور طوطی مٹھاس کی طرف۔

پس ایسے صاحب دل کی صحبت تلاش کر، جو قرب الٰہی تک پہنچ گیا ہو۔ اور جس نے خدا کی معرفت کی مٹھاس چکھلی ہو۔ اور جس نے اپنا دل ماسوائے اللہ سے ہٹالیا ہو، ایسے شخص کی صحبت عین کیمیا ہے۔ جو انسان کے وجود کے کالے لوہا کو خالص زر بناتی ہے۔ اگر تو ایسے لوگوں کے رنگ میں رنگا چاہتا ہے۔ تو ہمیشہ اُن کے ساتھ رہ۔ مگر خبردار اس مقام پر غلطی نہ کھانا۔ کیونکہ اس مقام کی شناخت، ان ظاہری آنکھوں سے علاقہ نہیں رکھتی۔ اگر ظاہر میں یہ لوگ ہماری طرح ہنسی خوشی کرتے ہیں۔ لیکن باطن میں فرمانبردار غلام کی طرح حق سبحانہٗ تعالےٰ کے حضور میں ہیں۔ اور ماسوائے اللہ سے دور۔ یہ لوگ خدا کی توحید کے میدان کے ایسے شاہباز ہیں۔ کہ سوائے حق سبحانہٗ تعالےٰ کے اور کسی طرف دھیان بھی نہیں کرتے۔ مگر چونکہ یہ زمانہ آخری زمانہ ہے۔ اور لوگوں کی قوتیں سست اور ہمتیں پست ہو گئی ہیں۔ پس اکثر اہل ظاہر لوگ اُسی شخص کو صاحب کمال گنتے ہیں جس سے تصرفات اور خوارق وعادات ظاہر ہوں یا جس کو

Marfat.com

دلوں کے مسخر کرنے کا علم حاصل ہو۔ مگر محققین اہل کمال اور مقربین حضرت ذوالجلال کے نزدیک پایۂ اعتبار سے خارج ہیں۔ اس لئے کہ اُن کے سامنے وہ خاص مقصد ہے کہ اگر ایک لمحہ غافل ہوں اور غیر اللہ کی طرف توجہ کریں۔ ڈھانپے جاتے اور بہت دُور جا پڑتے ہیں۔ شعر

بخواب آلودگی کن طے فرسنگ　　　　کہ وقت از چشم مالیدن شود تنگ

اُونگھ کی حالت میں ہی، کوسوں فاصلہ طے کر۔ کیونکہ یہاں وقت ایسا نازک ہے۔ کہ آنکھ جھپکنے تک بھی تنگ ہو جاتا ہے ✦

مگر بیچارے ظاہر بین نادان لوگ جن کی آنکھیں معنی شناس نہیں ہیں۔ وہ کیا کریں۔ یہاں پر ایک اعلےٰ اور بہت باریک نکتہ ہے ✦

خوارق

جاننا چاہئیے۔ کہ اولیا کے تصرفات اور خوارق اگرچہ برحق ہیں۔ لیکن بزرگانِ دین اور روندگانِ راہِ یقین، اِن کو اس راستہ کے مطالب سے نہیں گنتے۔ اس لئے۔ کہ ایسے کام ولی اللہ ہونے کے لازم نہیں ہیں۔ لیکن فانی ہو جانے اور ماسوائے اللہ کے بھول جانے کو اس راستہ کی شرط جانتے ہیں۔ کیونکہ علم سلوک کے دُنیا میں بڑے بڑے مطلب اور عظیم الشان مقصد وہ گنے جاتے ہیں۔ کہ سوائے ایک مقصود کے دل میں کوئی اور مقصد نہ رہے۔ اور غیر اللہ بالکل درمیان سے اُٹھ جاوے۔ اور جو کچھ ظاہر ہو۔ نگاہ میں نہ لاوے۔ اور مانند مازاغ البصر وما طغیٰ (نہیں کجی کی نظر نے اور نہ زیادہ بڑھ گئی) کے موصوف ہو جائے تا کہ ولایت کے درجوں کی وحدت، اور خدائے واحد کے رُتبوں کا قرب حاصل ہو۔ پس اگر (قضا و قدر) طالب سالک کو پوشیدہ رازوں پر اطلاع دیں۔ اور تصرفات پر طاقت بخشیں تو جہاں تک اُس میں طاقت اور وسعت ہے۔ اور رازوں کے مخفی رکھنے میں کوشش کرے۔ نہ کہ اُن کی فروخت کا بازار گرم کرے۔ کیونکہ تصرفات کو اپنے اختیار سے ظاہر کرنا، اس راستہ کے چلنے والے کے لئے حضرت ذوالجلال کے قرب اور اپنے دستعال کے طاپ سے روکنا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ خدا کے طالب کے دل میں سوائے حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ایک ذرہ بھر بھی ہوس یا کوئی آرزو ہو۔ تو ممکن نہیں ہے کہ خدا تک پہنچے ✦

وہ جماعت جن کے لوگ خدا تک پہنچے ہیں۔ دونوں جہان کے مقاصد سے چھوٹ کر سوائے محبوب حقیقی (خدا) کے کسی اور طرف دل نہیں لگاتے۔ اور سوائے خدائے واحد کی ذات کے اُن کا اور کوئی مقصد، مطلب یا محبوب نہیں ہوتا۔ باوجودیکہ اُن کو ہر ایک چیز سے آگاہی

Marfat.com

ہوتی ہے۔لیکن اپنے آرادہ سے اُس کو ظاہر نہیں کرتے۔ہاں اگر کوئی سخت ضرورت پڑ جاوے جیسے اپنے مریدوں کی تربیت یا دین کی تقویت۔تو ایسی حالت میں اُس کو ظاہر کرنا کچھ مضائقہ نہیں جانتے۔شعر

عارفاں کہ جام حق نوشیدہ اند　　رازہا دانستہ و پوشیدہ اند

حق سبحانہٗ تعالےٰ کی معرفت کا پیالہ پینے والے عارفوں نے اُس کے بھیدوں کو جان بوجھ کر چھپایا ہے +

ایک بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے جس طرح کہ پیغمبروں کا معجزات دکھانا۔فرض ہے۔اُسی طرح اولیاء اللہ پر تصرفات اور کشف وکرامات کا چھپانا فرض ہے +

عقوبت الانبیاء حبس الوحی۔عقوبت الاولیاء اظہار الکرامات وعقوبت المومنین التقصیر فی الطاعات +

وحی کو بند رکھنا پیغمبروں کا عذاب ہے اور کرامات کا ظاہر کرنا ولیوں کا عذاب ہے اور عبادات میں قصور کرنا مومنوں کا عذاب ہے +

مقبول ربانی شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہٗ نے فرمایا۔کہ پانی پر تیرنا مچھلیوں کا کام ہے۔ہوا پر اُڑنا پرندوں کا وظیفہ۔اور غیب کی خبر دینا کاہنوں کا شیوہ ہے۔اور یہ سب نکمے کام ہیں۔بزرگانِ اہل کمال کے نزدیک بڑائی یہ ہے۔کہ اُن کا ظاہر حال تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے آراستہ ہو۔اور اُن کا دل غیر حق سے خالی ہو کر ہمیشہ ذوق وشوق کے طریق پر خداوند تعالےٰ کے حضور غرقاب ہو۔اور سوائے حق سبحانہٗ تعالےٰ کی یاد کے اُن کا دھیان کہیں اور جگہ نہ جاوے۔کیونکہ غیر حق کی طرف توجہ کرنا، اصلی مقصود کو بھولنا۔اور حق سبحانہٗ تعالےٰ سے غافل کرنا ہے۔مصرع

کار این است غیر ازیں ہمہ ہیچ

کام صرف یہی ہے، اس کے سوا سب ہیچ ہے +

محبوب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے فرمایا۔کہ میرا ایک مرید بیت المقدس سے ایک ہی قدم بھر کر یہاں (بغداد میں) آیا ہے۔اور اس نے توبہ کی ہے +

شیخ صدقہ نام ایک بزرگ جو شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر تھا۔اُس نے اپنے دل میں کہا کہ جو شخص ایک ہی قدم بھر کر، بیت المقدس سے بغداد پہنچے۔وہ توبہ کس لئے کرے +

Marfat.com

حضرت (یہ مطلب پاکر) اُس کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا۔ کہ وہ اس لئے توبہ کرے کہ پھر حرص و ہوا کی طرف نہ جاوے۔ اور میرے پاس آنے کی اُس کو اس لئے حاجت پڑی ہے کہ اُسے حق سبحانہٗ تعالےٰ کا سیدھا راستہ بتاؤں +

خواجہ محمدؐ باقی باللہ قدس سرہٗ فرماتے تھے۔ کہ خدا کی طرف توجہ کرنے والے احباب کو کشف گوئی کی کچھ حاجت نہیں۔ خدا کے طالب کے لئے درست اعتقاد۔ شریعت کے حکموں کی نگہبانی۔ پُورا اخلاص۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ کی درگاہ ہمیشہ توجہ رکھنا۔ سب سے بڑھ کر دولت ہے +

ابو عمر زجاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ کہ پانی پر چلنے کی نسبت اگر میرے وجود بشری سے ایک ذرہ کم ہو جائے تو میں اسے زیادہ دوست رکھتا ہوں +

حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ فرماتے تھے۔ کہ نفی طبعی ایک پلک جھلک میں کرنی چاہئے۔ اور معبود حقیقی کے اثبات کو بھی عمل لانا چاہئے (یعنی کلمہ طیب لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ہر وقت ذکر کرنا چاہیئے) اگرچہ نماز۔ روزہ۔ ریاضت اور مجاہدہ۔ خدا واحد کی پاک درگاہ میں حصول کے طریق ہیں۔ لیکن نفی وجود ہمارے نزدیک سب سے عمدہ طریق ہے +

پس اس راستہ کے چلنے والے کو چاہئے۔ کہ جو چیزیں راستہ دکھائی دیں۔ ان پر ہرگز ہرگز توجہ نہ کرے۔ اور ہمیشہ نیستی اور عدم کے مقام میں ٹھیرا رہے۔ اور جو کچھ اس سے صادر ہو۔ اُس کو اپنی ذات کی طرف منسوب نہ کرے۔ جب کہ تصرف حق سبحانہٗ تعالےٰ کا ہے۔ تو سب کچھ اُسی کے سپرد کرے۔ اور اپنی ذات کو درمیان میں نہ دیکھے۔ اور چاہئے درجہ کی مستعدی سے خداوند تعالےٰ کی بندگی اور فرمانبرداری میں قیام کرے۔ اور ہمیشہ خدائے واحد کے مشاہدہ میں غرق رہے۔ کیونکہ بڑے رتبوں کا حصول استقامت پر ہی موقوف ہے اور کاموں پر استقامت کرنا بہت ہی اچھی دولت ہے۔ جو کچھ خداوند تعالےٰ نے پیغمبروں اور ولیوں پر انعامات فرمائے ہیں۔ وہ سب کے سب اسی استقامت ہی کے ذریعہ سے ہیں۔ جو ظاہری اور باطنی عبادات سے حاصل ہوتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ فَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ (پس ٹھیرا رہ جیسا کہ تو حکم کیا گیا ہے)

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْاِسْتِقَامَۃُ اَفْضَلُ مِنْ حُصُوْلِ الْکَرَامَۃِ

سلہ یعنی پانی پر چلنا جو ایک خرق عادت ہے وہ مجھے پسند نہیں ہے۔ اور بشریت کا ایک ذرہ میرے وجود سے کم ہو۔ تو وہ مجھے پسند ہے + مترجم

Marfat.com

(استقامت، کرامت کے حاصل کرنے سے بھی زیادہ افضل ہے)۔
محققین اہل معنے نے کہا ہے۔ طالب الاستقامت ولا تکن طالب الکرامۃ
فان الرب یطلب الاستقامۃ وان النفس یطلب الکرامۃ (استقامت کا طالب بن
اور کرامت کی پرواہ نہ کر۔ اس لئے کہ خداوند تعالےٰ تو استقامت کو چاہتا ہے۔ اور بندہ
کا نفس کرامت کا طالب رہے)۔
خداوند تعالےٰ کی خواہش نہیں اپنے نزدیک بلاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ یدعوا الیٰ
دار السلام (اللہ تعالےٰ دار السلام کی طرف بلاتا ہے)۔
اور نفس کی خواہش انسان کو خدا سے دور کرتا ہے۔ قولہ تعالیٰ ان النفس
الامارۃ بالسوء (بیشک نفس بہت بڑا حکم دینے والا ہے برائیوں کا)۔
نقل ہے کہ ایک درویش کو جنگل میں پیاس لگی۔ اس کے لئے ایک برفاب یا
سرد پانی کا پیالہ اُتار اگیا۔ درویش نے کہا۔ اے اللہ پاک! تیری عزت کی قسم۔ نہ پیونگا
مگر ایک جنگلی گنوار کے ہاتھ سے جو میری گردن پر دھپڑ (طمانچہ) مارے۔ اور چند گھونٹ پانی
کے دے۔ میں کرامت نہیں چاہتا۔ اس لئے کہ کرامتوں سے متقر ہونا ہونا یا بھاگنا اس لئے
ہے کہ نفس میں غرور پیدا ہو اور سارے تصوف کا لب لباب نفس کو نفس کو توڑنا ہے) اور
اولیائی (ولایت) کے کارخانہ میں جس کا دوسرا نام قرب حق یا خدا کی نزدیکی ہے خلل نہ آنے پائے۔
چونکہ خوارق عادات غیر حق کے قبضہ میں ہیں۔ تو جتنا غیر حق کی طرف دھیان کرے
اور آرام طلب کرے۔ اتنا ہی خدا سے دور جا پڑتا ہے۔
خواجہ جنید بغدادی قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ عارف کی لذت۔ کریم (خدا) سے
ہٹ کر کرامات کی طرف جھک جاتا ہے۔ جب اس راستہ کے چلنے والے کے لئے
تصرفات خدا کی عنائیتوں میں سے ایک عنایت ہے۔ تو جو شخص اسی عطا پر راضی ہو جائے
(یعنی اسی پر بس کر بیٹھے) اس کو عطا کنندہ تک پہنچنا نہایت مشکل ہے۔
شیخ المشائخ حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ سالک کے سامنے
پورا ایک سو مرتبہ پیش کیا گیا ہے۔ جن میں سے سترھواں مرتبہ کشف و کرامات ہے۔ اگر اسی پر
ٹھیر جاوے۔ تو باقی ۸۳ مرتبوں تک ترقی اس کے نصیب نہیں ہوتی۔
شیخ ابو السعود قدس سرہٗ نے اپنے مریدوں کو فرمایا۔ کہ گیارہ برس کے عرصہ

سے مجھے خداوند نے اپنی بادشاہت میں دخل دینے کی اجازت دی ہے۔ تو بھی میں نے کبھی تصرّف سے کام نہیں لیا۔ ایک دن مریدوں نے پوچھا کہ پھر آپ نے کیوں تصرف سے کام نہ لیا۔ تو فرمایا۔ تصرف کو مَیں نے پاک خدا ہی پر رہنے دیا۔ جو اُس کی مرضی ہو کرے ✤

جو نوازشیں اور عنایتیں کہ آقا اپنے غلام کے حق میں کرے۔ اسے اپنا محرم راز بنائے۔ اپنے کاروبار میں دخل دینے کی اُس کو اجازت دے۔ اور اپنے خزانوں کی چابیاں اُس کے حوالہ کرے۔ مگر خادم کا ادب یہی ہے کہ اُس کام میں بد پرہیزی نہ کرے۔ اور سوائے اصلی مقصود کے آقا کی کسی چیز میں دھیان نہ کرے۔ اور کسی مقام کو اپنا مقام نہ بنائے اور کسی رتبہ کو قبول نہ کرے۔ اور اس قسم کے کسی جھگڑے میں جکڑا نہ جائے۔ اگر جکڑا جاوے (تو یاد رکھے کہ پھر اس کے لئے ترقی کی راہیں بند ہیں) اور اس کو آگے نہیں لیجائیں گے ✤

شیخ یحییٰ مُنیری قدس سرہٗ نے کہا۔ کہ دُنیا میں قسم قسم کے بُت ہیں۔ مگر عارفوں کا بُت کرامت ہے۔ اگر کرامت پر آرام لینگے۔ تو پردہ میں آجاویں گے۔ اگر کرامت سے بیزاری اختیار کریں۔ اور اُس کو اپنا مقصود نہ سمجھیں۔ تو خدا کی ذات میں ملجاوینگے۔ اس لئے کہ ولایت، غیر دوست سے مُنہ پھیرنے اور اُس کو ترک کرنے کی شرط سے علاقہ رکھتی ہے اور ترک و اخذ (چھوڑنا اور قبول کرنا) ایک دوسرے کے ضد ہیں۔ اور اقبال اور اعراض دونوں آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ جب سالک نے کرامت کو قبول کیا۔ اور اُس کو اپنا مقصود جان لیا۔ تو گویا اُس نے دوست سے مُنہ پھیر لیا۔ اور اُس کے غیر کو قبول کر لیا۔ اور یہ بات مُسلّم الثبوت ہے کہ ولایت رُوگردانی کے ساتھ نہیں ہوتی۔ جس نے تجھے خود سے ہٹا دیا۔ اُس نے تجھے اپنے ساتھ ملا لیا ✤

اگر کوئی شخص اس مقام پر سوال کرے۔ کہ بہت سے اہلِ کمال اولیاء اللہ کے ہاتھوں سے جو درگاہ الٰہی کے مقرب تھے، بیشمار کرامات وقوع میں آئیں۔ تو جاننا چاہئے کہ جب تک سالک نے سلوک کو ختم نہ کر لیا ہو۔ تب تک اس کے لئے اپنے اختیار سے تصرفات کا اظہار نقصان دہ اور مانع ہے۔ کیونکہ ابھی وہ راستہ میں ہی ہے۔ اور منزل مقصود تک نہیں پہنچا۔ سو جب تک وہ راستہ میں ہے۔ لاکھوں دشمن اُس کے ہمراہ ہیں۔ جب درجہ فنا سے گذر کر بقا کے درجہ سے حصہ لے۔ اور (امّارہ توامہ ہونے کے بعد) نفس مطمئنہ ہو جائے۔ اس وقت تصرفات کا اظہار اُس کو کچھ دکھ نہیں دیتا کیونکہ

وہ حق سبحانہٗ تعالےٰ میں فانی ہو کر مٹ گیا ہے۔ اور اپنی ہستی سے چھوٹ گیا ہے۔ اور اُس کے وجود کے شیشہ میں ایک ذرہ بھر بھی بشریّت کی بُو نہیں رہی۔ اُس کی زبان خدا کی زبان۔ اُس کا ارادہ خدا کا ارادہ۔ ہو گیا ہے۔ اور اُس سے جو کچھ صادر ہو درا صل وہ اُس سے صادر نہیں ہوتا۔ پس خوارق اور تصرفات کا اظہار اُس شخص کے لائق ہے۔ جو فریب نفس سے بے غم ہو گیا ہو۔ اور اُس کے دل کی چار دیواری میں غیر حق کا خیال ہرگز ہرگز راہ نہیں پاتا۔ اور اپنی ذات سے فانی ہو کر حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ساتھ بقا پذیر ہو گیا ہو +

جب کہ بعض اولیا اللہ نے خداوند تعالےٰ کی کشش سے اپنے باطن ہی باطن میں کام کئے ہیں۔ اور مشہوری ونا موری کو آفتِ جان جان کر اپنی ذات ظاہر نہیں کیا۔ اور نا مقصود مندی کے گوشہ اور گمنامی کے کونہ میں بیٹھ کر خدا کی یاد میں زندگیاں بسر کی ہیں۔ اس لئے وہ عوام سے چھپے ہوئے ہیں۔ اور چھپنے کی حالت میں ہی چلے گئے ہیں۔ خداوند تعالےٰ اُن کے حال کے جمال کو نامحرموں پر ظاہر نہیں کرتا۔ ہاں، محبوبوں کو کھینچ کھینچ کر چھپے کوچہ میں لیجاتے ہیں۔ ظاہر لوگوں سے کوئی بھی اُن کے حال سے آگاہ نہ ہؤا۔ اس لئے کہ ظاہری طور پر دُنیا کے لوگوں کے ساتھ ہیں۔ لیکن اُن کا باطن حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ساتھ ہے +

اُنہیں کے حق میں ہے۔ اولیائی تحت قبائی۔ (اولیا میری قبا کے نیچے (چھپے) ہیں۔ میرے سوا اور کوئی اُنہیں نہیں پہچان سکتا) کیونکہ وہ اپنی ہمت کو دکھلاوے کی آلودگی سے پاک و صاف اور دل کے شیشہ کو ماسوا اللہ کی کدورتوں سے شفاف رکھتے ہیں۔ شعر

اندرون شو آشنا وز بروں بیگانہ باش　　　انچنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہاں

دل سے دوست بن اور ظاہر سے اجنبی۔ کیونکہ اس قسم کی عمدہ روش دنیا میں بہت ہی کم (پائی جاتی) ہے +

پس جس نے اُن کے ظاہر کو دیکھا۔ اُن نعمتوں سے محروم رہا۔ اور جو اُن کے باطن سے آگاہ ہوا۔ وہ اُن کے مال و دولت سے مالامال ہؤا۔ سچ تو یہ ہے کہ جب تک کوئی اُن کو پہچان نہ لے، کیا جانے۔ (کہ اُن میں کیا کیا جوہر ہیں)۔ جب خداوند تعالےٰ چاہتا ہے کہ اپنے بعض دوستوں کو غیرت ان غیروں کی نگاہ سے بچا دے۔ اور پوشیدہ رکھے۔ تو اُن کو خلیق بنا کر ظاہری لوگوں کے رنگ میں نگاہ رکھتا ہے تاکہ عام لوگ اُن کو اپنی طرح جانیں۔ اور اُن کے حال کے خوبصورت چہرہ پر نظر نہ ڈال سکیں۔ ابیات

Marfat.com

آن راکہ ازیں سخن بیان است عنقا صفت از ہمہ نہان است
چون آب روند بے علائق آمیختہ با ہمہ خلائق

جس شخص کا بیان اس خوبی سے ہے۔ وہ عنقا کی طرح جہان (کے لوگوں) سے پوشیدہ ہے۔ اصل یہ ہے۔ کہ ایسے لوگ سب طرح کے علاقے توڑ کر پانی کی طرح چلتے ہیں۔ گو ظاہر طور پر خلقت کے ساتھ ملے جلے رہتے ہیں +

بہت سے اولیا اہل کمال، کھانے پینے کپڑے پہننے۔ سونے۔ خرید و فروخت کرنے وغیرہ انسانی صفتوں میں ظاہری لوگوں کی طرح ہیں۔ لیکن اللہ تعالٰے نے غیر کو اُن کے باطن سے نکال دیا ہے۔ اور اُن کے طبائع کے گھر دل سے نفس کی حرص و ہوا کو باہر پھینک دیا ہے۔ وہ جو کام کرتے ہیں اُس میں غیر کو نہیں دیکھتے۔ اگرچہ بظاہر جورو بال بچوں دوستوں اور آشناؤں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن باطن میں وہ کسی اور ہی دُنیا میں جا کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ ایک لحظہ بھر بھی اپنے خدا سے غافل نہیں ہیں۔ پس خلقت میں رہنا۔ اور فراغ دلی کے ساتھ خدا کو یاد کرنا۔ ایسی وجہ ہے کہ لحظہ بھر غفلت نہ ہو۔ جوانمردوں ہی کا کام ہے +

مظفر کرمان شاہی قدس سرہٗ نے فرمایا۔ "عارف وہ ہے۔ جس کا دل خدا (کی یاد) کے ساتھ ہو اور جسم خلق خدا کے ساتھ" لیکن ایسے بزرگوں کی شناخت تب ہو سکتی ہے کہ رات دن انہیں کے ساتھ محبت اور اُنس ہو۔ اور حقیقت میں اُن کے ساتھ مناسبت پیدا ہو۔ پس جو شخص سعادت مند کسی ایسے دولتمند کو پہچان لے۔ اور اُس کی صحبت اُس کے نصیب ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ پورے عجز و نیاز کے ساتھ اُن کی خدمت میں رہنا اختیار کرے۔ اور اُس کے باطن سے اس راستہ کے فیض کی گدائی کرے۔ ممکن ہے کہ نیک بختیوں کے خروار سے کوئی خوشہ اسے بھی مل جائے +

خواجہ عبداللہ انصاری قدس سرہٗ نے فرمایا "جس وقت تجھے یہ معلوم ہو۔ کہ تیرا سرمایہ اور کسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ تجھے ہمدردی سے پیش آتا ہے۔ تو بس تو اُس کا دامن مضبوطی سے پکڑ +

اے عزیز! (خداوند تعالٰے) سعادت کے دروازے اُس شخص کے لئے کھولتا ہے۔ جو خداوند تعالٰے کے دوستوں سے لاپ رکھے۔ اس لئے کہ وہ توحید کے سبزہ زار

Marfat.com

کے پہنچے ہیں۔ وہ خداوند تعالٰے کی پاک درگاہ میں کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ اور اُس جاہب العطایا کے نوازش کردہ ہیں۔ جو سعادت ہے اُن کے خزانہ میں موجود ہے۔ اور جو دولت ہے اُن کے گنجینہ میں بھرپور ہے۔ اس گروہ کی برکت اور توجہ سے غافلوں کا گروہ غفلت کے سمندر سے پار اُترتا ہے۔ اور حق سُبحانہٗ تعالٰے کے ساتھ جا ملتا ہے۔ ایک مشہور مقولہ انہیں لوگوں کی شان میں ہے۔

حسنات الابرار سیئات المقربین حسنات المقربین سیئات الواصلین (نیکوں کی نیکیاں، نزدیکوں کے گناہ ہیں۔ اور نزدیکوں کی نیکیاں، کامیاب شدہ لوگوں کے معاصی ہیں) +

پس ان کی مدح اور توصیف اتنی نہیں ہے۔ کہ ان چند اوراق میں سما سکے۔ لہٰذا اُس کو الحال خداوند تعالٰے کے حفظ وامان میں چھوڑ کر اصلی مطلب پر آتا ہوں +

جو صاف دل مقبولانِ درگاہ الٰہی، اپنی ذات سے گذر کر حق سُبحانہٗ تعالٰے کے ساتھ جا ملے ہیں۔ اُن کے نزدیک سب سے بڑا کام یہی ہے۔ کہ کسی قسم کوئی دنیاوی علاقہ اُن کے دل کا دامنگیر نہ ہو۔ اور ہر دو جہان کا کوئی مطلب بھی، سوائے ایک محبوب (خدا) کے اُن کے پیشِ نہاد خاطر نہ ہو۔ اگر سالک کے دل میں سوائے خدا کے کوئی اور فکر ہو تو ممکن نہیں ہے کہ وہ خدا تک پہنچ سکے۔ اور وہ حجاب درمیان سے اُٹھ سکے۔ اس لئے کہ جس قدر بارِ علائق کم ہو۔ اُسی قدر جلد مقصودِ حقیقی تک پہنچتا ہے +

شیخ شبلی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق سُبحانہٗ تعالٰے کے قرب کی نشانی۔ سوائے خدا کے باقی سب چیزوں سے قطع تعلق ہے +

اگر کوئی شخص سوال کرے۔ کہ بہت سے اولیا اللہ نے دُنیا اور دُنیا کے کاموں کو اختیار کر رکھا ہے۔ اور اپنی بی بی۔ بال بچوں سے میل ملاپ پسند کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ وہ اولیاء اللہ صاحب کمال جن کا کام نہایت النہایت تک پہنچ گیا ہے۔ اور جن کا دل ماسوائے اللہ کی محبت اور نفس۔ سرکشی اور حرص و ہوا سے نجات پا گیا ہے۔ اُن کو۔ بی بی۔ بال بچوں۔ مال ومتاع کے ساتھ میل ملاپ رکھنا منع نہیں ہے۔ کیونکہ اُن کا دل حق سُبحانہٗ تعالٰے کے ساتھ اس طرح پر قرار پکڑ گیا ہے۔ کہ دُنیا کے درم و دینار وغیرہ اُن کے سامنے سنگ ریزوں اور خزف پاروں سے کچھ زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔ اور

Marfat.com

بی بی بچوں سے میل ملاپ۔ اُن کے دلوں کو ایک لحظہ بھر بھی نہیں لبھاتا۔ جب کہ حقیقت حال یہ ہے۔ کہ ماسوائے اللہ کے کوئی چیز اُن کے دل کو فریفتہ نہیں کر سکتی۔ اور نہ اُنہیں کسی ایک سے کے ساتھ دلبستگی ہے۔ اور پھر جو کچھ دنیا میں موجود ہے۔ اُن کے تصرف میں ہے اور وہ سب کا سب ایک لحظہ بھر میں ہلاکت کو پہنچ جاتا ہے۔ تو اُن کے صفحۂ دل پر دلگیری کا غبار ہرگز نہیں بیٹھتا۔ اور وہ اپنی اُس حالت سے ہرگز پھر نہیں سکتے +

اُن کی تو یہ حالت ہے۔ کہ اگر خرچ کے لئے ایک کوڑی یا پہننے کے لیے ایک کوڑا بھی اُن کے پاس نہ ہو۔ اور ایک آن میں تمام دُنیا اور دُنیا کی چیزیں اُن مل جاویں تو ایسی حالت میں بھی اُن کے دل میں ہرگز ہرگز خوشی نہیں ہوتی۔ اور اپنی اصلی حالت سے لغزش یا کھٹکا نہیں کھاتے +

ایک بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔ فقیر وہ نہیں ہے جس کا ہاتھ مال متاع سے خالی ہو۔ بلکہ فقیر وہ ہے جس کی طبیعت حرص ہوا سے۔ اور دل اندیشہ ما سوا سے فارغ اور خالی ہو۔ مختصر یہ ہے۔ کہ نہ تو دُنیا کے آنے سے اُس کو خوشی ہوتی ہے۔ نہ چلے جانے سے ناخوشی۔ تو پھر ایسے آدمی کو دُنیا کا مال متاع کیا ضرر کیا ضرر پہنچا سکتا ہے۔ اور کیونکر دھوکا دے سکتا ہے +

چنانچہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔ وہ درویش جو باوصف دُنیا کے فقر و فاقہ کے پھر بھی دنیا سے اُنس محبت رکھے۔ وہ زاہد نہیں کہلا سکتا۔ حالانکہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باوجود اُس جاہ و حشم کے زاہد کے اسم سے موسوم کرتے ہیں۔ ہاں جو اصحاب کہ مقبول ازل ہیں، وہ جس حالت اور جس مقام میں ہوں، با خدا ہوتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ جو قادر مطلق اور حکیم اکمل ہے۔ ایک شخص کو عین تنگی اور کمی رزق کی حالت میں خودی اور غفلت کے زندان میں گرفتار رکھتا ہے۔ اور دوسرے کو عین فراخی اور کشائش کی حالت میں غیر اللہ سے چھوڑا کر اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اشعار مثنوی مولانا روم قدس سرہٗ

چیست دُنیا از خدا غافل بدن	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مال را کز بہر دین باشی حمول	نعم مال صالح خواندش رسول
آب در کشتی ہلاک کشتی است	آب اندر زیر کشتی پشتی است

(سوال) دُنیا کسے کہتے ہیں؟ (جواب) خدا سے غافل ہونے کو۔ اسباب

چاندی۔ سونا۔ بی بی۔ بال بچوں وغیرہ کا نام دُنیا نہیں ہے ٭

جس مال کو تو حمیتِ دینِ اسلام کے لئے اپنے پاس رکھتا ہے۔ اُس کے حق میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ کہ صالح آدمی کا مال و اسباب کیا ہی عمدہ اور اچھا ہے ٭

اگر پانی جہاز کے اندر پڑ جاوے تو اُسے ساتھ لے ڈوبتا ہے۔ اور اگر جہاز کے نیچے ہے۔ تو جہاز کا پُورا مددگار ہے ٭

لیکن یہ سب کچھ جو کہا گیا ہے، منتہی کے لئے ہے۔ مبتدی کے لیے نہیں ہے جب کامل سالک نے فنا اور بقا کے رُتبے پُورا حصہ پا لیا ہو۔ تو گویا اُس کی بیماری دفع ہوئی۔ اور پرہیز ٹوٹ گیا۔ لیکن وہ سالک جو ابھی راستہ میں اور جس نے اپنے معاملہ کو ابھی انتہا تک نہیں پہنچایا۔ اور کامل و مکمل نہیں کیا۔ اُس کے لئے یہ سب چیزیں نقصان دہ ہیں۔ بلکہ مبتدی اگر ایک ذرہ بھر تعلق بھی اختیار کرے۔ تو اپنے مقصود تک کبھی نہیں پہنچتا۔ پس اس راستہ کے چلنے والوں کو سب چیزوں سے مُنہ پھیرنا چاہیئے اور دل کے شیشہ کو غیر حق کی میل سے آلودہ نہ کرنا چاہیئے۔ چونکہ اس زمانہ میں ہر ایک درویش بیمار دل اور تھوڑے سے سرمایہ کے ساتھ صرف قیاس اور دلیل سے اپنے تئیں منتہی اور کامل قرار دیتا ہے۔ اور قرب و معرفت کا دعویٰ کرتا ہے۔ تو یہ سب کا سب خیال خود بینی اور خامی سے ہے۔ قرب اور معرفت کا دعویٰ خدا سے دُور رہنے کا نشان ہے۔ اس لئے کہ خدا مُقرّب اپنی صفت و ثنا نہیں کیا کرتے۔ عارف کو جس قدر ترقی مدارج نصیب ہوتی ہے اُتنی ہی اُس کو اپنے نقصوں اور عیبوں پر زیادہ اطلاع ہوتی ہے۔ جیسا کہ خدا کے سچے حبیب حضرت محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما عرفناک حق معرفتک وما عبدناک حق عبادتک (ہم نے خداوند تعالیٰ کو ایسا نہیں پہچانا، جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔ اور اس کی ایسی عبادت نہیں کی جیسا کہ اُس کی عبادت کا حق ہے) تو پھر اوروں کو ایسے دعاوی کرنے کی کیا مجال ہے ٭

ایک بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے "خبردار اپنی ریاضت اور کمالیت پر کسی قسم کا دھوکا نہ کھانا۔ اور گھمنڈ نہ کرنا۔ اور کہیں اپنی خودی کا دعوے نہ کر بیٹھنا۔ کیونکہ جو شخص اپنی کمالیت پر اتراتا ہے۔ اُس پہ خدائے تعالےٰ کے راستہ کی کمالیت ظاہر نہیں ہوتی پس اس راستہ کے چلنے والے کو اگر طاعت اور عبادت گھمنڈ میں ڈالے۔ تو لازم ہے

Marfat.com

کہ اُس سے توبہ کرے۔ اور خدا سے مغفرت طلب کرے۔ اور خدائے واحد کی درگاہ سے پناہ مانگے۔ اس لیئے کہ اس قسم کے خیالات نفس امارہ کی بدولت طبیعت میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور اگر ایسے خیالات اُس پر غالب ہوں، تو لازم ہے کہ ابلیس کے حالات کو عبرت کی نگاہ سے مطالعہ کرے۔ کہ عرصہ سات لاکھ برس تک پاکدامنی کے مصلّےٰ پر عبادت الٰہی میں مشغول رہا۔ اور عالم بالا پر رہنے والوں کا اُستاد تھا۔ جب اپنی ذات کو اُس نے بہتر جانا۔ اور عبادت پر گھمنڈ کیا۔ تو اس غرور پُر فتور کی نہایت سے مَیں مَیں کی آگ نے اُس کو گھیر لیا۔ صرف ایک دفعہ ہی نافرمانی کرنے سے اُس نے اپنی عمر کے مشقت کو برباد کر دیا۔ اُس کے بعد اُس نے نہ وہ کچھ دیکھا۔ جو دیکھا۔ برخلاف اس کے مٹی جو سب موجودات سے زیادہ حقیر تھی۔ در اصل اُس میں شکستگی اور افتادگی تھی۔ تو اپنی فروتنی کی بدولت سب موجودات سے بہترین ہوگئی۔ تب خداوند تعالےٰ نے اپنی محبت اور دوستی کے انوار اُس میں رکھ دیئے۔ اور اس اُندھیر گھُپ میں اپنے پوشیدہ خزانے گاڑ دیئے۔ جب اس قسم کے کُل درجے اور سب بلند مرتبے۔ انکساری یا خاکساری کی بدولت اُس (مٹی) کو ملے۔ تو تجھے لازم ہے کہ اپنی طاعت پر ہرگز نہ اترائے اور اپنی عبادت پر گھمنڈ نہ کرے۔ وہ (خدا کی درگاہ) نیاز مندی کی جگہ ہے۔ وہاں کے لوگ، عجز و نیاز ہی چاہتے ہیں۔ اور دل شکستہ اور خستہ خاطر لوگوں کو ہی بُلاتے ہیں۔ جب انسان کی پیدائش اصل میں مٹی سے ہے۔ تو اُس کو چاہیئے کہ اپنے اصل کے تابع ہو اور غرور و خود بینی کو چھوڑ دے۔ اور شکستگی اور عجز و نیاز کا طریقہ ہاتھ سے نہ دے اور اس سعادت کی توفیق کا خداوند تعالےٰ کی درگاہ سے خواستگار رہے۔ تاکہ خاکساری کے ذریعہ اور انکساری کے وسیلہ سے قضا و قدر اُسے اُس پاک درگاہ کا مقبول بنا دیں اور سعادت کا دروازہ اُس پر کشادہ کریں ✦

یحییٰ معاذ رازی قدس سرہٗ نے فرمایا۔ طاعت کنندہ فرمانبردار سے جس میں شکستگی اور نیاز مندی نہ ہو، شکستہ دل گنہگار بدرجہا بہتر ہے" ✦

کیونکہ بندہ اور خدا کے درمیان عجز و نیاز کے راستہ سے زیادہ نزدیک کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور برعکس اس کے خود بینی، تکبر سے زیادہ کوئی گہرا اور مضبوط پردہ نہیں ہے ✦

حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ فرماتے تھے۔ اگر کوئی ولی اللہ۔ باغ میں جائے

Marfat.com

اور باغ کے درختوں کے ہر ایک پتّہ سے یہی آواز سنائی دے " یا ولی اللہ " تو بھی اس کو چاہیئے۔ کہ ظاہر اور باطن میں وہ اس آواز پر کچھ توجہ نہ کرے۔ بلکہ ہر ایک لحظہ اس کی کوشش بندگی اور عجز و زاری میں بڑھ کر ہو۔ اور اس کمالیت کا شرف خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو نصیب تھا۔ ہر چند کہ خداوند تعالیٰ کے انعامات اور کرامات زیادہ سے زیادہ آنجناب پر ہوتے تھے۔ لیکن آپ کا عجز و نیاز زیادہ سے زیادہ ہوتا تھا۔ کیونکہ ساری طاعت اور عبادت کا اصلی مطلب یہ ہے کہ شکستگی اور فروتنی غالب ہو۔ نہ یہ کہ تکبر اور میں پن بڑھاوے +

سالکوں کو جو کچھ عجز و زاری سے حاصل ہوتا ہے وہ ہزار طاعت اور عبادت سے بھی میسر نہیں آتا۔ پس اس راستہ کے چلنے والوں کو لازم ہے کہ انکساری اور شکستگی کا طریق ہاتھ سے نہ دے۔ اور اپنی عبادت کی کمالیت پر ناز کرے۔ اور خداوند تعالیٰ کی بے پرواہیوں سے ہمیشہ ڈرتا اور کانپتا رہے +

نقل ہے کہ ایک دن حضرت محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا۔ کہ آپ کا حال خدا کی پاک درگاہ میں کیسا ہے؟ جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول جب سے اس ایک (ابلیس) کو باہر نکال دیا گیا ہے کسی فرشتہ کو اپنے گوشہ میں امن میں نہیں رہا +

اے عزیز! اگر تمام فرشتوں کی پاک دامنی اور پارسائی سالک کی صفت ہو جائے اور تمام دنیا کی عبادت اس سے صادر ہو۔ تو بھی اس کو چاہیئے۔ کہ اپنی ذات کو کسی سے اچھا نہ جانے۔ اور اس پر نگاہ اٹھا کر نہ دیکھے۔ بلکہ اپنی سب کی سب طاعت کو گناہوں کے رنگ میں جانے۔ تاکہ سلامتی کے ساتھ اپنے منزل مقصود تک پہنچے۔ پناہ بخدا! اگر کوئی شخص اس راستہ میں ڈھینگ مارے اور اپنی عبادت پر گھمنڈ کرے۔ تو یقین کرے کہ وہ مدعی ہے۔ اور اپنے نفس کو اس کی مراد پر پہنچا رہا ہے۔ اور اس کو یہ نظارہ خوش دکھائی دے رہا ہے۔ یہی تو باعث ہے کہ خدا کی پاک درگاہ کے مقبول بندے سعادتوں اور عبادتوں کے اس قدر بے شمار خزانے ساتھ رکھنے کے باوجود بھی اپنی ذات کو نہایت ہی مفلس جانتے ہیں اور ہمیشہ ڈرتے اور کانپتے رہتے ہیں +

دونوں جہانوں کے سردار اور دین و دنیا کے افسر حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جن کے سر پر یا کدامنی کا تاج ہے۔ فرماتے ہیں "کاشکے اسے محمدؐ کے پروردگار، محمدؐ پیدا ہی نہ ہوا ہوتا" یالیت رب محمد لم یخلق محمدؐ +

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے "کاشکے میں درخت کا پتا ہوتا کہ کم از کم کوئی بکری مجھے چرتی" +

مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے پوچھا کہ بُرا آدمی کون ہے ؟ فرمایا۔ جو شخص اپنے تئیں نیک جانے +

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ باوجود اُن کمالات کے جو اُن میں تھے۔ اپنے تئیں ایک شرمسار بندہ کہتے تھے +

محمدؐ واسع قدس سرہٗ فرماتے ہیں "اگر گناہوں کی کچھ بو بھی ہوا کرتی۔ تو ایک شخص بھی میرے نزدیک ہو کر نہ بیٹھتا" (یعنی میرے گناہوں کی کچھ حد و نہایت نہیں ہے) +

مالک دینار قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص دروازے پہ آواز دے کہ تم میں سے بہت ہی بُرا کون آدمی ہے، مسجد سے باہر نکل آئے۔ تو سب سے اوّل میں ہی باہر نکلوں +

محبوب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا کہ کعبہ کی دہلیز کو پکڑے ہوئے کہتے تھے "الٰہی! قیامت کے دن مجھے اندھا اُٹھا۔ تاکہ نیکوں کے سامنے شرمندہ نہ ہوں" +

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ سے لوگوں نے کرامت طلب کی فرمایا۔ کہ اس سے زیادہ اور کونسی کرامت ہے۔ کہ ہم تم اتنے بےشمار گناہوں کے بوجھ تلے لد کر زمین پر چل پھر رہے ہیں +

اور نیز خواجہ بزرگ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ اگر راستہ چلنے والا اپنے نفس کو فرعون کے نفس سے سوگنا زیادہ نہ یقین کرے۔ تو وہ اس راستہ کا مرد ہی نہیں ہے +

پس معلوم ہوا کہ قرب و معرفت کی علامت یہی ہے کہ اپنے تئیں کل مخلوقات سے کمتر اور بدتر جانے۔ نہ یہ کہ اپنی صفت و ثنا اپنی زبان سے ادا کرے +

غرض کہ اہل بزرگوں کی ایک ظاہر شناخت اور روشن دلیل یہ ہے۔ کہ جو شخص متصف الذیل محمودہ صفات اور ستودہ اخلاق سے موصوف ہو۔ اس کو خداوند تعالےٰ

کی درگاہ کے جملہ مقبولوں میں کا ایک کہہ سکتے ہیں۔ اور وصفاتِ اخلاق حسبِ ذیل ہیں!۔
زہد۔ تقویٰ۔ تواضع۔ تحمّل۔ حلم۔ علم۔ توکل۔ صبر۔ قناعت۔ احسان۔
جوانمردی۔ سخاوت۔ ہمت۔ تازہ روئی۔ نیک خوئی۔ گوشہ نشینی۔ تسلیم۔ یقین۔ اخلاص
صدق و صفا۔ شرم و حیا۔ اُمیدوں اور آرزوؤں کو چھوٹا کرنا۔ ریاضت۔ مجاہدہ۔
نرمی طبع۔ دل کی شکستگی۔ شوق و ذوق۔ نفس کی ہوا (حرص) کی مخالفت۔ پاک دامنی۔
بھلائی۔ راستی درستی۔ عجز و نیاز۔ کم آزاری۔ حوصلہ مندی۔ رات کو جاگتے رہنا۔ سب
حالات میں نیکی سے آراستہ رہنا۔ نیکو خواہ۔ نیک کردار۔ سب کے ساتھ شفقت کرنے
والا باوفا۔ آہستہ بات کہنے والا۔ بے طمع۔ کسی کو دشنام نہ دے۔ کسی پر لعنت نہ کرے
کسی کا گلہ نہ کرے۔ بات نہ لگائے۔ لغویات سے بچے۔ کسی چیز کے ملنے کا افسوس
نہ کرے۔ مرنج و مرنجاں۔ ہنس مکھ۔ زبان سے شائستہ کلام کرے۔ دوست و دشمن
کو ایک سا دیکھے۔ سچ بولے۔ ہر حالت میں خداوند تعالیٰ کی خوشنودی کا خواستگار ہو۔
اور اپنے تمام کاموں میں آں سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک اخلاق سے متخلق
ہو۔ اس کی صحبت میں سے ایسا اثر اور تاثیر ہو۔ کہ اس کے ہمنشینوں کے دل پر دُنیا
کی محبت سرد ہو۔ اور اس کے ہم صحبتوں سے غفلت دور ہو +

سو اہلِ معرفت کے یہ سب نشانات ظاہر ہیں۔ لیکن جس عارف نے معرفت
کے تمام مدارج کو طے کر لیا ہو۔ باطن کی سیر میں جو کچھ وہ دیکھتا ہے۔ اور خدائے تعالیٰ
کے ساتھ پوشیدہ اسرار رکھتا ہے، وہ اُن کو خوب جانتا ہے۔ کہ وہ معاملہ حالی ہے نہ قالی۔
اور حال کو عبارت میں بیان کرنا محال نہیں تو بھی مشکل سے بڑھ کر ہے +

پس جس شخص میں یہ سب اخلاقِ حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ نہ ہوں۔ اور
اپنی ذات پر نیک گمان رکھے۔ اور اُس کو اولیاء اللہ کی پاک جماعت سے گنے۔ وہ (اس
راستہ میں) پاگل اور طبع کا کچا ہے +

اے دوستو! ہوش رکھو۔ اور اپنی سب ہمت اس کام میں صرف کرو۔ تاکہ اس
رتبہ پر سرفراز ہو جاؤ۔ اور حق سبحانہٗ تعالیٰ کی درگاہ سے نہایت عمدہ خلعت سے عزت
پاؤ۔ دیکھو! اہل ہمت ہی ہر ایک کام کو انجام دیتا ہے۔ اور کم ہمت بالکل ناکارہ
ہوتا ہے۔ اس سے کوئی کام بھی سر انجام نہیں پاتا۔ اور کہیں بھی نہیں پہنچ سکتا۔ مگر جو

Marfat.com

شخص صاحب ہمت ہے۔ اس کے لئے ہر ایک کام آسان ہے۔ اس لئے، کہ وہ جب تک اپنے مقصود پر قبضہ نہیں پالیتا۔ کہیں نہیں ٹھیرتا۔ اور کسی سے ملاپ نہیں کرتا +

ابو منصور حلاج قدس سرہٗ نے کہا، مرید وہ ہے۔ جو سب سے پہلے اپنے قصد کا۔ خداوند تعالے کو نشانہ بنادے۔ جب تک وہاں نہ پہنچے، کہیں آرام نہ لے۔ اور کسی آدمی سے مشغول نہ ہو۔ پس کمال ہمت یہ ہے۔ کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کے سوا، تو کسی کے ساتھ دل نہ لگائے۔ اور خدا سے سوائے خدا کے کچھ نہ مانگے۔ کیونکہ جس شخص میں بلند ارادہ اور عالی ہمت ہے۔ اُس کا نفس نفیس تھوڑی سی متاع اور ادنیٰ درجہ پر بس نہیں کرتا اور اپنی بلند ہمتی کے باعث وہ کچھ چاہتا ہے۔ کہ دنیا اور مافیہا اُس کے مقابلہ میں ہیچ ہے +

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے کہا۔ ہمیں جو کچھ خداوند تعالےٰ کی درگاہ سے عطا ہوا بلند ہمتی کی بدولت ہی ملا۔ کیونکہ جس قدر ہمت عالی ہوتی ہے۔ مطلب کے حاصل کرنے میں اتنی ہی زیادہ جدوجہد ہوتی ہے۔ اور اس راستہ کی محنت اور مشقت سے ہرگز نہیں ڈرتا +

پس (اے عزیز!) تو مرد میدان بن۔ اور شاہباز کی طرح اپنے کام میں پنجہ مارتا کہ تیرے آرام اور رہنے کی جگہ شاہنشاہ کا ہاتھ ہو۔ اور تیرا معاملہ زمین کی گہرائی سے نکلکر افلاک کی بلندی تک پہنچے۔ اور ایک جہاں تیری برکت اور توجہ سے فیضیاب ہو۔ مثنوی

آسماں شو ابر شو باراں ببار — ناوداں بارد نباید ایچ کار

ابر بارد گل بیارد رنگ رنگ — ناوداں ہمسایہ را آرد بجنگ

آسمان بن بادل بن اور مینہ برسا۔ پرنالہ سے پانی گرتا ہے کس کام کا۔ بادل برس کر رنگا رنگ کے پھول کھلاتا ہے۔ پرنالہ کا، پڑوسیوں کو لڑائی پر آمادہ کرتا ہے +

اے عزیز! اس مطلب کو یقین دل سے جان۔ کہ اس دولت کے حصول کی لیاقت ہر ایک فرد انسانی کو دی گئی ہے۔ اور یہ سب کمالات بنی نوع انسان میں سے ہر ایک کو بخشے گئے ہیں۔ جیسے کہ بیج کے دانہ میں سبز سبز پتے رنگ برنگ کے پھول میٹھے اور کھٹے میوے چھپے ہیں۔ جب اُس (تخم) کو زمین میں بوتے، پانی دیتے اور پرورش کرتے ہیں۔ اور اُس کی نگہبانی میں کوشش کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔ تو جو کچھ اُس کی خاصیت ہوتی ہے۔ ظاہر ہو جاتی ہے۔ پس اسی طرح پر انسان کی ذات میں ہر ایک خاصیت ہے۔ جو شخص مجاہدہ ریاضت ذکر اذکار اور کسب کمالات پر کاربند ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

تو اُس کے اصلی جوہر پھیلتے پھولتے ہیں۔ اور جو کچھ اُس کی استعداد میں پوشیدہ ہے۔ ہو جاتا ہے اور وہ خاصیت یہ ہے۔ کہ آدمی چوپایوں والی صفات سے نکلکر ملکی اوصاف تک پہنچ جاتا ہے۔ (اور اُس سے بڑھکر) خدائے واحد کی ذات وصفات کی جائے ظہور ہو جاتا ہے۔ پس اگر آدمی اپنی خاصیت کا مظہر نہ ہو۔ تو حقیقت میں وہ انسان نہیں ہے۔ گو کہ اُس میں انسان کی ظاہری صورت و شکل موجود ہے۔ جیسے زنگار خوردہ لوہا کسی کام میں نہیں آتا۔ اور محض ایک بیفائدہ چیز ہے۔ اور یہ بات تو اظہر من الشمس ہے۔ کہ بیفائدہ چیز پر کچھ اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

پس خوب جان اور آگاہ ہو۔ اور اِس دولت کی قدر پہچان اور کوشش کر کہ غفلت کا پردہ اُٹھ جاوے۔ اور تیرا کوئی سانس بھی خدا کے حضور اور یاد کے سوا جانے نہ پائے۔ جملہ انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام محض اسی غرض سے مبعوث ہوئے۔ کہ دُنیا کے لوگوں کو خدا کا راستہ دکھائیں۔ اور غفلت کے پردہ سے نکال کر خدائے واحد کے لاثانی جمال کا مشتاق بنائیں کیونکہ تمام کاموں میں سب سے زیادہ خراب کام غفلت اور غافلی ہے۔ اور تمام قسم کی مفلسیوں کی سرتاج، بیکاری اور کاہلی ہے۔ جو انسان کو کسب سعادت اور آخرت کے توشہ سے بے نصیب رکھتی ہے۔ اور حق سبحانہٗ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرتی ہے +

اے عزیز! خطرات کے دروازوں کو بند کرنا۔ اور اپنے تئیں بندگی اور فرمانبرداری میں لانا۔ اور تمام عبادتوں اور غیر عبادتوں میں دل کو حاضر رکھنا، جوانمردوں کا کام ہے چنانچہ جملہ کتب سماوی۔ اور انبیاء علیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی احادیث اور اولیاء اللہ کے ارشادات اور مشائخین کے کلام اس مطلب پر گواہی دے رہے ہیں۔ پس انسان کو لازم ہے۔ کہ ہر وقت حضور دل کے ساتھ حق سبحانہٗ تعالےٰ کی بندگی اور عبادت میں مشغول رہے۔ اور کسی گھڑی بھی اُس پاک درگاہ سے غافل نہ ہو +

ابو سعید خراز قدس سرہٗ نے کہا کہ اپنے عزیز وقت سب سے زیادہ عزیز چیز کے سوا صرف نکر۔ اور سب سے زیادہ چیز جو بندہ کے لئے ہے۔ وہ خداوند تعالےٰ کے ساتھ مشغولی ہے +

ایک بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔ کہ جو شخص ہر وقت خدائے پاک کی درگاہ کی دربانی کرتا ہے۔ یعنی ہر دم حضور دل کے ساتھ حاضر رہتا ہے۔ وہ ایسے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے حق سبحانہٗ تعالےٰ کمال کرم کرم و عنایت سے اُس کو اپنی گود میں لیتا ہے۔ اور محبوبیت کے

Marfat.com

درجہ میں اُس کو قبول کرتا ہے۔ مثنوی

ترا یک پند بس در ہر دو عالم — کہ بر ناید ز جانت بے خدا دم
اگر تو پاس داری پاس انفاس — بسلطانی رسانندت ازیں پاس

تجھے دونوں جہانوں میں صرف ایک ہی نصیحت کافی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ تُو خدائے تعالےٰ کی یاد کے سوا ایک سانس بھی نہ لے۔ اگر تو ان چند سانسوں کی حفاظت کرے تو اس حفاظت کی بدولت تجھے قضا و قدر بادشاہت تک پہنچا دیگی ؏

نقل ہے کہ خواجہ بزرگ قدس سرہٗ جو طریقت کے آفتاب اور حقیقت کے پیشوا ہیں فرماتے ہیں:

"میں نے مکہ معظمہ میں دو آدمیوں کو دیکھا۔ ایک تو ان دونوں میں سے بہت ہی پست ہمت تھا۔ لیکن دوسرا بلند ہمت۔ پست ہمت وہ تھا۔ جس نے طواف گاہ میں کعبہ کی زنجیر کو مضبوط پکڑا تھا۔ اور ایسے مقدس مقام اور عزیز وقت میں حق سبحانہٗ تعالےٰ سے غافل تھا۔ اور حق سے غیر حق کا خواستگار تھا ؏

اور بلند ہمت وہ نوجوان تھا۔ جس کو میں نے بازار منیٰ میں دیکھا۔ کہ پچاس ہزار اشرفی کا سودا کر رہا تھا۔ اور اُس فرصت میں ایک لحظہ بھر بھی اُس کا دل حق سبحانہٗ تعالےٰ سے غافل نہ تھا" ؏

اور مفصلہ ذیل آیہ کریمہ ایسے ہی لوگوں کی شان میں وارد ہے۔ یعنی رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ (ایک جماعت ہے جن کو خرید و فروخت، حق سبحانہٗ تعالےٰ کی آگاہی سے روک نہیں سکتی۔ نہ غافل ہونے دیتی ہے) ؏

لیکن اِس نسبت کے حصول کے لئے پُوری طاقت درکار ہے۔ کہ ظاہری شغل باطنی توجہ کو روک نہ سکے۔ اور اس نسبت کی طاقت کہ سالک کا ظاہر تو لوگوں کے ساتھ ہو اور باطن حق سبحانہٗ تعالےٰ سے پیوستہ، اس وقت حاصل ہوتی ہے۔ ایک ہر لحظہ ہوشیار اور خبردار رہے۔ اور اپنے تمام وقتوں میں پاس انفاس کی رعایت رکھے۔ اور اس بات میں پوری احتیاط عمل میں لاوے۔ یہاں تک۔ کہ لحظہ بھر بھی دوست کا گھر (دل) غیروں کے خیال سے آلودہ نہ ہونے پائے۔ اور کسی وقت اور دل کی چار دیواری میں غیر اللہ کا گذر نہ ہو سکے۔ جب ایک آن کی آن میں صاف دلی کے ساتھ حق سبحانہٗ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو۔ اور اُس مدعا کا راستہ حاصل ہو جائے۔ تو کسی قسم کی نکوئی خدائے واحد پاک کی درگاہ

کے شہود سے پوشیدہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس مقام میں قرب ہی قرب ہے اور حضور در حضور اسی واسطے اکابران طریقت نے کہا ہے۔ کہ

"ہر ایک اندیشہ جو صوفی کے دل میں آتا ہے۔ اُس اندیشہ سے اُس کو استغفار کرنا چاہئے۔ جب تک اُس کو دور نہ کرلے۔ آرام نہ لے۔ اس لئے۔ کہ ایک ساعت بھی دل کو حق سبحانہٗ تعالےٰ سے پاک کرنا۔ اور توجہ کی باگ ماسواء سے پھیر کر حق سبحانہٗ تعالےٰ کی طرف لیجانا۔ اُس سب دُنیا سے بہتر ہے۔ جس پر کہ سورج چمک رہا ہے" +

پس اس راستہ کے چلنے والے پر لازم ہے کہ زمانہ ماضی اور مستقبل کے خیالات سے اپنے دل کو فارغ رکھے۔ اور اپنے سب کاموں کا سرانجام خدائے تعالےٰ کو سونپ دے +

خدا کے دوستوں نے اس راستہ میں پڑے درجہ کی جانفشانیاں اور عرق ریزیاں کی ہیں۔ اور ہر ایک چیز جو خیالات کو پراگندہ کرتی ہے۔ اس سے پرہیز کیا ہے۔ کیونکہ جو خیال غیر حق ہو۔ وہ بندہ اور خدا کے درمیان حجاب لاتا ہے۔ اور دل کو جدائی میں ڈالتا ہے۔ اور دل کی جدائی سے حدیث نفس کو ترقی دیتا ہے۔ اور حدیث نفس سے فیض الٰہی کا انقطاع ہو جاتا ہے +

حدیث نفس کی یہ تعریف ہے۔ کہ قسم قسم کے بیہودہ خیالات خیالی قوت میں جوش مارتے ہیں۔ اور طرح طرح کے افکار اور آرزوئیں۔ دل میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور جب ایسے خیالات دل میں بیٹھ جاتے ہیں۔ تو دل کو سیاہ کر دیتے ہیں۔ اور غفلت کے بھنور میں ڈالتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ غفلت کے بڑھ جانے کے باعث کسی وقت میں بھی، خدا یاد نہیں رہتا +

لیکن اگر اتفاقاً دل پر عبور کر جاوے۔ تو کچھ زیادہ دکھ اور تکلیف نہیں دیتا۔ لیکن اُسے اتنی فرصت نہ دیں۔ کہ دل میں گھر ہی بنالے۔ پس سالک کو جو ہر وقت خیال پیدا ہو۔ تو چاہئے کہ اُس خیال کے منشا سے آگاہی پائے۔ کہ کس جگہ سے اُٹھا ہے۔ اور کس باعث سے پیدا ہوا ہے۔ اور جو چیز کہ منبع خیالات ہو۔ اُس کو اپنے سامنے سے اُٹھا دے۔ اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ میں یا اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہو۔ جب حدیث نفس کی جگہ، حق سبحانہٗ، تعالےٰ کا ذکر اپنا عمل دخل کرے گا۔ تو تمام نفسانی اور شیطانی خیالات برطرف ہو جائینگے۔ اور دل کی صفائی اور خداوند تعالےٰ کے حضور کا نور حاصل

Marfat.com

ہو جائے گا۔یہی باعث ہے کہ کاملانِ طریقت نے فرمادیا ہے۔کہ عبادت الفقیر نفی الخوا (طر۔فقیر کی عبادت یہی ہے کہ خطرات کو اپنے دل سے دُور کرے) ؛
پس کوئی عبادت بھی اس سے بہتر اور عالی نہیں ہے۔کہ خطرات کو دُور کر کر صاف دل۔اور غیروں سے بیفکر ہو کر خداوند تعالےٰ کی درگاہ میں متوجہ اور حاضر ہو +
لیکن خطرات میں تمیز کرنا بہت مشکل ہے۔ہاں وہ شخص کر سکتا ہے۔جس میں صفائی بدرجۂ کمال ہو۔اور جو دانائی کے نور سے منوّر ہو +
اور اس راستہ کے کاملوں نے لکھ دیا ہے۔کہ خطرہ کی چار قسمیں ہیں۔شیطانی۔نفسانی۔ملکی اور رحمانی +
اوّل خطرۂ شیطانی۔یعنی گناہوں اور خطاؤں کا اندیشہ +
دوم خطرۂ نفسانی۔قسم قسم کی نعمتوں اور لذتوں اور شہوتوں کی آرزو، اور دُنیا کے حرص وہوا کے خراب خیالات +
سوم خطرۂ ملکی عبادت اور طاعت کا خیال +
چہارم خطرۂ رحمانی۔محبت کی طلب اور عرفان کا شوق اور یہ محض خدائے تعالےٰ کا فضل ہے۔کہ جس سے آدمی کو طلب اور محبت پیدا ہوتی ہے۔اور جس کے ذریعہ سے انسان کو عرفان نصیب ہوتا ہے ؛
اگر تو اس سعادت کو پایا چاہتا ہے۔کہ تمام علاقوں کے خطرات ٹوٹ جائیں۔تو ہمت کا قدم اس راستہ میں مضبوط رکھ۔اور بشری طاقت کے اندازہ پر اپنے بازو پر کھول۔امید ہے کہ خدا کے فضل وکرم سے یہ مقصود تجھے حاصل ہو +

پانچواں مقصد

(۱) حق سُبحانہٗ تعالےٰ کا عشق ومحبت +
(۲) مناجات، بدرگاہِ باریتعالےٰ +
(۳) چند ایک اور فائدے +

Marfat.com

اے سچے عاشق! معلوم کر۔ کہ انسان سے مُراد۔ جوہر روحانی اور لطیفہ ربّانی ہے۔ نہ یہ کہ سانچہ ظلمانی اور ڈھانچہ ہیولانی ہے۔ اس سبب سے کہ رُوح کا مرغ، راحت اور شادمانی کے ساتھ لامکان کے سرسبز میدان میں بلند پروازی اور جلوہ سازی کرتا تھا۔ جب (قضاؤ قدر نے) اُس کو خدا کے قرب سے جُدا کر دیا ہے۔ تو خاکی نفس کے ساتھ محبُوس کر دیا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ اپنے اصلی وطن کا آرزو مند اور مشتاق رہے۔ اور عشق کے خانہ سے مست اور محبّت اور شوق کے بادہ سے متلذذ ہو کر، اپنے محبُوب حقیقی کے بے مثال اور لاثانی ملاپ کا طلب گار رہے۔ اور عنصری وجود (خاکی جسم) کے اندھیرے میں، ہزاروں درد و شوق کے ساتھ، خدائے واحد کے انوار کے مشاہدہ میں ڈوبا رہے۔ اور خداوند تعالےٰ کی پاک ذات کے سوا کسی اَور سے دلبستگی نہ کرے۔ اور فنا پذیر کاموں میں شیفتہ فریفتہ اور از خود رفتہ نہ ہو۔ یعنی جس طرح پر کہ اس ظاہری دُنیا میں آنے، اور وجود کا بیش قیمت اور لاثانی خلعت پہننے کے پہلے پاک اور لطیف تھا۔ اس دُنیا میں عشق و محبّت کی گرمی سے اُس سے بھی زیادہ تر لطیف ہو۔ اور ظاہری و باطنی کمالات کے کسب کے ساتھ ہی، اور بھی جمال و کمال حاصل کر کر (یعنی اصل معہ سود سے نفع مند ہو کر) اپنے اصل کی طرف لَوٹ جائے۔ اور اپنی حقیقت کے ساتھ جو حقیقت الحقائق ہے مل جائے۔ پس تو دیکھ اور اپنی حقیقت کو پہچان، کہ تجھے کس عزت اور اکرام کے ساتھ (قضا و قدر نے) معزز اور مکرم بنایا۔ اور کس اعلےٰ شان و شوکت و کرامت سے سرفراز کیا *

بعض کُتب سماوی میں مذکور ہے، کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ جس جس چیز کو وجود میں لایا اور جس جس کو پیدا کیا۔ اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے منشا سے پیدا کیا۔ لیکن انسان کو اپنی محبّت کے تقاضا سے یہ خلعت وجود عطا فرمایا یہی تو باعث ہے۔ کہ جملہ کائنات حیرت کی وادی میں حیران سرگردان ہو رہی ہے۔ کہ اُس پاک درگاہ کے مالک کو اس مُشتِ خاک (انسان) کے ساتھ بے شمار عنایتیں کہاں سے ہیں۔ کہ اس کے دل کو اپنے انوار سے اس قدر وسیع کر کر اپنی خاص محبّت کا پیمانہ بنایا *

سچ ہے۔ یہ عنایت بے غایت اور بخشش بے نہایت کیونکر نہ ہو۔ کہ جب کہ اولاً تو شوق کا سُورج اُس کی رضامندی کے اُفق سے چڑھا۔ اور ہم بنی نوع انسان کو عدم کے خلوت خانہ سے، وجود کی روشنی کے میدان میں لایا۔ اور ہمیں خطاب فرمایا کہ :-

Marfat.com

"اے خاکی پتلا! ہم تیرا مالک ہیں۔ اور تو ہماری ملکیت، ہم تجھے چاہتے ہیں۔ اور تو ہمیں چاہتا ہے"۔ فرد

منگر بہر گدائے کہ تو خاص ز ان مائی
مفروش خویش ارزاں تو بسے گراں بہائی

ہر ایک مفلس گدا کی طرف نگاہ نہ کر، تو خاص ہماری ملکیت ہے۔ تو اپنے تئیں سستا نہ بیچ۔ اس لئے کہ تو بہت ہی گرانبہا ہے ✦

پس سچے عاشقوں اور اس سعادت کے طالبوں کو لازم ہے۔ کہ اُس کے عشق کی آگ میں جلکر اور دونوں جہانوں سے آنکھ بند کر کے حق سبحانہٗ تعالیٰ کی محبت میں ایسے محو اور فانی ہوں کہ کسی چیز کی خبر نہ رہے۔ اور محبت کے جوش سے سوائے محبوب حقیقی (خدا) کے اور کچھ بھی دکھلائی نہ دے۔ فرد

ہر لحظہ کہ در جمال عشق شدم غرق
جز روئے تو در پیش نظر جلوہ دگر نیست

ہر لحظہ کہ تیرے جمال کے عشق میں مجھے غرقاب نصیب ہوں تو تیرے خوبصورت چہرہ کے سوائے میری نظر کے سامنے اور کوئی جلوہ گر نہیں ہے ✦

وہ جماعت جو اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ والے شراب سے سرمست ہیں سوائے محبوب حقیقی کے اور کسی سے بھی اُن کی محبت نہیں ہے۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں۔ اُسی سے کہتے ہیں۔ اور ہر ایک جگہ اُسی کی تلاش کرتے ہیں۔ اور جوش محبت سے سوائے اُن کے نہ کسی کی طرف دیکھتے ہیں نہ کسی کو پہچانتے ہیں ✦

نقل ہے کہ ایک دن مجنوں نے عشق کے پورے جوش خروش میں، لیلیٰ کے کوچہ میں قدم رکھا۔ اُس حال میں کہ عشق کی آگ اُس کے سینہ کی بھٹی میں جوش مار رہی تھی۔ مستوں کی طرح ہر ایک در و دیوار کو چومتا تھا۔ اور پتھروں ڈھیلوں کو سجدہ کرتا تھا۔ آنکھ سے خون کی رو برساتا۔ اور جلتی آہیں سینہ سے نکالتا تھا۔ لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ اے مجنوں! (یاد رکھ) در و دیوار سے کام نہیں نکلتا۔ اور سنگ، سازی کے جیسی شیشہ سے محبوب کا چہرہ دکھائی نہیں دیتا۔ تو پھر در و دیوار کو چومنے۔ درد سے رونے۔ اور زمین پر ماتھا ٹیکنے سے کیا حاصل؟ مجنوں نے قسم کھا کر کہا "جب سے میں سچا قدم جما کر لیلیٰ کی گلی میں آیا۔ تو اس گلی میں سوائے اُس کے مبارک چہرہ کے میں نے اور کچھ بھی نہیں دیکھا" ✦

پس اے عزیز! تو خود ہی سوچ اور قیاس کر۔ کہ جب ایک عاشق، عشق مجازی میں

اس طرح پر فانی اور محو ہو کہ قیامت کے دن تک اُس کا نام سچے عاشقوں کی فہرست میں درج ہے۔ تو پھر وہ شخص جو ایسے زندہ شخص کے عشق میں ہو۔ جو ہرگز نہ مرے۔ اور ایسے ہمیشہ رہنے والے پر جو کبھی فنا کو قبول نہ کرے۔ اپنی جان کو تصدق کرے۔ تو ایک جان کے عوض ہزار جان کیوں نہ پاوے گا۔ اور ابدی زندگی سے جس کے لئے حیات ہرگز نہیں اور سرمدی ہے، جس کے لئے زوال نہیں کیونکہ ممتاز نہ ہوگا۔ چنانچہ حدیث شریف کا مضمون اس کے شاہد حال ہے۔ رباعی

باورد بساز کہ اسے تو منم ۔ ۔ ۔ درکس منگر کہ آشنائے تو منم

گر بر سر کوئے عشق کشتہ شوی ۔ ۔ ۔ شکرانہ بدہ کہ خون بہائے تو منم

(اے انسان) درد سے موافقت کر۔ اس لئے کہ اس کی دوائی میں ہوں اور کسی کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھو۔ اس لئے کہ تیرا دوست میں ہوں۔ اگر ہمارے عشق کے کوچہ میں تو مارا ڈالا جائے۔ تو شکرانہ ادا کر کہ تیرا خون بہا میں ہوں ٭

پس جس کو خداوند تعالٰے نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور اپنی محبت اور شوق کا نشہ پلا دیا۔ اور وہ دونوں جہانوں کا شاہنشاہ ہے۔ بلکہ اس دُنیا کے بادشاہ اُس کے ادنٰے سے ادنٰے غلام ہیں۔ مقصد یہ ہے۔ کہ اس قسم کے لوگ خدائے واحد کی درگاہ کے محبوب مقبول ہیں۔ اور ایسے عالی ہمت ہیں۔ کہ اُن کی ہمت کے دامن میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں سماتا۔ اُن کے دلوں میں کوئی اُمنگ۔ خواہش۔ مطلوب۔ مقصود وغیرہ سوائے حق تعالٰے کے نہیں۔ کیونکہ وہ محبت کی تلوار کے شہدا ہیں۔ اور دونوں جہان سے گزر کر خداوند تعالٰے کی پاک ذات کے ساتھ اس طرح ملاپ پکڑ گئے ہیں کہ محبوب حقیقی کے سوائے اور کسی سے ذرہ بھر بھی اُلفت نہیں رکھتے۔ اور کسی مقام میں بھی نہیں رکتے۔ ان کا وہاں مقام ہے جہاں مقام ہی نہیں (کیونکہ) قیامت کے دن اُن کے حق میں ارشاد ہوگا۔ یہ لوگ منتہائے اندوہ کے تیر کے کشتے ہیں۔ اب ان کا ہمدرد اور غمخوار میں بنا ہوں۔ قولہ تعالٰی فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ (سورہ قمر) بے شک پرہیزگار لوگ راستی کے مقام میں شاہنشاہ ذوالاقتدار کے نزدیک ہونگے۔ فرد

ہر کس بجہان وا زو رو سے بطراد ۔ ۔ ۔ ما ہر دو جہاں ذوق تماشائے تو داریم

ہر ایک کا چہرہ اس دنیا جہان میں یا کسی نہ کسی طرف لگا ہوا ہے۔ مگر ہمیں تو دونوں

داسے دہ تیرا جو عشق دل سے ہو وہ دونوں کو خدا کی طرف سے ڈالی جاتی ہے

Marfat.com

جہاں میں فقط تیرے ہی دیدار کی لذت ہے ؎

اے عزیز! اس سے زیادہ اور کوئی سعادت نہیں ہے۔ کہ آدمی حق سبحانہٗ تعالےٰ کی دوستی اور محبت کے خلعت سے سرفراز ہو۔ اور اس سے زیادہ اور کوئی بلند مقام نہیں ہے۔ کہ حقیقی عشق کے مے خانہ سے خدا کی محبت کے شراب سے (انسان) سرخوش ہو۔

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہ دعا مانگتے تھے۔

اللھم ارزقنی حبک وحب من احبک وما یقربنی الی حبک واجعل حبک احب الی من الماء البارد ؎

بار خدایا! تو مجھے اپنی محبت عنایت کر۔ اور پھر اس شخص کی محبت جو تجھ کو دوست رکھتا ہے۔ اور پھر اس چیز کی دوستی، جو مجھے تیری دوستی تک پہنچانے میں مددگار ہو۔ اور اپنی دوستی کو اس سے بھی بڑھ کر میری دوست بنا۔ جیسے پیاسے کے لئے سرد پانی گرمی کے موسم میں ؎

اس لئے کہ عبادتوں اور ریاضتوں، اور ذکر و فکر سے یہ مقصود ہے کہ خدا کی محبت غالب ہو۔ اور محبت کے جوش سے غیر محبوب یا ماسوا سے بھول جائے۔ اور صرف ایک مقصود حقیقی (خدا) کے سوا اور کوئی مطلب ہی نہ رہے۔ تاکہ حقیقت کے سورج کے انوار کا عکس دل پر چمکنے لگے۔ اور مقصود اپنے چہرہ سے برقع اٹھا دے ؎

پیر بسطامی قدس سرہٗ سے لوگوں نے پوچھا، کہ محبت کسے کہتے ہیں؟ فرمایا محبت اس چیز کا نام ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کے سوا باقی دنیا و آخرت میں جو کچھ ہے، تو اسے دوست نہ رکھے ؎

وجہ یہ ہے کہ عارفانِ اہل کمال کے نزدیک یہ بات تحقیق شدہ ہے۔ کہ جب تک تو دونوں جہان سے دست بردار نہ ہو، اپنا مال و جان اُسی ایک کے عشق کے سودا میں تصدق نہ کر دے۔ تب تک حجاب کا پردہ ہرگز نہیں اٹھاتے۔ اور حضرت ذوالجلال کی پاک درگاہ کی ملاپ کی مجلس میں جانے نہیں دیتے۔ اس لئے کہ اگر عاشق کو ذرہ بھر بھی غیر محبوب کے ساتھ تعلق اور وابستگی ہو۔ تو وہ ذرہ اس عاشق کے حق میں ایک عظیم حجاب ہو کر بہت بڑا ہو جاتا ہے۔ بس نیک بخت کے لئے الٰہی محبت کا دعوےٰ سلسلہ جنبان نہ ہوا۔ اس کو چاہئے کہ دوست کے گھر (اپنے دل) کو غیروں کے خیال سے خالی کرے۔ اور اس کی محبت جوا خانہ (قمار خانہ) میں دونوں جہانوں کو ہار دے۔ تاکہ نعصاد قد

محبّت کا ایک گھونٹ مے خانہ وسقٰھم ربہم شرابا طھورا (اُن کو شراب طہور پلاویگا) سے مزہ چکھاویں۔ اور دوستی حق کے رُتبہ پر سرفراز کریں +

نقل ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی ہوئی۔ کہ اے عیسٰے، مَیں بندہ کا دل دیکھتا ہوں۔ دُنیا اور آخرت کو نہیں دیکھتا اور اپنی دوستی وہیں رکھتا ہوں +

پس اے عزیز! اس دولت کو حاصل کر کہ خدا کی عنایت کی شراب، محبّت کے جنگل کے پیاسوں کو ڈھونڈھتی ہے۔ اور خدا کے لطف کا ساقی دم بدم اُن مشتاقوں کو شراب عنایت کرتا ہے جن کا حال یہ ہے۔ یحبّہم ویحبّونہ (خدا اُن سے محبّت کرتا ہے اور وہ خدا سے محبّت کرتے ہیں) +

اے عزیز! اس مطلب کو یقین دل سے جان کہ خدا کے راستہ کی منزلوں کو عشق کے توشہ اور دروکی سواری کے سوا کوئی بھی طے نہیں کر سکتا۔ اور معنوی دولت اور باطنی بخشش کے دروازے درد اور محبت ملائے بغیر کھول نہیں سکتے۔ اس لئے ستر ہزار پردہ سیاہ وسفید طالب اور مطلوب کے درمیان رکھا گیا ہے۔ ہر ایک پُر درد آہ سے جو عاشق کے سردل سے نکلتی ہے۔ ایک پردہ دور ہو جاتا ہے۔ اور جوں جوں ایک ایک پردہ اُٹھتا جاتا ہے۔ اس راستہ کی طلب اور پیاس زیادہ سے زیادہ بڑھتی جاتی ہے اور آخر الامر محبّت کا پھل یعنی اپنی ذات کو بھول جانا۔ اور حق سبحانہٗ تعالٰے کے ساتھ ملجانا آسان ہو جاتا ہے۔ مثنوی مولانا روم

سیر زاہد ہر مہ ویک روزہ راہ　　　سیر عاشق ہر زماں تا تخت شاہ
عاشق وارستہ چوں از خود رہد　　　در زماں از نُہ فلک می بگذرد

زاہد کی سیر ایک ماہ اور ایک دن ہوتی ہے۔ مگر عاشق کی سیر علے الدوام جاری ہے۔ یہاں تک کہ اپنے بادشاہ کے تخت تک پہنچ جائے۔ آزاد اور فارغ البال عاشق جب اپنی ذات سے رہائی پاتا ہے۔ تو ایک ہی آن میں ساتوں آسمان سے پار چلا جاتا ہے +

چونکہ عہد الست کے آغاز کرنے والے (خدا) نے ذوق وشوق کا گھونٹ عاشقوں کی جان کے گلے میں ٹپکا دیا ہے۔ تو اُسی کا اثر اُن کے باطن میں موج مار رہا ہے۔ اُن کی زندگی اُسی شوق سے قائم ہے۔ اور اُن کا آرام اور اطمینان اُسی لذت پر منحصر ہے۔ اگر ایک ساعت بھی اُس شوق کی لذت اور حلاوت سے رُک جاویں، تو للکہ پُر درد آہ۔

Marfat.com

اپنی آگ سے بھری ہوئی سینہ سے نکالتے ہیں۔ اور آنسوؤں کا خون آنکھوں سے بہاتے ہیں۔ اور ماتم زدہ لوگوں کی طرح لاکھوں دکھوں سے بے آرام اور بے قرار ہوتے ہیں۔ اور جب الٰہی کشش سے محبت کا گھونٹ پیتے ہیں تو ایک اور پیالہ کے لیے شور مچاتے ہیں۔ اور ھل من مزید (کیا کچھ اس سے زیادہ بھی ہے) کے نعرے مارتے ہیں۔ جدائی کے دکھ کے باعث پُردرد سینہ سے سرد آہیں بھرتے ہیں۔ اور کبھی وصال کی مجلس اور طرب کی دولت کا راستہ پاتے ہیں۔ کبھی اُنس کے باغ میں ہنس رہے ہیں۔ اور کبھی یار کے فراق میں ترس رہے ہیں۔ کبھی اس خاکدان ظلمانی کے اسیر، اور ہوائے نفس کے پابزنجیر ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی ربانی تجلیات کے انوار سے منوّر اور نورانی ؎

اگر تجھ میں کچھ ہمت ہے۔ تو بہادروں کی طرح اس راستہ میں مضبوط قدم رکھو اور عشق کے درد کا ایک ذرہ اپنے میں پیدا کر۔ کیونکہ الٰہی درد اور محبت کی چاشنی کا ذرہ بھر بھی ہزار بادشاہی سے بڑھ کر بہتر ہے۔ اس لئے اگر درد و محبت کو ساتھ لے کر تھوڑی سی عبادت بھی کی جائے تو وہ ہزاروں طاعات سے افضل اور بڑھ کر ہے، جو درد و محبت کے بغیر کی جاوے۔ جس گروہ نے عشق و محبت کی بدولت مقصود کو تلاش کیا۔ تو اسی راستہ سے مطلوب حقیقی کا پتہ چلا۔ اور آخر کار بہت جلد ہی اُس سے واصل ہو گئے ؎

وجہ یہ ہے کہ عشق کی گرمی، بشری صفتوں اور نفسانی کسافتوں کو اس طرح جلاتی جیسے ظاہری آگ خس و خاشاک کو ؎

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے "جس دن محمد (صلے اللہ وسلم) کو ایک نیا درد اور تازہ عشق (الٰہی) پیدا نہ ہو۔ اُس دن کے چڑھنے میں خدا کرے برکت ہی نہ ہو" ؎

یک ذرہ درد را بدو عالم نمے دہیم   زیرا کہ نیست لائق دو عالم بہائے او

اگر کوئی ہم سے دونوں جہان کے عوض میں ہمارے درد کے ایک ذرہ کا مُبادلہ یا معاوضہ کرنا چاہے۔ تو ہم کبھی اُس کو منظور نہ کریں۔ اس لئے کہ دونوں جہان اس کی قیمت کا مقابلہ نہیں کر سکتے ؎

ایک درویش اپنی سرگذشت بیان کرتا ہے۔ کہ ایک رات مجھے حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ کی پاک درگاہ میں حاضر ہونے کی عزت حاصل ہوئی۔ اُس بیچوں و بیچگون نے مجھے

خطاب کیا۔ کہ ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لایا ہے۔ اُس وقت چٹ ایک گذشتہ (نیک) اعمال کا میرے دل میں خیال گذرا۔ تب خفگی آمیز خطاب ہوا۔ کہ اے بیچارے یہاں پر جو بزرگ باعظمت خدا کی درگاہ ہے۔ تو تیرا امیدوں کو ساتھ لانا ہی کافی ہے۔ اور جو کچھ تو نے خطاب کے بارے میں سوچا ہے۔ سو اس درگاہ کا تحفہ آہ سرد ہے۔ اور دل پر درد +

اور علم سلوک کے ایک رسالہ میں دیکھا گیا ہے۔ کہ لاکھ علم سے ایک ذرہ عمل اور لاکھ عمل سے ذرہ بھر اخلاص۔ اور لاکھ اخلاص سے ذرہ بھر عشق۔ اور لاکھ عشق سے ذرہ بھر شوق اور لاکھ شوق سے ذرہ بھر درد بہتر ہے حقیقت میں عاشقوں کے لئے درد اور محبت الٰہی کے سوا کچھ اور سرمایہ بہتر اور خوشتر نہیں ہے۔ جس میں درد و محبت نہیں ہے وہ معرفت کی لذت کیا جانے۔ اگر بلا درد لاکھ زہد و عبادت کرے گا۔ تو بھی تجھے مزہ اور حلاوت نصیب نہ ہوگی۔ اور اپنے اصلی مطلب تک ہرگز ہرگز رسائی نہ ہوگی +

اے عزیز! اگر عاشق نہ ہوتے تو کسی قسم کی بندگی خدا تک راہ نہ پاتی +

یہی عشق ہے! جس نے محبوب کے چہرہ سے برقع اُتارا۔ اور حجاب کے پردوں کو درمیان سے ہٹا دیا +

یہی عشق ہے! جو بیدلوں کے دل کو حلاوت بخشتا ہے۔ اور مشتاقوں کی جان کا مونس ہے +

یہی عشق ہے! جو عاشقوں کی متاع ہے۔ اور مسکینوں کے دردِ دل کی دوا ہے +

یہی عشق ہے! جو دردمند کا زخم ہے۔ اور زخمیوں جان کا مرہم ہے +

یہی عشق ہے! جو سوختگان کے سینہ کا سرور اور بے مرادوں کی مراد کا نور ہے +

سُبحان اللہ! یہ عشق کیسی خوشی انگیز اور اعلےٰ شراب ہے کہ ایک ہی پیالہ سے عاشقوں کو مست کر دیتی ہے اور اصلی مطلب پر پہنچا دیتی ہے +

یہ عشق کیا ہی درخشندہ نور ہے، کہ عاشقوں کی مجلس کا چراغ ہے۔ اور مشتاقوں کی شام کا سورج!

یہ عشق کیا ہی خوشبودار ہوا ہے کہ محبوب حقیقی (خدا) کا پیغام لاتی ہے۔ اور دل کی بستہ کلی کو کھلاتی ہے +

اے عزیز! قلم ابھی یہیں تک تھا کہ اچانک عشق کی فوج حملہ آور ہوئی۔ اور میرے

وقت کو خوشحال اور مالا مال کر دیا۔ اور زبان کی بلبل کو بے اختیار اس گیت کے گانے پر آمادہ کر دیا ٭

نظم

۱ اے عشق بیا کہ انتظارم — در راہ تو دیدہ باز دارم
۲ ہم دیدہ براہ آرزو باز — ہم گوش تمنی اش بر آواز
۳ اے عشق بیا ترا بجویم — تا سِرّ درون خود بگویم
۴ اے عشق بیا ترا گزیدم — وز ہر دو جہان دلے بریدم
۵ اے عشق اگر شوی ہم آغوش — من ہر دو جہان کنم فراموش
۶ اے عشق ہمیشہ باش با من — یک شعلہ شوق در دلم زن
۷ اے عشق مرا ذخیرہ بخودی — لیکن نہ کے درست راہ بخودی
۸ اے عشق دمے بیا و بنشیں — من خستہ دلم غریب و مسکیں
۹ ہستی تو غریب و من غریبم — یک قطرہ ز جام تو چشیدم
۱۰ یکذرہ دگر بدہ ازاں جام — تا کار ہمہ شود سرانجام
۱۱ روز از تو سیاہ شب مرا بس — تخت از تو بوقت راہ مرا بس
۱۲ بنشیں بہ تحفہ جان و بنشیں — یکتا کمر از میان و بنشیں
۱۳ از آرزوے چو گل شگفتم — دامن دامن بہار رُفتم
۱۴ گل گر ز بہار بخشتم امروز — بر گل بنہید خشتم امروز

۱۔ اے حضرت عشق! تشریف لائیے! بندہ آپ کے انتظار میں ہے اور آپ کے راستہ کی طرف آنکھیں بچھائے کر دیکھ رہا ہے ٭

۲۔ آرزو کے راستے میں آنکھیں بھی کھلی ہیں اور (آپ کی) تمنا میں کان بھی آواز کے مشتاق ہیں ٭

۳۔ اے حضرت عشق تشریف لائیے۔ میں ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ اپنے دل کے راز و نیاز آپ کے سامنے پیش کروں ٭

۴۔ اے حضرت عشق تشریف لائیے! بندہ نے آپ کو منتخب کیا ہے۔ اور دونوں جہان سے قطع تعلق کر لیا ہے ٭

۵۔ اے حضرت عشق! اگر آپ بندے سے ہم آغوش ہوں تو دونوں جہان کو

بھول جاؤں +

۶۔ اے حضرتِ عشق! آپ ہمیشہ بندہ کے ساتھ رہیے۔ اور ایک شعلہ بندہ کے دل میں بھی لگا دیجئے +

۷۔ اے حضرتِ عشق! آپ نے مجھے آپ سے الگ کر دیا۔ لیکن یہ آپ ہی کی عنایت ہے کہ آپ نے دوست کی طرف راستہ دکھلا دیا +

۸۔ اے حضرتِ عشق ایک دم بھر کے لئے تو آیئے اور بیٹھئے! خستہ دل مسافر اور مسکین ہے +

۹۔ آپ بھی مسافر ہیں، اور میں بھی۔ ایک بوند آپکے پیالہ سے بندہ کے بھی نصیب ہونی چاہئے +

۱۰۔ اُس پیالہ سے ایک ذرہ بھر اور بھی عنایت فرمایئے۔ تاکہ میرے سب کام آراستہ ہو جائیں +

۱۱۔ اگر آپکی صحبت میں روز روشن بھی میرے لئے کالی رات ہو جائے تو میرے لئے پسندیدہ ہے۔ میں خاک راہ کو ہی آپکے تخت یقین کر لوں گا +

۱۲۔ بندہ کی جان بطور تحفہ قبول فرمایئے، مگر بیٹھ جایئے۔ کمر کھول دیجئے۔ اور تشریف رکھئے +

۱۳۔ آپ کی تشریف آوری سے بندہ پھول کی طرح کھل گیا۔ اور میں نے جھولیوں بہار کو جمع کر لیا +

۱۴۔ میرے بخت کی بہار نے آج پھول کھلا دیئے ہیں۔ پس آج میرے تخت کو پھولوں پر رکھ دو +

سبحان اللہ! عشق کیسی ہی دردانگیز محبت و شوق ہے اور کیا ہی نشاط آمیز جلن ہے۔ اگر یہ لذت ناک پیالہ ہمیشہ میرے حلق میں اترتا رہتا۔ تو ضرور ہی آب و گل (جسم خاکی) کی خودی سے مجھے اس نے خلاصی دی ہوتی۔ بیت

چہ بودے گر مدام ایں نشہ بودے   کہ بر دیوانگی مستی فزودے

کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ نشہ ہمیشہ ہوتا۔ اور دیوانہ پن کے ساتھ ہی مستی بھی بڑھتی رہتی +

Marfat.com

اے عزیز! میرا یہ مدعا تھا کہ اس درد و اندوہ کو زبان قلم پر لاؤں۔ اور اس حال سے قال سے ادا کروں۔ لیکن قلم اس کے بیان سے عذر خواہ ہے۔ اور زبان کی کشتی اس ناپیدا کنار سمندر میں تباہ۔ اس لئے پھر اصلی مدعا شروع کرتا ہوں۔ اور دردمند عاشقوں کے لئے چند عاشقانہ لطیف باتیں بیان کرتا ہوں۔

عزیز سن! دنیا کا طالب دنیا کی لذتوں میں مسرور ہے۔ آخرت کا طالب بخیال حور و قصور ہے۔ اور خدا کا طالب غیروں کے خیال سے دور ہو کر حق سبحانہ تعالے کی محبت سے بھرپور ہے۔ اور دونوں جہانوں میں منصور، الحق منصور کیونکہ وہ ہو کو عشق کی آگ نے اس نے اپنی جان کے خردار کو جلا دیا ہے۔ اور ماسوا کے خس و خاشاک کو درمیان سے ہٹا دیا ہے۔ اور دل کی آنکھوں کو غیر حق سے سی دیا ہے۔ بیت

عشق آن شعلہ است کوچوں برفروخت ہرچہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

عشق وہ شعلہ ہے کہ جب بھڑک اٹھا تو معشوق کے سوائے باقی سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔

جب عشق اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ تو پھر عاشق کسی طرف بھی نگاہ نہیں کرتا اگر ایک ساعت بھی اس سے ہٹ کر غیر کی طرف متوجہ ہو۔ تو عشق کی فوج اس کے دامن دل کو کھینچتے ہوئے پھر محبت کی گلی میں لاتی ہے۔ عاشق واویلا اور شور مچاتا ہے۔ اور عین وصال اور اتصال کی حالت میں حضرت لایزال کے خوبصورت چہرہ کے دیکھنے کی پیاس اور بھی بڑھتی ہے۔ اور ربِ ارنی (اے میرے پروردگار تو اپنا جمال دکھا) کا نعرہ مارتا ہے۔ اور زبان حال سے کہتا ہے۔ بیت

از بار غمش گزیدہ دارم جگرے کاں را نکند ہیچ فسو نے اثرے

اس کے غم کے بوجھ سے میرا دل اس طرح کٹ گیا ہے۔ کہ کسی قسم کا منتر اس میں اثر نہیں کر سکتا۔

مولانا نظام الدین نے اس عالم فانی سے رحلت فرماتے وقت اپنے یاروں اور دوستوں کو اس طرح یہ وصیت کی کہ "اے دوستو! وہ امور جن پر خدا سے تعالےٰ کا ملاپ منحصر ہے۔ تین ہیں:-

اوّل۔ خدا کا کلام (قرآن مجید):-

دوم۔ محمد مصطفےٰ صلے اللہ وسلم کی حدیث ۔

سوم۔ دین کے مشائخوں کے ملفوظات (خداوند تعالےٰ اُن سب سے راضی ہو) ۔

سید الطائفہ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ اس کا راستہ کا سردار وہ شخص ہونا چاہئے۔ کہ کتاب اللہ دائیں ہاتھ میں لے۔ اور حدیث و سنت رسول بائیں ہاتھ میں اور ان دونوں چراغوں کی روشنی میں راستہ طے کرے۔ تاکہ گمراہی نہ پڑے۔ اور راستہ اُس پر روشن ہو ۔

اس لئے مشائخیں طریقت حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ساتھ واصل ہونے کے طریق کو قرآن و حدیث سے نکالتے ہیں ۔

شیخ المشائخ علی المتقی نے اپنی تصنیفات میں لکھدیا ہے۔ اگر کوئی شخص علم ظاہر کو اپنا امام بنائے یعنی قرآن و حدیث پر جیسا کہ عمل کرنے کا حق ہے۔ درست کرے۔ تو اُمید ہے کہ سعادت کے دروازے اُس پر کھل جاوینگے۔ اور معنوی دولت سے بہرہ مند ہوگا۔ پس جو کوئی کتاب و سنت کے موافق عمل کرے یعنی امر و نہی توکل صبر تقوےٰ۔ زہد وغیرہ پر مستقیم رہے۔ عبادت کو اخلاص سے ادا کرے۔ اور یادِ خدا فراغ دلی سے اُس کو میسر ہو۔ اور ظاہر و باطن میں رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں بھی متمسک ہو۔ خداوند تعالےٰ اُس کا ہادی ہوتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عنایت کے حجرہ میں پرورش پاتا ہے ۔

دوسرا طریقہ یہ ہے۔ اس سعادت کے طالب کو لازم ہے۔ کہ ہمت کا گھوڑا فاذکرونی اذکرکم (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا) کے میدان میں دوڑادے اور غیر حق سے دل نہ لگادے ۔

اور ذکر کے طریق کی اجازت شیخ کامل سے حاصل کرکے گوشہ میں بیٹھ کر اس کثرت سے ذکر کرے کہ خلوت، صحبت، بیٹھتے اُٹھتے، کھاتے پیتے، اور باقی تمام حالات میں بے یاد حق نہ رہے۔ اور جو اس دولت کے منافی ہو۔ اُس سے بچتا رہے۔ تاکہ کثرت ذکر سے شوق کا سورج اُس کے باطن کے مطلع سے سر نکالے۔ اور اُس کی حرارت کی گرمی سے محبت کا شعلہ اُس کے دل میں روشن ہو ۔

یک لحظہ زیادِ دوست دوری   در مذہب عاشقاں حرام است

عاشقوں کے مذہب میں لحظہ بھر بھی دوست سے جُدا رہنا حرام ہے ۔

Marfat.com

جب طالب تمام علاقوں کو اپنے دل سے دور کر کر اور دل کو تمامی معلومات سے خالی کر کر رات دن یادِ خدا میں مشغول رہے۔ تو امید ہے کہ ذکر کی کثرت سے ذوق و شوق کا نور اُس کے سینہ میں ظاہر ہونے لگے۔ فرد

دلا ز لوحِ صفا خاطر غبارِ غیر بشو — کہ شرطِ عشق بود دل بیکے دیائے

اپنے پاک صاف دل کی تختی سے غیریت کے غبار کو دھو ڈال۔ کیونکہ عشق کے بازار میں ایک ہی یار منتخب کرنا شرط ہے ٭

کیونکہ یہ بات کاملان اہل طریقت کے نزدیک مقرر ہے۔ کہ عشق و محبت کی آگ اُس شخص پر شعلہ مارتی ہے۔ جس کے باطن سے غیر محبوب بالکل نکل جاوے۔ پس جس کو خداوند تعالیٰ اپنی دوستی میں لیتا ہے اُس کے باطن کو اپنے غیر سے پاک کر دیتا ہے۔ اور ذکر کے ذریعہ سے اُس کو اپنے نزدیک بلا لیتا ہے۔ اور اپنی دوستی اور محبت سے اُس کو سرفراز کرتا ہے ٭

تیسرا طریقہ۔ بہت ہی آسان اور زیادہ تر نزدیک مقرر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کی صحبت اختیار کرے۔ جس کا ظاہر شریعت کے چراغ سے روشن ہو اور جس کا باطن عشق و محبت سے جل گیا ہو۔ تاکہ اُس کے باطن کی گرمی اُس میں اثر کرے اور درویشوں کی صحبت کی برکت سے یہ بھی انہیں کا ہم رنگ ہو۔ بیت

با عاشقان نشین و ہمہ عاشقی گزین — با ہر کہ نیست عاشق با او مشو قرین

عاشقوں کے ساتھ بیٹھ اور عاشقی کو ہی پسند کر اور جو عاشق نہ ہو۔ اس کا ہم نشین نہ ہو ٭

عارف ربانی شیخ ابو القاسم گرگانی قدس سرہٗ نے کیا اچھا کہا ہے۔ کہ اُس کے ساتھ بیٹھ کہ تو بالکل وہ ہو جائے اور وہ بالکل تو ہو جاوے۔ تاکہ تم دونوں حق سبحانہٗ تعالےٰ میں گم ہو جاؤ نہ ہی تو رہے اور نہ ہی وہ رہے ٭

ابوبکر صیدلانی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ساتھ صحبت رکھو۔ اگر تم سے ایسا نہ ہو سکے تو پھر ایسے شخص کے ساتھ صحبت رکھو جو خداوند تعالےٰ کا صحبت دار ہو۔ تاکہ اپنی صحبت کی برکت سے تم کو خدا تک پہنچا دے اس لئے کہ اس گروہ کی صحبت کیمیا ہے جو وجود کے کالے لوہا کو خالص سونا بنا دیتی ہے۔ اور بہت سی مصاحبت کے باعث اصحابِ نفس، اُن کے دم کی برکت سے،

غیر کی محبت اور گرفتاری سے نجات پا جاتے ہیں۔ اور عاشق شکستہ اور اپنی ذات سے وارستہ ہو جاتے ہیں۔ بیت

گر تو خواہی مرد گردی اے فقیر
صحبت صاحب دلاں را پیشہ گیر

اے فقیر اگر تو مرد، بننا چاہتا ہے۔ تو صاحب دلوں کی صحبت کو اپنے پر لازم رکھ۔
خواجہ بزرگ فرماتے تھے۔ جن کی بشریت کا انداز قسم قسم کی صحبتوں سے گندہ ہو گیا ہو۔ اہل اللہ بزرگواروں کی صحبت کے سوا جو کبریت احمر کا حکم رکھتی ہے۔ اصلاً اصلاح پذیر نہیں ہوتا۔

افسوس صد افسوس! اس پاک جماعت کا کسی نے کچھ قدر نہ کیا۔ اور کسی ایک نے بھی انہیں نہ پہچانا۔ اگر اس قسم کے کسی بزرگ کی صحبت (جو اپنی ذات سے خلاصی پا کر حق کے ساتھ مل گیا ہو) وطن میں میسر نہ ہو سکے۔ اور طالب کو طلب دامنگیر ہو۔ تو لازم ہے کہ اس دولت کے حصول کے لئے اہل اللہ کے کلام کے چند ورق ہر روز پڑھا کرے۔ تاکہ ہمیشہ محبت اور شوق تازہ ہوتا رہے۔

شیخ ابو علی دقاق قدس سرہٗ سے لوگوں نے پوچھا کہ اہل اللہ بزرگوں کی باتیں سننے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا بیشک فائدہ ہوتا ہے:-
اوّل یہ ہے۔ کہ انسان طالب ہے تو قوی ہمت ہو جاتا ہے اور اس کی طلب بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔
دوم یہ ہے کہ اگر کسی میں گھمنڈ ہے، تو ٹوٹ جاتا ہے اور دعویٰ اور مغروری سر سے دور ہو جاتی ہے اور اپنے عیبوں پر اطلاع پا لیتا ہے۔

شیخ ابو سعید قدس سرہٗ نے فرمایا۔ حق کے طالب کو لازم ہے کہ ہر روز مشائخ اور اہل اللہ کے کلام سے چند ورق مطالعہ کیا کرے۔ تاکہ دنیا (اور دنیا کی محبت) اس کے دل سے سرد ہو جائے اور عقبیٰ یاد آئے۔ اور ذوق شوق بڑھے۔ اور حق سبحانہٗ تعالےٰ کی دوستی دل میں پیدا ہو۔ اور اہل کمال کی حکایتوں، ریاضتوں، عبادتوں، عادتوں، درجوں وغیرہ سے واقف ہو۔ جب اس قسم کی باتیں سنے تو ضرور اس مطلب سے آگاہ ہو جاتا ہے کہ یہ کیا ہی درد اور شوق ہے جو عاشقوں کی جان میں قضاء قدر نے ڈال دیا ہے۔ اور

Marfat.com

یہ کیا ہی دولت ہے کہ جس سے مشتاقوں کو نوازا ہے۔ بیت

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

عشق معشوق کے دیکھنے سے پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ باتیں سننے سے بھی اکثر اوقات یہ دولت حاصل ہو جاتی ہے۔

بس یہی تین طریقے محبت الٰہی کے حاصل کرنے کے لئے ہیں۔ مجھے کیا خبر ہے۔ کہ کون سعادتمند ہے جو اس دولت سے رغبت حاصل کرے۔ اور کون نیک بخت ہے۔ جو کوشش کے ناخنوں سے اس مضبوط گرہ کو کھولے۔ "بہادرو! تلاش کرو کہ تمہیں ملے۔" جس نے ڈھونڈا پالیا۔ بیت

تو راہ نجستہ از آں نمودند
ورنہ کہ زد ایں درش نکشودند

تو نے تلاش ہی نہیں کی، اس سبب سے انہوں نے ظاہر نہیں کیا۔ ورنہ کونسا ایسا ہے جس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور انہوں نے نہ کھولا۔

چنانچہ حضرت رب العزت کا خطاب غفلت کے جنگل کے سرگشتوں کو ہے۔ رباعی

تو خاصہ باش کہ ما نیز ترا ایم — در ہر دو جہاں مقصد و مقصود تو ما ایم
گر یک قدم از راہ طلب سوئے من آئی — تا صد قدم از راہ کرم سوئے تو آئیم

تو ہمارا ملک ہو، ہم بھی تو تیرے ہی ہیں۔ دونوں جہان میں تیرا مقصد اور مقصود ہم ہی ہیں۔ اگر طلب کی راہ سے تو ہماری طرف ایک قدم رکھے۔ تو ہم بخشش کی راہ سے سو قدم چلکر تیرا استقبال کریں۔

پس اس مطلب کو یقین دل سے جان کر خداوند تعالیٰ کے فضل کرم کے دروازے کسی وقت بھی بند نہیں ہوتے۔ مگر کیا فائدہ جب کوئی آرزومند اور خواستگار ہی نہ ہو۔

مقبول درگاہ باری خواجہ عبداللہ انصاری قدس سرہ نے فرمایا۔ اگر کوئی آئے تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر نہ آئے تو خدا بے نیاز ہے۔

اے عزیز! اگر تو نے اپنی ساری عمر غفلت میں گذاری ہو۔ اور ایک سچے دل سے یارب کہے تو تجھے ستر بار لبیک عبدی (اے میرے بندہ میں حاضر ہوں)

Marfat.com

کی آواز آئے۔ اور خداوند کریم از راہ کرم جواب فرمائے۔ جیسا کہ حدیث قدسی کا مضمون ہے۔

رباعی

بازآ باز آ ہر آنچہ ہستی بازآ
گر کافر و گبر و بت پرستی بازآ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی بازآ

جو کچھ تو کر گذرا ہے اُس سے ہٹ کر ہماری طرف چلا آ۔ اگر تو کافر، بُت پرست یا گبر ہے۔ ہماری درگاہ کی طرف لوٹ آ۔ ہماری درگاہ کسی کو نومید نہیں کرتی۔ اگر سو بار تُو نے توبہ توڑ دی ہے۔ تو بھی کچھ مضائقہ نہیں لوٹ آ +

نقل ہے۔ کہ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلے اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی، کہ اے اللہ کے رسول میں نے آج ایک ایسی چیز دیکھی ہے جو کبھی نہیں دیکھی۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ایک شہر میں ایک بُت پرست تھا۔ بُت کو کہتا تھا "اے صنم! اے صنم!" ایک دفعہ اُس کی زبان سے غلطی سے نکل گیا "اے صمد" خداوند تعالے کے پردہ سے آواز آئی

"اے میرے بندے میں حاضر ہوں"

مَیں نے عرض کیا، کہ اے خداوند! وہ بت پرست تو اپنے بُت کو پکار رہا تھا صمد کا لفظ تو غلطی سے اُس کی زبان سے نکل گیا۔ تو کیسے اُس کو قبول کرتا ہے؟

فرمان آیا۔ کہ اے جبرئیل! اگر اس نے اپنے معبود کو گم کیا ہے۔ تو ہم تو خوب جانتے ہیں کہ اُس کا معبود حقیقی کون ہے! جب حقیقت میں اُس کا معبود مَیں ہوں تو جس وقت وہ مجھ کو بلاتا ہے۔ مَیں اسے قبول کرتا ہے

خواجہ ابراہیم ادہم قدس سرہٗ ایک دن کعبہ معظمہ میں طواف کرتا تھا۔ اُس کی زبان سے نکلا۔ بار خدایا! میرے گناہ بخشدے! تب اُس نے آواز سُنی۔ کہ جو تو چاہتا ہے! سب چاہتے ہیں۔ اگر سب کے سر پہ پاکدامنی کا عمامہ بندھوا دیں۔ تو پھر بخشش کا خزانہ اور جواہرات کی کان کس کو عطا کریں۔ اگر کوئی گناہ سے آلودہ نہ ہو۔ تو پھر ہماری عنایت کا مینہ کس کو دھو دھا کر صاف کرے۔ اگر کوئی گناہ گار نہ ہو۔ تو تو پھر ہمارا لطف قبولیت کے اسرار کس کے سامنے ظاہر کرے +

ل اللھم اعصمنی من الذنوب +

Marfat.com

سبحان اللہ! اُس اکرم الاکرمین اور ارحم الراحمین کا کیا فضل و کرم ہے۔ اور کیسی وسیع مغفرت ہے۔ کہ اپنے بندوں کے حق میں، کیسے کیسے بے نہایت کرم اور بے نہایت لطف عمل لاتا ہے۔ جو کوئی ایسے مالک کے فضل و کرم سے محروم اور بے نصیب رہے وہ صریحًا بدبخت اور کم نصیب ہوگا۔

پس ہوشیار ہو۔ اور غفلت کی روئی کو ہوش کے کانوں سے نکال۔ اور چند قدم مضبوطی کے ساتھ اس راستہ میں رکھ اور خدمت کا دامن اپنی کمر پر چست باندھ۔ دنیا کی طرف پاؤں اور عقبٰی کی طرف پیٹھ کر۔ اور اپنا منہ اپنے مالک حقیقی کی طرف لا۔ اگر لاکھ محنت اور مشقت اس راستہ میں پیش آئے تو بھی تجھے یہی لازم ہے۔ کہ اپنا منہ خدا کی طرف سے نہ پھیرے۔ اور اُس کی تلاش میں ثابت قدم اور صادق رہے۔ جب ان تین قسم سعادتوں سے جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے! تو محروم رہ گیا۔ تو پورے چالیس دن تک حلال کی روٹی کھا۔ اور اپنی زبان کو جھوٹ کہنے اور لغو باتوں سے نگہ رکھ اور خلوت میں بیٹھ کر عجز و نیاز کے ساتھ توبہ استغفار کر۔ اور ہاتھ اُٹھا کر حق سبحانہٗ و تعالےٰ سے اُس کی محبت کی درخواست کر۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

"تم مانگو کہ مَیں تمہیں دوں"

اس لئے۔ کہ میری رحمت کے خزانے مالا مال ہیں اور میری بخشش مراد دینے والی ہے۔ وہ کون گدا ہے جو میرے سامنے عجز و نیاز کا ہاتھ لایا۔ اور مَیں نے اس کی اُمید کا نقد اُس کی ہتھیلی میں رکھ دیا ہو۔ اور وہ کون محتاج ہے۔ جس نے سوال کی زبان کھولی اور اُس کی حاجت کے رقعہ اجابت کے فرمان سے ہم نے قصیدہ نہ کیا۔ خصوصًا آدھی رات کے وقت جو مغفرت چاہنے والوں کا مغفرت گاہ ہے۔ اور گداؤں کے عطا اور مشکلات کے دروازوں کے کھلنے کا وقت۔ خالص نیت سے مانگ اور جو کچھ تجھے مطلوب ہے اس کے لئے خداوند تعالےٰ کی درگاہ میں مناجات کر۔ امید ہے۔ کہ خدا کے فضل سے آدھی رات کی دُعا کا تیر، قبولیت کے نشانہ پر جا بیٹھے گا۔ اور عشق کا سورج ہر باطن میں روشن ہوگا۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب

Marfat.com

آدھی رات گذر جاتی ہے۔ اور تمام دُنیا سو جاتی ہے۔ تب خداوند تعالیٰ کا لُطف و رحمت جوش میں آتے ہیں اور حضرت رب العزت کا جلال اور عظمت نچلے آسمان پر اُترتے ہیں اور اپنے بندوں کا خطاب فرماتا ہے:۔

اے مہجور خاکیو! اور اے مغرور غافلو! ہم نے رحمت کے دروازے کھول دیئے (تم میں سے) وہ کون ہے جو حال کی زبان اور حال کی زبان اور مقال کے صدق سے کوئی مراد مانگے تاکہ ہم اُس کی حاجت روا کریں۔ اور کون ہے، جو اس وقت تمنا کرے۔ کہ ہم اُس کو اپنی لامحدود عطایا سے مسرور کریں۔ پس وہ وقت جو اجابت یا قبولیت کا ایک ہی موقعہ ہے۔ خدا سے خدا کے سوا اور کچھ نہ مانگ (یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب محبوب اپنے محب کو (کسی معاملہ میں) اختیار دیتا ہے۔ کہ مجھ سے مانگ۔ اور محب مذکور، محبوب کو چھوڑ غیر محبوب کی درخواست کرے۔ تو یہ اس کی کمال پست فطرتی کا مبلغ ہے۔ اور محبت اور عشق کو چھوڑ کر کسی اور شے کی درخواست کرنا، نہایت ہی کوتاہ ہمتی کا منشاء ہے پس اُس وقت میں جو قبولیت کا مقام ہے۔ یہ عجز و نیاز سے یہ مناجات پڑھو:۔

بارخدایا! اپنی جان پر کھیل جانے والے عاشقوں کی عزت کے واسطے۔ جنہوں نے محبت کے قمارخانہ میں دونوں جہان کو ہار دیا ہے۔ مجھے اپنی محبت کے نشہ سے مست کر۔ تاکہ غیروں کی محبت میرے دل میں ہرگز نہ رہے +

بارخدایا! علی الصبح بیدار ہونے والے عاشقوں، اور آنسو برسانے والے دردمندوں کی عزت کے واسطے۔ عشق کے شراب خانہ سے مجھے محبت کی شراب پلا۔ تاکہ اُس کی مستی سے اپنی ہستی پر کھیل جاؤں +

بارخدایا! اپنی پاک ذات کے دیدار کے مشتاقوں کی عزت کے واسطے۔ جو تیرے عشق میں جانبازی کرتے ہیں۔ میری روح کی بلبل کو اپنے جمال کے باغ پر والہ وشیدا کر۔ تاکہ تیرے شوق و ذوق میں اپنی ذات سے بے خود اور مست ہو جاؤں +

بارخدایا! تیز رفتار عاشقوں کی عزت کے واسطے۔ جو دونوں جہان سے بے فکر ہیں۔ اپنی محبت کے قید خانہ میں محبوس کر۔ اور شوق کا طوق میری گردن میں ڈال +

بارخدایا! اپنے پاک باز مردوں کی عزت کے واسطے، جنہوں نے اپنے دلوں کو تیرے غم سے پاک کر دیا ہے۔ میرے دل کو ماسوا سے ہٹالے۔ تاکہ کوئی سانس بھی تیری یاد

Marfat.com

اور تیرے حضور کے سوا نہ لے سکوں +

بار خدایا! گوشہ نشین عابدوں کی عزت کے واسطے۔ جو کسی وقت بھی تیری عبادت سے فارغ نہیں ہیں۔ اور اپنے قصوروں سے سر بھی نہیں اٹھا سکتے۔ اس مفلس بیمار کو رات و دن اپنی طاعت میں لگا رکھ۔ تاکہ کسی وقت بھی کسی اور کام میں مشغول نہ ہو سکوں +

بار خدایا! اہل معرفت عارفوں کی عزت کے واسطے جو اپنے دل کے شیشہ کو ماسوائے کے گرد و غبار اور آب و گل کی کدورت سے صاف و شفاف رکھتے ہیں غفلت کے پردوں کو میری بصیرت کی آنکھ سے دور کر۔ اور ہر ایک چیز کی حقیقت جس طرح پر کہ فی الواقع ہے۔ مجھے دکھا +

بار خدایا! اپنے مقرب المقربین کی عزت کے واسطے جن کا دل تجلیات کے انوار سے روشن ہے۔ اپنی معرفت کے نور سے میرے باطن کو منور کر۔ اور میرے دل کے فانوس کو تجلیات کی شمع سے روشن فرما۔ تاکہ بیہودہ خیالوں اور باطل فکروں سے محفوظ رہ سکوں +

بار خدایا! عاشقوں کی سرد آہ اور (تیرے فراق میں) جلے ہوؤں کے سینہ کے نور کی عزت کے واسطے جو وصال کے شوق و ذوق کے غلبوں سے لذتیں لیتے اور خوش ہوتے ہیں۔ غفلت کے سمندر میں ڈوبوں کو اپنے کرم و عنایت کے شراب خانہ سے محبت کا ایک گھونٹ پلا۔ تاکہ تیری مغفرت کے دریا سے تر و تازہ اور غفلت کی نیند سے بیدار ہوں +

اے عزیز! اگر تیرے دل کو اطمینان اور باطن کو لذت اور حلاوت پہنچ گئی ہو۔ تو اہل اللہ کی یہ مناجات، جو بڑی معتبر کتابوں سے چن کر لکھی گئی ہے۔ اسے بھی پڑھا کر +

بار خدایا! نہ میرا کوئی عمل ایسا ہے کہ تیری بزرگ اور برتر درگاہ کے قابل ہو۔ نہ میری اور کوئی بات ایسی ہے کہ اس درگاہ میں قبولیت کا شرف پا سکے +

بار خدایا! مجھے ایسا دل عطا کر۔ جس میں سوائے تیرے اور کچھ نہ سما سکے۔ اور جو تیرا غیر ہے اس میں ایک جو بھر بھی نہ کھلے +

اے خدا! مجھے وہ زبان عطا کر کہ ہر دم تیرا ہی شکر اور حمد و ثنا کہے۔ اور ایسا نفس عنایت کر جو

Marfat.com

کلمۂ طیب کے ساتھ تیری طرف بھاگے +

اے خدا! تُو وُہی تو ہے۔ جو اپنی رحمت اور کرم کے دریا سے اپنے بندوں کو تروتازہ کرتا رہتا ہے۔ تُو وُہی تو ہے۔ جو گنہگاروں کو اپنے کمال و فضل و کرم سے منزل مقصود پر سلامتی کے ساتھ پہنچاتا ہے +

اے خدا! ہماری بے نصیبی اور محرومی، ہماری اپنی خودی کی بدولت ہے۔ اپنے فضل و کرم سے ہم کو اس سے رہائی دے۔ اور اپنے ساتھ آشنائی +

بارخدایا! عنایت کی ایک نظر مجھ ناچیز کے حال پر فرما کہ مَیں سخت درماندہ ہوں۔ اور اپنی طرف کا راستہ دکھا۔ کہ تیرے در پر کھڑا ہوں +

بارخدایا! اپنے کرم و احسان کے دوائی خانہ سے مجھے شربت پلا۔ کہ مَیں غفلت کی بیماری سے لاچار ہوں اور عشق کے شراب سے ایک شوق کا پیالہ انعام فرما۔ کہ ماسوائے میں گرفتار ہوجانے کے ادبار میں پڑا ہوں +

بارخدایا! ہماری زبان کو ان باتوں سے جن میں ہمارا نقصان ہے تو ہی خاموش رکھ اور ہمارے دلوں کو اُن خیالات سے جن میں ہماری خواری ہے تو ہی فراموش رکھ +

بارخدایا! ہمیں ایسا وقت عنایت کر کہ ہم اپنے گذشتہ دُکھ درد دلی لیجاویں۔ اور ایسی حالت عطا کر کہ ناشائستگی رنج اپنی گردن پر نہ لیجاویں +

بارخدایا! جو تحفے اور سوغاتیں تو نے ہمیں انعام کئے ہیں۔ ہماری بے ادبیوں کے باعث ہم سے واپس نہ لے +

بارخدایا! تجھ پر کچھ پوشیدہ نہیں ہے۔ پس ہماری بداعمالیوں پر تو ہی پردہ ڈال۔ اور جب کہ تجھ پر کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ تو ہماری بداعمالیوں کی رسوائی کو بخش دے +

بارخدایا! ہم مفلس قلاش بیشک بہت بڑے عاصی اور گنہگار ہیں۔ لیکن تیری رحمت کے اُمیدوار ہیں۔ اپنے کمال کرم سے ہم مقبولوں کی جماعت میں داخل کر +

بارخدایا! ہماری بُرائیوں بخش دے اور ہماری بدکرداریوں کی طرف نہ دیکھ۔ ابیات

بے نیاز از بے نیازی ما بہ بخش | گرچہ غفلت کردہ ایم آما بہ بخش
پائے در گِل ماندگاں را دستگیر | عذر ناہموار ما را در پذیر
باطن سرگشتگاں را راہ نمائے | از برون افتادگاں را در کشا

اے بے نیاز خدا، ہماری عاجزی ہے کہ ہمیں بخش دے۔ اگرچہ ہم غفلت میں غرق ہیں تو ہمیں بخش دے۔ کیچڑ میں پھنسے ہوئے بندوں کا تو ہی دستگیر ہے ہمارے ناہموار عذروں کو قبول کر۔ بھٹکے ہوئے لوگوں کے باطن کو تو ہی راستہ دکھا اور باہر پڑے ہوئے لوگوں کے لئے تو ہی راستہ کھول +

بار خدایا! ہمارے دلوں کے آنگن کو، پریشان تفکرات کے خس وخاشاک سے خالی کر۔ اور ہمارے ناقص اور سُست فہموں کو اپنے عشق ومحبت کے ادراک سے بزرگی بخش +

بار خدایا! اپنے بے نہایت کرم اور بے غایت فضل کی عزت کے واسطے، ہم کو اپنی درگاہ سے محروم نہ کر۔ اور آخری دم میں کہ زندگی کی امید منقطع ہے ہمارے کانوں کو **لا تخافوا ولا تحزنوا** (تم کسی قسم کا خوف نہ کرو۔ اور غمگین نہ ہو) کی آواز سے مشرف کر۔ بہ برکت وعزت، اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل واصحاب کے واسطے +

اے عزیز! سب سے زیادہ بلند مقام اور کمال سعادت اور اعلےٰ نعمتوں اور رتبوں کی انتہا حق سبحانہ' تعالیٰ کی محبت اور دوستی ہے۔ اگر تجھے مل چکی ہے، تو خوشی کر۔ اگر نہیں ملی، تو تلاش کر۔ اگر تو نے پالی ہے۔ تو اس کے شوق میں مست ہو۔ اگر نہیں پائی، تو تلاش میں چست ہو۔ بیت

گر نداری شادیئے از وصلِ یار
خیز بر خود ماتم ہجراں بدار

اگر یار کے وصال سے تجھے خوشی حاصل نہیں ہوئی تو اُٹھ اپنے حال پر جدائی کا ماتم کر +

الغرض کئی ایک دفتر لکھوں اور بہت سی کتابوں کی جلدوں کو سیاہ کروں تو بھی عشق کی حقیقت کا ایک شمہ بھی نہ لکھ سکونگا۔ بیت

گر بگویم شرح عشقے بر دوام
صد قیامت بگذرد ہم ناتمام

اگر ہمیشہ عشق کا بیان سُناتا رہوں۔ تو اگر ایک سو قیامت کا عرصہ بھی گذرے

Marfat.com

تو بھی ناتمام ہی رہے +

اللہ تعالےٰ نے بااُس قوم کی عزت اور برکت کے ذریعہ سے جن کے دل درد کی آگ سے جوش مارتے رہتے ہیں۔ اور شوق کے غلبہ سے اُن کے سینوں میں شور برپا ہے اپنے تمام بندوں اور اس عاجز گنہگار کو اپنے عشق محبت سے نہال اور اپنے فضل و کرم سے مالا مال کرے +

مناجات

اللّٰھُمَّ اَحرِق عَوارِضَ قلبی بنار عشقك وتزدد شوق الی جمالك ومحبتك ونور قلبی بنور معرفتك واقطع حجابا من بینی وبینك یاذوالجلال والاکرام ٭

بار خدایا! میرے دل کے عارضات کو اپنے عشق کی آگ سے جلا ڈال اور اپنے جمال اور محبت کے شوق کو بڑھا ڈال۔ میرے دل کو اپنی معرفت کے نور سے روشن کر اور میرے اور آپ کے درمیان جو ایک قسم کا پردہ ہے اُسے پھاڑ ڈال۔ اے صاحب عظمت اور بزرگی کے +

ابیات

توقع ز اخوان اہل صفا — بجز ادعیہ نیست دیگر مرا
ہر آنکس کہ خواند دعائے کند — بیامرزد اور اخدائے جزا

برادران اہل صفا سے سوائے اس کے اور کچھ امید نہیں کہ میرے حق میں دعائے خیر فرماویںگے۔ اور جو شخص اس کتاب کو پڑھے۔ خداوند اُسے بخش دے۔

آمین ثم آمین

تمت بالخیر

Marfat.com

مناجات بحضورِ سرورِ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاب ہجرت بر نتابم برقعہ از رو بر کشاد طاقتِ دوری ندارم اے شہِ میمون لقا
یا محمد چوں توئی سلطانِ ملکِ اصطفےٰ خیز از سنجابِ شاہی ہیں بہ احوالِ گدا
کن نظر بر حالِ زارِ ایں بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

انت شمسی والضحیٰ یا انت بدری فی الدجیٰ انت قلبی انت روحی یا نبی المجتبیٰ
یا مؤید یا محب یا نبی یا مہتدا غیر تو ملجا ندارم التجا یا ملتجا
کن نظر بر حالِ زارِ ایں بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

یا رسول اللہ اغثنی مشکلم پیش آمدہ نفسِ کافر روز و شب بد رسم بدکیش آمدہ
رہزنے شیطاں ہم شد بر دلم ریش آمدہ زخم ہا بد کار ریش از ہمہ تن پیش آمدہ
کن نظر بر حالِ زارِ ایں بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

یا رسول اللہ ندانم در کدامی ملتم کافرم یا بت پرستم یا مسلماں سیرتم
اندریں غم رونقِ دل سے پذیرد قلتم حسبنا اللہ دادہ زیں بلا پُر علتم
کن نظر بر حالِ زارِ ایں بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

Marfat.com

استقامت در رہت برنام نے واویلتا · زیں سبب حیراں پریشاں ماندہ ام وحسرتا
اندرونم پر کسافت زبروں دارم رجا · آہ زیں حسرت کہ ماندم غرق در بحر بلا

کن نظر بر حال زار ایں بے سرو پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفیٰ

اندراں روزے اجل چوں رخنہ در جانم زند · ایں لعین بدکیش بہتو قصد ایمانم کند
لطف کن تا لطف تو آں وقت آسانم کند · کلمۂ طیب تشہد بر زبانم کند

کن نظر بر حال زار ایں بے سرو پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفیٰ

وقت آں دارم نہ یارو نہ برادر غمگسار · نے کسے واقف شدہ نے مشفقم بر حال زار
کیست جز تو یا محمد از صغار و از کبار · محرم ایں بیکسی کہ ہستم خستہ جاں و دلفگار

کن نظر بر حال زار ایں بے سرو پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفیٰ

عاقبت گر بر سرم چوں منکر آید یا نکیر · حیرتے دارم چہ خواہد گفت ایں مسکیں حقیر
در چنیں جا پر خلل با ہیبت و خوف و نفیر · گر نباشد لطف تو اے وائے بر مسکیں اسیر

کن نظر بر حال زار ایں بے سرو پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفیٰ

وحشت الماس نمایدراہ دارم سخت پیش · ہم کفن آماسیدہ دارم یا شنہ داریم ریش
در کمینگاہم نشستہ غول ملعون زشت کیش · رہبرم باشی وگرنہ سخت بینم کار خویش

کن نظر بر حال زار ایں بے سرو پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفیٰ

یا نبی اللہ مدد کن روز محشر جاں گداز · وز تفکر خود بروں آیند جملہ اہل راز
عاقبت کارم فتد در دست حشر بے نیاز · آہ زماں واحسرتا گر تو نباشی کارساز

کن نظر بر حال زار ایں بے سرو پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفیٰ

روز محشر ہر کدامی یا شفیع المذنبیں　　گرد تو آیند جملہ ہم ندیاں ہم قریں
ہمچو من شرمندہ را اعمالہائے بدتریں　　با کرم خواں آں زماں یا رحمۃ للعالمیں

کن نظر بر حال زار ایں بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفٰی

میگذارم روز خشب زاں پل صراط پر خطر　　بگذرند پاکاں از انجا با فراغت خوب تر
با گرانی بار عصیاں چوں کنم زانجا گذر　　دستگیرم باش تو تا من نیفتم در سقر

کن نظر بر حال زار ایں بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفٰی

یا رسول اللہ بحرمت ثانی اثنین ہما　　صادق صدیق اکبر و بکر شفیع ما
یا نبی اللہ بحرمت آں امیر المقتدا　　محتسب راہ شریعت حاکم حکم قضا

کن نظر بر حال زار ایں بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفٰی

یا رسول اللہ بحرمت شاہ عثماں ذوالفگار　　جامع قرآں حبیب اللہ مفتاح الوقار
یا نبی اللہ بحرمت شاہ مرداں شہسوار　　لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

کن نظر بر حال زار ایں بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک محمد مصطفٰی

یا حبیب اللہ بحرمت آں شہیداں مقبلین　　سید الکونین و الثقلین حسن و حسین رض
دوستی خاتون جنت کاں شفیع المذنبیں　　فاطمۃ الزہرا خطابش شد ز رب العالمین

کن نظر بر حال زار ایں بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفٰی

یا رسول اللہ بحرمت غوث اعظم پیر ما　　قطب ربانی کہ آمد ہر دو عالم مقتدا
شاہ شمس اللہ محی الدین محبوب خدا　　واقف اسرار حق سلطان ملک اولیا

کن نظر بر حال زار ایں بے سر و پا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفٰی

Marfat.com

یا رسول اللہ بحرمتِ آں شہ میموں لقا شیرِ حق میراں بہاؤ الدین پیرِ رہنما
واقفِ در چار منزل مالکِ مُلکِ بقا مستِ عاشق لاؤ بالی شاہبازِ کبریا

کن نظر بر حالِ زاراں بے سروپا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

یا رسول اللہ بحرمتِ پیرِ عالم کبریا تکیہ گاہِ نامراداں اصل اللہ ذو العطا
شہ مقیم آں پیرِ غازی مقتدائے اولیا رہنمائے عارفاں قطبِ زمانے مجتبیٰ

کن نظر بر حالِ زاراں بے سروپا بینوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

یا رسول اللہ بحرمتِ زبدۂ آلِ رسول منبعِ فیضِ الٰہی قبلۂ اہلِ قبول
نامِ او شاہ محمد شمعِ دیں فخرِ فحول واقفِ در چار منزل عالمِ فرع و اصول

کن نظر بر حالِ زاراں بے سروپا بینوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

روز و شب خواہم ز تو یا سیدا خیر البشر جامِ شوقم پُر دہی تا مست گردم بیخبر
قطع گردانم علائق ہائے دُنیا سر بسر ہمتے دہ تا ز طاعت حق نباشم بیخبر

کن نظر بر حالِ زاراں بے سروپا بے نوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

اے حسن خاموش دہ تصدیعِ آزار حزیں تو فقیری از گدایانِ درگاہش کمترین
خفتہ بر سنجابِ شاہی نازنینِ مہ جبیں آں شہِ کونین ختم الانبیا والمرسلیں

کن نظر بر حالِ زاراں بے سروپا بینوا
لیس فی الدارین غیرک یا محمد مصطفےٰ

تمام شد

اردو ترجمہ کتاب

عقائد مجددیہ

برکت و سراپا رحمت کتاب ساتویں صدی ہجری میں حضرت علامہ شیخ شہاب الدین توربشتی
شیراز میں علم عقائد پر تصنیف فرمائی تھی۔ جس کو اسلامی دنیا بالخصوص دلدادگان علم تصوف
نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھا۔ اس بے نظیر کتاب نے اہل سائنس اور فلاسفہ اور
ہر باطل عقیدہ اشخاص کے خیالات کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ بڑے بڑے علمائے ظاہر
علمائے باطن بالاتفاق اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہدایت فرماتے رہے۔ چنانچہ
بات شریف جلد اوّل مکتوب ۱۹۳ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے
ے عقیدت مندوں کو بالخصوص سیادت پناہ شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس کتاب
عریف و توصیف فرما کر اس پر عمل ہونے کی ہدایت فرمائی ہے۔

لہٰذا اس کتاب کو اگر عقائد حقہ اہل سنت والجماعت کی رہبر اور پیر و مرشد
جاوے تو بجا ہے۔ اس جملہ خاندان ہر چہار سلاسل کو خصوصاً اور ہر مسلمان کو عموماً
در بے بہا کو خرید کر اور مطالعہ کر کے اپنے عقائد کی اصلاح کرنی چاہیے۔ جو
اللہ تعالےٰ نہایت صحت و صفائی کے ساتھ عمدہ ولایتی کاغذ پر بصرف زر کثیر بامحاورہ
ترجمہ کرا کر طبع کرائی گئی ہے۔

ضخامت بہت بڑی قریباً ۵۰۰ صفحہ، خوشخط سرورق رنگین دیدہ زیب،
ی یہ کتاب عقاید اہل سنت والجماعت کے لئے ایک ہیرا اور تحفہ بے نظیر ہے۔ جو
سے تعلق رکھتی ہے۔ مطالعہ فرما کر اس اللہ والے کو دعائے خیر سے یاد فرماویں۔
بی قیمت صرف چھ روپے ہے۔

ملنے کا پتہ: اللہ والے کی قومی دکان (رجسٹرڈ) کشمیری بازار لاہور

Marfat.com

اُردو ترجمہ ہر ۳ دفتر

مکتوبات امام ربّانی مُجدّدِ الفِ ثانی

رحمۃ اللہ علیہ مع مفصّل سوانح عُمری

کون شخص ہے جو مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی و اسم گرامی سے واقف نہ ہو۔ یہ وہ آپ
مجموعہ مکتوبات ہے جو آپ نے وقتاً فوقتاً اپنے پیر دستگیر حضرت باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت
میں اور دیگر احباب کی طرف ارقام فرمائے تھے۔ اور جن کی تلاش اور جستجو میں مبتدا ور عرصہ
طالبان مولا اور حلقہ بگوشان سرکار عالیہ نقشبندیہ خصوصاً حیران اور سرگردان پھرتے
چونکہ یہ گنجینہ اسرار معانی نہایت دقیق فارسی زبان میں ہر ادنےٰ و اعلےٰ کی فہمید سے باہر
لہٰذا **اللہ والے کی قومی دکان** نے بپاس خاطر ہر چہار سلاسل عالیہ اور حلقہ بگوشان سر
عالیہ کے لئے بصرف زر کثیر اُردو ترجمہ کرا کر نہایت خوش خط اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر طبع
کرائے ہیں جن کو خرید کر ہر ایک طالب مولا بے ساختہ یہ شعر اپنی زبان سے ورد کریگا

جمادِ چند دادم جاں خریدم
بنام ایزد عجب ارزاں خریدم

قیمت دفتر اول ہر سہ دفتر بلا جلد لعہ ۲۱ ؎ ر۔ مجلّد ہر سہ دفتر
سوانحعمری مجدد علیہ الرحمۃ علیحدہ بھی مل سکتی ہے قیمت عہ ر

المشتہر

اللہ والے کی قومی دُکان رجسٹرڈ ملک چنن الدین تاجر کتب بازار کشمیری

لاہور

بغیر مُہر دکان مال مسروقہ تصور ہوگا سنہ ۱۹۵۵ء